2

وعظ و نصیحت

2018ء



تالیف

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ



2

وعظ و نصیحت

2018ء



محمد الیاس گھمن



درود شریف

فہرست

مقاصدِ وعظ و نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِہٖ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَۃُ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنوری 2017ء سے ہر جمعرات کو باقاعدگی سے "وعظ و نصیحت" کے عنوان سے کچھ گزارشات اپنے متعلقین کی خدمت میں روانہ کی جارہی ہیں یہ اس سلسلے کی دوسری کڑی ہے۔ جس کے درج ذیل چند اہم مقاصد پیش نظر رہے ہیں۔

1: اپنی ذاتی و نجی زندگی کو احکام شریعت کے مطابق گزارنا۔

2: اپنے گھر کے ماحول کو سنوارنا۔

3: اپنے خاندان، قوم اور قبیلے کے ماحول کو بہتر سے بہتر بنانا۔

4: پاکستان اور دنیا کے ہر ملک میں بسنے والے اہل اسلام کی فکر کرنا۔

5: جن کے پاس اسلامی تعلیمات ہیں ان میں عمل اور اخلاص کا جذبہ پیدا کرنا۔

6: جن کے پاس اسلامی تعلیمات نہیں ہیں اُن کو اِن سے روشناس کرانا۔

7: معاشرتی اور سماجی موضوعات میں اسلامی رہنمائی کا فریضہ انجام دینا۔

8: اسلام کے وہ زریں اور سنہرے اصول جو پوری انسانیت میں امن و سکون کا باعث ہیں، ان کو پھیلانا۔

9: سوشل میڈیا کے وسیع فورم پر پھیلنے والی بے دینی، گمراہی اور بے حیائی کے سامنے اپنی ہمت کے مطابق بند باندھنا۔

10: خطباء کرام کو جمعۃ المبارک کے بیان کے لیے علمی مواد فراہم کرنا۔

کتاب سے استفادہ کا طریقہ

دینی علم میں اضافے کی نیت سے پڑھیں۔

اسلامی معلومات کو اپنی زندگی کے معمولات بنانے کے جذبہ سے پڑھیں۔

اسے سب سے زیادہ اپنی پھر درجہ بدرجہ دیگر لوگوں کی ضرورت سمجھیں۔

اپنے گھر، اپنے ادارے (خواہ تعلیمی ہو یا تجارتی) میں ہفتہ وار ایک مختصر سی مجلس لگائیں اور اس میں اس کے ایک حصے کی مناسب تشریح کے ساتھ تعلیم کرادیں۔

ائمہ اور خطباء کرام پہلے اس کے ایک حصہ کا مطالعہ کریں بعد ازاں اپنے الفاظ میں سمجھادیں۔

کتاب میں موجود آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے حوالے لکھ دیے گئے ہیں لہٰذا کسی الجھن کا شکار ہوئے بغیر شرح صدر سے بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ میری، میرے متعلقین اور تمام عالم اسلام کے ہر طبقے کے افراد کی اصلاح فرمائے۔ دنیا اور آخرت کی ساری کامیابیاں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

پیر، 31 دسمبر، 2018ء

اعمالِ شبِ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی کی گاڑی میں شب و روز کے دو پہیے لگائے ہیں جو مسلسل ہمیں اپنی منزل اور انجام کی طرف لے جائے جارہے ہیں اور پھر اس کا کرم تو دیکھیے کہ ان شب و روز میں بعض شب (راتیں) اور بعض روز (دن) ایسے بابرکت بنائے ہیں جن کو اگر صحیح طور پر بسر کر لیا جائے تو دنیا و آخرت کی کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں۔ انہی میں سے ایک "شبِ جمعہ" بھی ہے۔ یعنی جمعۃ المبارک والے دن سے پہلے والی رات۔

شبِ جمعہ؛ جمعرات کو سورج غروب ہونے سے شروع ہو کر جمعۃ المبارک صبح صادق کے طلوع ہونے تک کے وقت کو کہتے ہیں۔ یہ بہت بابرکت رات ہے، احادیث مبارکہ میں اس رات کے بہت سے فضائل و مناقب اور فوائد و ثمرات مذکور ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

1 ... سورۃ الکہف کی تلاوت:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔

سنن دارمی، باب فی فضل سورۃ الکہف، حدیث نمبر 3470

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شب جمعہ میں سورۃ الکہف کی تلاوت کرے گا تو اس شخص کے لیے اس کے اور بیت اللہ کے درمیان نور روشن ہو گا۔

فائدہ: احادیث مبارکہ میں جمعۃ المبارک والے دن اور شب جمعہ دونوں میں سورۃ الکہف پڑھنے کے فضائل موجود ہیں، اس لیے کوشش کر کے شب جمعہ کو اور جمعۃ

المبارک والے دن بھی اس کی تلاوت کر لی جائے تو وہ تمام فضائل و انعامات حاصل ہو جائیں گے جو احادیث میں مذکور ہیں۔

2 ... سورۃ یٰسٓ کی تلاوت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ يٰسٓ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ.

الترغیب والترھیب للاصبہانی، حدیث نمبر 948

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو شب جمعہ سورۃ یٰسٓ کی تلاوت کرے

فائدہ: احادیث مبارکہ میں سورۃ یٰسٓ کے اس کے علاوہ وقت میں بھی پڑھنے کے فضائل موجود ہیں جیسا کہ نماز فجر کے بعد۔ اس لیے کوشش کریں کہ روزانہ نماز فجر کے بعد اس سورۃ کی تلاوت کا معمول بنائیں اور شب جمعہ کو بھی تلاوت کر لی جائے تاکہ وہ تمام برکات اور فوائد نصیب ہو سکیں جو احادیث میں مذکور ہیں۔

3 ... سورۃ الدخان کی تلاوت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل حٰمٓ دخان، حدیث نمبر 2814

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو شب جمعہ میں سورۃ حٰمٓ دخان کی تلاوت کرے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ أَوْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي

الْجَنَّةِ۔

مجمع الزوائد، باب مایقرا لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ، حدیث نمبر 3017

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۃ دخان کو شب جمعہ میں یا جمعۃ المبارک والے دن تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

فائدہ: حدیث پاک کا تقاضا ہے کہ اس سورۃ کو شب جمعہ میں بھی اور جمعۃ المبارک والے دن بھی تلاوت کیا جائے۔[سورۃ حمٓ دخان قرآن کریم کے 25ویں پارہ میں 44 ویں نمبر کی سورۃ ہے اس کی کل 59 آیات ہیں، مکی سورۃ ہے۔]

4 ... درود پاک کی کثرت:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

سنن الکبریٰ للبیہقی، باب مایومر فی لیلۃ الجمعۃ، حدیث نمبر 6207

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر جمعہ والے دن اور شب جمعہ کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتے ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :...مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ، سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا۔

فضائل الاوقات للبیہقی، باب فضل لیلۃ الجمعۃ، حدیث نمبر 276

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ والے دن اور شب جمعہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی 100 ضروریات ان میں سے 70 ستر آخرت میں جبکہ 30 تیس دنیا میں پوری فرماتا ہے۔

فائدہ: درود پاک کے بے شمار فضائل، فوائد، ثمرات اور انعامات ہیں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس کی وجہ سے پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا حق محبت کا ایک پہلو ادا ہوتا ہے۔ مزید اس حوالے سے میری کتاب ”صلوٰۃ وسلام“ کا مطالعہ کیجیے۔

5 ... قبولیتِ دعا کا وقت:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَا الْعِيدِ۔

فضائل الاوقات للبیہقی، باب فی فضل العید، حدیث نمبر 149

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں مانگی جانے والی دعاؤں کو مسترد نہیں کیا جاتا۔ شبِ جمعہ، رجب کی پہلی رات، شبِ برأت (پندرہویں شعبان کی رات) اور عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ...... فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا الْحَسَنِ .... إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَقُومَ فِي ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُودَةٌ، وَالدُّعَاءُ فِيهَا مُسْتَجَابٌ.

مستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر 1190

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے: اے علی! جب شب جمعہ ہو تو رات

کے آخری تہائی حصے میں ہمت کر کے اٹھ جا کیونکہ یہ مقبول گھڑی ہے اور اس میں دعا قبول کی جاتی ہے۔

6 ... عذاب قبر سے حفاظت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فیمن مات یوم الجمعۃ، حدیث نمبر 994

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان جمعۃ المبارک کے دن یا شبِ جمعہ کو فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے (عذاب) سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

شبِ جمعہ سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ:

ایک حدیث مبارک میں ہے کہ باقی راتوں کو چھوڑ کر صرف اسی رات (شب جمعہ) کو قیام اللیل کے لیے خاص نہ کیا جائے یعنی یہ نہ سمجھا جائے کہ قیام اللیل صرف شب جمعہ ہی میں باعث فضیلت ہے۔ باقی رہا دینی مدارس، تبلیغی جماعت یا کسی دینی تحریک کا شبِ جمعہ کا بیان وغیرہ کرنا تو یہ ایک انتظامی نوعیت کا مسئلہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دنیا کی زندگی ایسی بنا دیں کہ جس سے ہماری آخرت "بن" جائے۔ آمین بجاہ سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 4 جنوری، 2018ء

دعا کی ضرورت

اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی تمام تر حاجات اور ساری ضروریات (خواہ ان کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے)مانگنا شریعت میں ”دعا“ کہلاتا ہے۔ اللہ رب العزت ہی حاجت روا اور مشکل کشا ہیں، اللہ کے علاوہ نہ تو کوئی حاجت روا ہے اور نہ ہی مشکل کشا، صرف وہی ذات ہمیں فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نقصان سے بچا سکتی ہے، ہم سب اس کے مملوک اور وہ ذات ہم سب کی مالک ہے، ہم سب اس کے در کے فقیر اور محتاج ہیں وہ غنی اور وھاب ذات ہے، ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا ہے۔ الغرض ہم بندے ہیں اور وہ آقا ہے۔ اس کریم ذات کا محض اتنا کرم ہی کافی ہے کہ وہ ہم جیسے نالائق، غیر مستحق بلکہ مستحقِ سزا و عقاب لوگوں کو اپنی نعمتوں سے نواز رہا ہے لیکن یہاں تک معاملہ صرف کرم کا ہے۔

کرم کی انتہاء:

کرم کی انتہاء دیکھیے جو اس سے دعا نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے:

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ لَمۡ يَسۡأَلِ اللهَ يَغۡضَبۡ عَلَيۡهِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الدعاء، حدیث نمبر 3295

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے (دعا) نہیں مانگتا تو اس پر اللہ ناراض ہو جاتے ہیں۔

یہ دستورِ دنیا کے بالکل برعکس ہے کیونکہ دنیا والوں سے مانگو تو ناراض اور نہ مانگو تو خوش ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم اس ذات سے اپنی حاجات و ضروریات کو پورا کرنے کی دعا نہ مانگیں تو بتائیے ہم سے زیادہ بے عقل اور کون ہو گا؟ اس لیے ہمیں

اپنی ضروریات کے حل کے لیے دعاء کی ضرورت کو سمجھنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

اللہ سے مانگنے کی چند وجوہات:

چند اہم وجوہات ایسی ہیں جن کا تقاضا ہے اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگنی چاہیے:

1 ... رحمان ورحیم:

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر 2

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا۔

جو بے رحم ہو اس سے کچھ نہیں مانگا جاتا، رحم کرنے والے سے ہی مانگا جاتا ہے۔ اللہ کی ذات تو دنیا و آخرت میں بے حد رحم کرنے والی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ دعا صرف اسی سے ہی مانگی جائے جو بے حد رحم کرنے والا ہے۔

2 ... قدرت کاملہ:

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 20

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

جس ذات سے مانگنا ہے اس کے لیے قدرت والا ہونا بھی ضروری ہے اگر اس کی قدرت ہی نہ ہو تو دعائیں کیسے قبول ہو سکتی ہیں؟ مرادیں کیسے پوری کرے گا؟ اس لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دعا اس سے کی جائے جس کو ہر کام کی مکمل قدرت ہو اور وہ ذات سوائے اللہ رب العزت کے اور کسی کی نہیں۔

3... قبولیت:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔

سورۃ البقرۃ، آیت 186

ترجمہ: (اے میرے پیغمبر!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ فرمادیں کہ) میں قریب ہوں، جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے کہیں جانا نہیں پڑتا بلکہ وہ ذات تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اس کو پکاریں تو وہ ذات سنتی بھی ہے اور قبول بھی کرتی ہے۔

4... الحی القیوم:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

سورۃ البقرۃ، آیت 255

ترجمہ: صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہیں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

بے جان اور کمزور کسی کو کیا دے سکتا ہے اور ایسا زندہ جس کو ہر وقت مرنے کا دھڑکا لگا رہتا ہوں وہ کسی کی حاجت روائی کیسے کر سکتا ہے اس لیے دعا اس ذات سے مانگنی چاہیے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے، اور وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔

5... غنی کریم:

اِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ

سورۃ النمل، آیت نمبر 40

ترجمہ: بے شک میرا رب عنایت کرنے والا ہے اور کرم کرنے والا ہے۔

جو خود کسی کا محتاج ہو اس سے کیا مانگنا؟ مانگنا تو اس ذات سے چاہیے جو تمام خزانوں کا مالک ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو۔ اس لیے دست دعا بھی اس کے سامنے دراز کرنا چاہیے۔ غنی کے ساتھ ساتھ اس کا کریم ہونا بھی ضروری ہے کریم کا مقابل بخیل ہوتا ہے بخیل سے کچھ نہیں مانگا جاتا اور مانگ بھی لیا جائے تو بخیل نہیں دیتا اگر دے بھی دے تو ضرورت سے کم دیتا ہے۔ کریم وہ ذات ہے جو استحقاق کے بغیر بھی نواز دے۔

6 ... مُختارِ کل:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ

سورۃ القصص، آیت نمبر 68

ترجمہ: تیرا پروردگار جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اختیارات کا مالک ہے۔

اللہ تعالی کی ذات مُختار کل ہے۔ تمام تر اختیارات اس کے پاس ہیں اس لیے مانگنے کے لیے اسی ذات کے سامنے ہاتھ پھیلانے چاہییں جس کے پاس تمام اختیارات ہوں اور جو خود مختار نہ ہو بلکہ کسی اور کا پابند ہو تو وہ مختار کل نہیں ہو سکتا۔ نہ تو اللہ کے علاوہ کوئی مختارِ کل ہے اور نہ ہی کسی اور سے مافوق الاسباب مانگنا جائز ہے۔

7 ... الغفور الرحیم:

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

سورۃ الزمر، آیت نمبر 53

ترجمہ: بے شک وہی معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

انسان خطا کا پُتلا ہے۔ شیطان، نفس یا ماحول سے مغلوب ہو کر بالآخر گناہ کر بیٹھتا ہے سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے کوئی بھی انسان گناہوں سے معصوم نہیں اس لیے اس سے گناہ کا ہو جانا خلاف عقل نہیں۔ گناہ کے بعد معافی کے لیے ضروری ہے کہ یہ ایسی ذات کے سامنے ہاتھ پھیلائے جو معاف کرنے والی ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

8... سمیع علیم:

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 1

ترجمہ: بے شک اللہ ہر کسی کی ہر بات سننے والا اور جاننے والا ہے۔

جس سے دعا مانگی جارہی ہو وہ اس کو سن بھی سکتا ہو اور جانتا بھی ہو کہ کیا مانگا جارہا ہے؟ اور جو مانگا جارہا ہے وہ دینا بھی ہے یا نہیں؟ اس لیے ایسی ذات سے دعا مانگنے کا حکم ہے جو سنتی بھی اور جانتی بھی ہے۔ سننے کے مفہوم میں بہت زیادہ وسعت ہے ہر کسی کی ہر وقت سنے اور علم کے مفہوم میں بھی بہت وسعت ہے کہ ہر کسی کی ہر زبان کی ہر بات کو جانے بلکہ اس میں بھی مزید وسعت ہے کہ وہ یہ بھی جانتا ہو کہ کسے، کس وقت، کیا اور کیسے دینا ہے؟ اور کسے، کب، کیا اور کون سی چیز نہیں دینی؟ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ کی روشنی میں یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ ہمیں دعا مانگنے کی ضرورت کیوں ہے؟ اور یہ کہ دعا کس سے مانگنی ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگنے کی کون سی وجوہات ہیں؟

ان شاء اللہ آئندہ چند اقساط میں دعا سے متعلقہ دیگر اہم امور پر بات ہو گی جس میں دعا مانگنے کا حکم، کیفیت دعا، دعا کے درجات، دعا کے اسباب، قبولیت دعا کے اوقات، جن افراد کی دعا قبول ہوتی ہے ان کی نشاندہی، مختلف مواقع پر مانگی جانے والی مسنون دعائیں، دعا میں کیا مانگ سکتے ہیں اور کیا نہیں، خود مانگنا اور دوسروں سے دعا کی درخواست کرنا، وسیلہ کے ساتھ دعا کرنا اور بغیر وسیلہ کے مانگنا، انفرادی اور اجتماعی دعا، کن مواقع پر ہاتھ اٹھا کر مانگی ہے کہاں نہیں، زبان سے اور دل سے دعا مانگنا، دعائے برکت اور دعائے مغفرت میں شریعت کی اعتدال والی تعلیم، وغیرہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے در کا محتاج بنائے رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، سکندر ٹاؤن، پشاور

جمعرات، 11 جنوری، 2018ء

دعا مانگتے وقت!

اللہ تعالیٰ جب کسی پر اپنا کرم فرماتے ہیں تو اس کو اپنی ذات سے دعا مانگنے کی توفیق نصیب فرماتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ضروریات سے بے نیاز ہو ان کا تعلق خواہ دنیا کی ضروریات سے ہو یا آخرت کی ضروریات سے ہو۔

انسان کو ہدایت، نعمت، عزت، رزق، شہرت، مال و دولت اور وسائل درکار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا کی خوشیاں حاصل کر سکے اور ایسے اسباب سے بچاؤ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جن کی وجہ سے خوشیاں برباد ہو جاتی ہیں بالکل اسی طرح آخرت میں اللہ کے انعام و اکرام، ابدی کامیابی، دائمی خوشیاں، جنت اور رضاء الٰہی کی ضرورت ہو گی، جو محض اس کے فضل و احسان، شفاعت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ نیک اعمال کی کثرت سے نصیب ہو گی۔ اور یہ سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں، اس لیے اسی ذات سے مانگنے کا حکم قرآن کریم اور متعدد احادیث مبارکہ میں موجود ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: **وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي۔**

سورۃ غافر، آیت نمبر 60

ترجمہ: اور کہا تمہارے رب نے کہ مجھ سے (دعا) مانگو۔

اب آتے ہیں اس بات کی طرف کہ دعا کرتے وقت انسان کی کیفیت کیا ہونی چاہیے؟

1... ہم محتاج ہیں:

سب سے پہلے تو اس کو اپنی سب سے بڑی ضرورت تسلیم کرنا چاہیے کہ ہم محتاج ہیں دنیا میں صرف اسباب اختیار کرنے کے پابند ہیں نتیجہ اور انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

2...رحم و کرم کا یقین:

دل میں اللہ کی عظمت و بزرگی، قدرت و طاقت، رحم و کرم، فضل و احسان، جود و کرم اور محبت و رافت کو جمانے کی کوشش کریں کیونکہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں، اگر وہ چاہے گا تو میری حاجت پوری ہوگی، میری مشکل حل ہوگی، میری مصیبت ٹلے گی، مجھے کامیابی ملے گی اور مجھے خوشی نصیب ہوگی۔ ورنہ ذلت و خواری، مصائب و مشکلات اور ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ دل میں اللہ کی محبت اور رحمت کے غلبے کا تصور پختہ کریں، یہ یقین پیدا کریں کہ جس ذات سے میں مانگ رہا ہوں وہ ذات مجھے عطا کرے گی وہ کسی کی محتاج نہیں۔

3...اللہ کے خزانے کم نہیں ہوتے:

اس کے خزانے بہت زیادہ ہیں اگر ساری کائنات مل کر بھی اس سے مانگے تب بھی اس کے خزانوں میں کچھ بھی کمی نہیں آتی۔ اپنے گناہوں کی ندامت کا احساس ساتھ ساتھ کرتے رہیں ہم اس قابل نہیں کہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، بلکہ ہمیں تو ندامت کی وجہ سے اس کے حضور ہاتھ باندھے کھڑا رہنا چاہیے، یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے دربار میں ہاتھ پھیلانے کی توفیق دی ہے۔

4...احساس و اظہار ندامت:

احساس ندامت کی وجہ سے اگر دل بھر آئے اور رونا آجائے تو رو دیجیے اور اگر دل کی سختی اس قدر زیادہ ہوگئی ہے کہ رونا نہیں آرہا تو رونے والی شکل بنالیں۔

5...قبولیت کا یقین رکھیں:

پھر لجاجت سے مانگیے، اللہ کی ذات سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ناز و انداز سے مانگیے پھر دل میں دعا کی قبولیت کا یقین پیدا فرمائیں کیونکہ دعا مانگنے والوں کے خالی

ہاتھ جب اللہ کی بارگاہ میں اٹھتے ہیں تو اللہ رب العزت ان اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتے۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔

سنن ابی داؤد، باب الدعا حدیث نمبر 1490

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب مہربان اور حیا کرنے والا ہے، بندہ جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خالی ہاتھوں کو واپس لوٹانا حیا کے خلاف سمجھتے ہیں۔

آیئے مل کر دعا کریں اللہ تعالیٰ ہماری دنیا اور آخرت بہتر بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مکہ مکرمہ، سعودی عرب

جمعرات، 18 جنوری، 2018ء

دل اللہ کی طرف متوجہ رکھیں

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انسان جب دعا مانگنے کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اسے چاہیے کہ اس وقت دل کو اللہ کریم کی رحمت اور محبت کی طرف خوب اچھی طرح متوجہ کرنے کی کوشش کرے۔ دل کو غفلت اور بے پرواہی سے پاک کریں کیونکہ لاپرواہ اور غافل دل والی دعاء اللہ کریم اپنی بارگاہ میں قبول ہی نہیں فرماتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی جامع الدعوات، حدیث نمبر 3401

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے دعا مانگو تو اس کے قبول ہونے کا یقین رکھو! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو قبول نہیں فرماتے جو غافل اور لاپرواہ دل سے مانگی جائے۔

حدیث مبارک میں غور فرمائیے کہ دعا اگرچہ ظاہری عمل ہے دیکھنے میں ہاتھ اٹھانا، منہ ہلانا، زبان سے مانگنا سب کچھ نظر آرہا ہوتا ہے لیکن یہ قبول اس وقت ہوتی ہے جب دل اور باطن کو غفلت اور لاپرواہی کی کیفیت سے پاک کر لیا جائے۔ غفلت اور لاپرواہی ایسا خطرناک روحانی مرض ہے جو دیکھنے میں نظر بھی نہیں آتا اور اس کی وجہ سے انسان دعا کی قبولیت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

عبادات کے وقت بلکہ اہم العبادات نماز میں بھی ہماری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہوتی، دلِ غافل دنیا کے بکھیڑوں میں اتنا الجھا ہوا ہوتا ہے کہ کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ ہم اللہ کے حضور اس کے ایک اہم فریضے کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہیں، ہم اس سے کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا مانگ رہے ہیں؟ حالانکہ حق تو یہ بنتا ہے کہ ہم مکمل توجہ اور دل

جمعی کے ساتھ اللہ کے حضور کھڑے ہوں، ہمیں معلوم ہو کہ ہم اس سے کیا مانگ رہے ہیں؟ اللہ کریم ہمیں ایسی عبادات کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ زبان کے ساتھ ساتھ دل بھی اللہ کی یاد میں مشغول ہو۔ غفلت جیسے روحانی مرض کی اصلاح کی فکر نصیب فرمائے اور اپنے نیک بندوں کی صحبت کی برکت سے دل غافل کو دل ذاکر بنائے۔ دل سے غفلت اور لاپرواہی کو دور کر کے کامل توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیئے۔

ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگی جاتی ہے، جیسے صبح اٹھتے وقت کی دعا، بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا، وہاں سے نکلتے وقت کی دعا، وضو شروع کرتے وقت اور وضو کے بعد کی دعا، اذان کے بعد کی دعا، گھر سے نکلنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا، مسجد داخل ہونے کی دعا، مسجد سے باہر نکلنے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، کھانا کھانے کی دعا، دودھ پینے کی دعا، میاں بیوی کے ملاپ کے وقت کی دعا، رات کو سوتے وقت کی دعا، وغیرہ وغیرہ۔

یہاں بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگیں:

حالت نماز میں کی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھانے۔ قیام میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے دوران اھدنا الصراط المستقیم یہ دعا ہے، چونکہ سورۃ فاتحہ میں انسان اللہ سے دعا مانگتا ہے اس لیے جب سورۃ فاتحہ مکمل ہو جائے تو آہستہ آواز سے ”آمین“ کہہ لے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ میں نے جو دعا مانگی ہے اسے تو قبول فرما۔ سجدوں میں دعا مانگنے کا حکم بھی حدیث پاک میں موجود ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ

صحیح مسلم، باب مایقال فی الرکوع والسجود، حدیث نمبر 1017

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کو اپنے رب کی اس وقت زیادہ قربت نصیب ہوتی ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہو اس لیے (اس حالت میں) کثرت کے ساتھ دعا مانگو۔

نوٹ: سجدوں میں کی جانے والی دعا بھی ہاتھ اٹھائے بغیر کرنی ہے۔

دو سجدوں کے درمیان دعا:

دو سجدوں کے درمیانی وقت میں بھی دعا کے مختلف الفاظ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ لیکن یہاں بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنی ہے، ہاتھ اٹھا کر نہیں مانگنی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي۔

جامع الترمذی، باب مایقول بین السجدتین، حدیث نمبر 262

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں کے درمیان یہ دعا فرماتے تھے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي۔

اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کو پورا فرما، مجھے عافیت نصیب فرما، مجھے ہدایت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔

نوٹ: دو سجدوں کے درمیان دعا کے مختصر الفاظ بھی منقول ہیں۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... وَكَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي

سنن نسائی، باب الدعا بین السجدتین، حدیث نمبر 1145

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے تھے: رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي

اے میرے پروردگار! میری مغفرت فرما۔ اے میرے پروردگار میری مغفرت فرما۔

آخری تشہد میں درود کے بعد دعا کے مختلف الفاظ حدیث میں موجود ہیں۔

تشہد کے بعد والی دعا:

تشہد میں درود پاک کے بعد والی دعا کے بارے ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ دعا جس کے الفاظ قرآن و سنت میں موجود ہوں وہ مانگی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اگرچہ الفاظ عربی کے ہی کیوں نہ ہوں ان کے ساتھ دعا نہیں کی جا سکتی۔

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے۔ جیسے فرض نمازوں کے بعد (سوائے جنازہ کے)، میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد، دینی مجالس کے اختتام پر، حوادثات سے حفاظت کے لیے، خیر و برکت کے لیے، اپنی حاجات کو مانگنے کے لیے دن رات کے کسی بھی حصے میں، وغیرہ۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا بھی ثبوت موجود ہے۔

فائدہ: عموماً ہر وہ مقام جہاں پر دعا کے الفاظ متعین ہیں وہاں پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنا ثابت ہے اور جہاں دعا کے الفاظ متعین نہیں وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعا مانگنے والے بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 25 جنوری، 2018ء

دعا کے آداب

1...ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ ...وَالِابْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيعًا۔

سنن ابی داوٗد، باب الدعاء، حدیث نمبر 1491

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھائے... اور دعا کے وقت انتہائی عاجزی یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پھیلائے۔

2...ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا:

عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-قَالَ إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوهُ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا۔

سنن ابی داوٗد، باب الدعاء حدیث نمبر 1488

ترجمہ: حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اپنی ہتھیلیاں کھول کر دعا مانگو اور ہاتھ الٹے کر کے دعا نہ مانگو۔

3... حمد و صلاۃ کے ساتھ دعا مانگنا:

عَنْ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ .. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ .. إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی جامع الدعوات، حدیث نمبر 3399

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دعا مانگنے لگو تو اس کی ابتداء اللہ کی حمد و ثناء سے کرو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اس کے بعد جو چاہو مانگو۔

4...امید و خوف کے ساتھ دعا مانگنا:

يَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا

سورۃ الأنبیاء، آیت نمبر 90

ترجمہ: وہ (انبیاء کرام علیہم السلام) ہم سے رغبت اور ڈر کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔

5...یقین کے ساتھ دعا مانگنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُم: اَللّٰهُمَّ اغْفِرلِي إِنْ شِئْتَ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ

صحیح بخاری، باب لیعزم المسالۃ، حدیث نمبر 2432

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بھی دعا مانگتے وقت یوں نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر دے، اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔

6...صفات باری تعالیٰ کے ساتھ دعا مانگنا:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

صحیح بخاری، باب الدعاء قبل السلام، حدیث نمبر 834

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جسے میں نماز میں مانگوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں مانگا کرو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادتی کی آپ کے علاوہ کوئی بخشنے والا ہے ہی نہیں اپنی طرف سے میری بخشش کا فیصلہ فرما کر میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما۔ بے شک آپ ہی بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

صحیح بخاری، باب دعا العائد للمریض، حدیث نمبر 5675

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی مریض کو لایا جاتا تو آپ اس کے لیے یوں دعا مانگتے: أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ اے انسانوں کے رب تکلیف کو دور فرما۔ اے شفاء دینے والے ایسی شفاء عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

فائدہ: دعا کے مناسب اللہ کی صفات کا تذکرہ کیا جائے۔ جیسے: یا رحیم ارحمنی، یا کریم أکرمنی، یا شافی اشفنی۔

ترجمہ: اے رحم فرمانے والے مجھ پر رحم فرما، اے کرم فرمانے والے مجھ پر کرم فرما، اے شفاء دینے والے مجھے شفاء عطا فرما۔

7...اپنے لیے دعا مانگنا:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ

سورۃ نوح، آیت نمبر 28

ترجمہ: اے پروردگار! میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء ان الداعی یبدا ءبنفسہ، حدیث نمبر 3307

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو یاد کرتے تو اس کے لیے دعا فرماتے اور ابتداء اپنے سے کرتے۔

نوٹ: یہ اس وقت ہے جب اپنے لیے اور دوسروں سب کے لیے دعا کرنی ہو اور اگر صرف دوسروں کے لیے دعا کرنی ہو تو وہاں صرف اسی کے لیے دعا کریں۔

8...وسیلے کے ساتھ دعا مانگنا:

وَمِنْ اٰدَبِ الدُّعَاءِ تَقْدِيْمُ الثَّنَاءِ عَلَى اللهِ وَالتَّوَسُّلُ بِنَبِيِّ اللهِ لِيُسْتَجَابَ.

حجۃ اللہ البالغۃ ج2 ص6

ترجمہ: دعا کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کو مقدّم کیا جائے تاکہ دعا کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔

9... آمین کے ساتھ دعا مانگنا:

قَالَ أَبُو زُهَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. . . خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلَحَّ فِي الْمَسْأَلَةِ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِعُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ بِأَيِّ شَيْءٍ يَخْتِمُ ؟ قَالَ بِآمِينَ فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِآمِينَ فَقَدْ أَوْجَبَ۔

سنن ابی داؤد، باب التامین وراء الامام، حدیث نمبر 939

ترجمہ: حضرت ابو زہیر نُمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ... ایک رات ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے تو ہمارا گزر ایک ایسے آدمی کے قریب سے ہوا جو نہایت الحاح وزاری (رو رو کر) سے دعا مانگ رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور اس کی دعا کو سنتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیں مخاطب کر کے) فرمایا: اگر اس نے دعا کا اختتام صحیح کیا تو اس کی دعا ضرور قبول ہو گی۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کی مزید وضاحت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین کے ساتھ۔ اگر اس نے آمین کے ساتھ دعا ختم کی تو اس کی دعا ضرور قبول ہو گی۔

10... دعا کے آخر میں منہ پر ہاتھ پھیرنا:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَدَّ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ۔

مستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر 1967

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتے تو نیچے کرنے سے پہلے انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت بہتر یہ ہے کہ باوضو اور قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں، جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو اپنے آپ کو سمجھائیں اور دل میں یہ احساس پیدا کریں کہ میں جس ذات کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا رہا ہوں وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والی ہے، وہ ضرور میری حاجات وضروریات کو پورا فرمائے گی۔ اسی ذات نے احسان کرتے

ہوئے مجھے انسان بنایا پھر مزید احسان یہ فرمایا کہ مجھے مسلمان بنایا، اس سے بھی بڑا احسان یہ فرمایا کہ مجھے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا، اس ذات کا ہی احسان ہے کہ اسلامی احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائی، اسی ہی کا احسان ہے کہ مجھے عقل، سمجھ اور شعور عطا کیا، اسی کا احسان ہے کہ مجھے اپنے در کا محتاج بنا کر غیروں سے مستغنی فرمایا اور مجھے اس بات کی توفیق نصیب فرمائی کہ آج پھر مجھے اپنی بارگاہ میں دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے احسانات مجھ پر برابر جاری وساری ہیں۔

ان غلطیوں سے بچیں:

دعاء مانگتے وقت ہاتھ ایسے اٹھانے چاہییں کہ انسان کے عمل سے عاجزی کا اظہار، طلب کا شوق اور ضرورت کا احساس محسوس ہو۔ لیکن غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ یوں دعا کی جارہی ہوتی ہے جیسے کوئی رسم پوری کی جارہی ہو، ہاتھ پر ہاتھ رکھنا، انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرنا، ہاتھوں سے کھیلتے رہنا، ہاتھوں کو بند کر لینا وغیرہ۔ یہ سب غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے ہوتا ہے، جسے دور کرنے کی شدید ترین ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعا مانگنے والے بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، یکم فروری، 2018ء

قرآنی دعاؤں کا اسلوب

قرآن میں موجود دعاؤں کا اسلوب یہ بتاتا ہے کہ دعا کے وقت انسان کو بے بسی اور ندامت کا اظہار کرنا چاہیے، چند انبیاء کرام کی دعائیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی دعا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

سورۃ الاعراف آیت نمبر 23

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم سے غلطی ہوگئی اگر آپ نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا:

أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ

سورۃ القمر، آیت نمبر 10

ترجمہ: میں مغلوب ہوں میری مدد فرما۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا۔

سورۃ نوح، آیت نمبر 28

ترجمہ: پروردگارا! مجھے، میرے والدین کو اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام ایمان والے مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور کافروں کی ہلاکت و بربادی میں مزید اضافہ فرما۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا:

أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

سورۃ الأنبیاء، آیت نمبر 83

ترجمہ: مجھے بیماری لگ گئی ہے اور آپ رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (مجھ پر بھی رحم فرما اور میری بیماری کو ختم فرما)

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا:

لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 87

ترجمہ: آپ ہی معبود حقیقی ہیں آپ بھول سے بھی پاک ہیں میں سراپا خطاء ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي

سورۃ القصص، آیت نمبر 16

ترجمہ: اے میرے رب! مجھ سے خطاء ہو گئی، میری مغفرت فرما۔

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا:

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

سورۃ المومنون، آیت نمبر 118

ترجمہ: اے میرے پروردگار! معاف فرما اور رحم فرما اور تو سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعا مانگنے والے بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، برٹش ہومز، راولپنڈی

جمعرات، 8 فروری، 2018ء

قبولیت دعا کے اوقات

اللہ تعالیٰ زمان و مکان کے خالق و مالک ہیں، تمام اوقات اور مقامات اسی ہی کے پیدا کردہ ہیں، ان میں بعض اوقات و مقامات ایسے ہیں جن میں کی جانے والی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ بہت جلد نصیب ہوتا ہے۔ اللہ کریم کے احسان و کرم کا معاملہ دیکھیے کہ ان قیمتی اوقات و مقامات میں سے بعض تو ہمیں زندگی میں کئی بار اور بعض بار بار نصیب فرماتے ہیں لیکن ہماری غفلت و سستی کی انتہاء بھی دیکھیے کہ ان لمحات و مقامات کی قدر نہیں کرتے اور انہیں ضائع کر دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے انعامات و احسانات کی قدر کرنے توفیق عطا فرمائے۔ ذیل میں چند ایسے اوقات و مقامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن میں دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں۔

رات کو بیداری کے وقت:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي أَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ۔

صحیح بخاری، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، حدیث نمبر 1154

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو بیدار ہوا اور یہ کلمات پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ اس کے بعد یوں دعا کی: اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي اے اللہ میری مغفرت فرما۔ یا دعا مانگے تو دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔

تہجد کے وقت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ...يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ۔

صحیح بخاری، باب الدعاء والصلاۃ من آخر اللیل، حدیث نمبر 1145

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں۔

اذان اور قتال فی سبیل اللہ کے وقت:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ، أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

سنن ابی داؤد، باب الدعاء عند اللقاء، حدیث نمبر 2540

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو وقت ایسے جن میں دعا رد نہیں کی جاتی یا بہت کم رد کی جاتی ہے: اذان کے وقت دعا اور جہاد فی سبیل اللہ کے وقت کی جانے والی دعا۔

فائدہ: اذان کے وقت سے مراد اذان کے بعد والا وقت ہے۔

اذان واقامت کے درمیانی وقت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی الدعاء بین الاذان والاقامۃ، حدیث نمبر 521

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں مانگی جانے والی دعا رد نہیں کی جاتی۔

فرض نمازوں کے بعد:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ

جامع الترمذی، باب، حدیث نمبر 3499

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد (کی جانے والی دعا)

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَارَبِّ يَارَبِّ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا۔

جامع الترمذی باب ماجاء فی التخشع فی الصلوٰۃ

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے، عاجزی، انکساری اور مسکینی ظاہر کرنا ہے، اپنے دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اس طرح اٹھاؤ کہ ان کی ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں اور کہو کہ اے رب! اے رب! اور جس نے ایسا نہ کیا اس کی نماز ایسی ہے، ایسی ہے۔ (یعنی ناقص و نامکمل ہے۔)

سجدے کے وقت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ.

صحیح مسلم، باب مایقال فی الرکوع والسجود، حدیث نمبر 1017

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنے رب کے قرب کو زیادہ حاصل کرنے والا ہوتا ہے تو (اس وقت) کثرت سے دعا مانگا کرو۔

آزمائش اور پریشانی کے وقت:

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الحُوتِ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلاَّ اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ۔

جامع الترمذی، باب، حدیث نمبر 3505

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی (وہ یہ تھی) لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ اس لیے (آزمائش اور پریشانی کے وقت) جو مسلمان انہی الفاظ سے اللہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔

مریض کی عیادت اور جنازہ کے وقت:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ۔

صحیح مسلم، باب مایقال عند المریض والمیت، حدیث نمبر 1527

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی میت کے جنازے پر جاؤ تو اچھی بات کہو (اس کے لیے دعا مانگو) اس لیے کہ فرشتے تمہاری باتوں (دعاؤں) پر آمین کہتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

صحیح بخاری، باب دعاء العائد للمریض، حدیث نمبر 5675

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی مریض کو لایا جاتا تو آپ اس کے لیے یوں دعا مانگتے: أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ اے انسانوں کے رب تکلیف کو دور فرما۔ اے شفاء دینے والے ایسی شفاء عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

بارش برسنے کے وقت:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ... وَوَقْتُ الْمَطَرِ.

سنن ابی داؤد، باب الدعاء عند اللقاء، حدیث نمبر 2540

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور بارش کے وقت (کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی)۔

ہر حالت میں دعا:

اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی پریشانی کے وقت کی دعائیں جلد قبول ہوں تو

اسے چاہیے کہ وہ خوشی کی حالت میں دعا کثرت سے کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ

جامع الترمذی، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة، حدیث نمبر 3382

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ بات پسند کرتا ہو مصیبت اور تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے تو اسے چاہیے کہ وہ خوشی کی حالت میں بھی کثرت کے ساتھ دعا کرتا رہے۔

نوٹ: یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر وہ دعا جس کی تعلیم سنت میں موجود ہو یعنی مسنون دعائیں وہ ضرور قبول ہوتی ہے، کیونکہ اللہ کریم سنت کو پسند بھی فرماتے ہیں اور قبول بھی۔ جو چیز سنت میں موجود ہو وہ بھی قبول فرماتے ہیں۔ اس لیے مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے بطور خاص مذکورہ بالا اوقات میں دعائیں ضرور کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعا مانگنے والے بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، ملتان

جمعرات، 15 فروری، 2018ء

جن کی دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان کی اور آخرت کو جزا و سزا کی جگہ بنایا ہے، یہاں آزمائش کے لیے خوشیاں بھی عطا کی ہیں کون ان کو میری نعمت اور احسان سمجھ کر شکر ادا کرتا ہے اور غم بھی پیدا فرمائے ہیں کون ان کو اپنی غلطی سمجھ کر میری طرف رجوع کرتا ہے؟

انسان کو دنیا میں یہ دونوں چیزیں نصیب ہوتی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ صرف اس کو غم ہی یاد رہتے ہیں، پریشانی کے آزمائشی لمحات میں اپنے رب سے گلے شکوے، شکایتیں اور ناشکری ہی کرتا ہے، اس ذات کی طرف سے ملنے والی خوشیوں اور نعمتوں کو سرے سے بھلا دیتا ہے بلکہ ان کو اللہ کا محض فضل، احسان اور کرم سمجھنے کے بجائے اپنا "کمال" سمجھتا ہے۔

اے کاش! ہمیں اپنی ان دونوں غلطیوں کا احساس ہو سکے، خوشیوں کو اس کی عطا سمجھیں اور شکر ادا کریں، مصائب اور پریشانیوں کو بھی اللہ کا انعام سمجھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو دنیاوی آزمائشوں میں مبتلا کرتے ہیں تو اس کی دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازتے ہیں، یہ اس ذات کا کرم، بے پناہ کرم اور محض کرم ہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ہم اللہ کی مخلوق، اس پر ایمان لانے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ وہ ذات ہم سے پیار کرتی ہے، دنیا میں خوشیاں عطا کر کے آخرت کی حقیقی خوشیوں کا احساس دلاتی ہے کہ دیکھو دنیا کی خوشیاں عارضی ہیں ان کے ختم ہونے کا دھڑکا سا لگا رہتا ہے، چھن جانے کا خوف دامن گیر رہتا ہے، جبکہ آخرت کی خوشیاں مستقل ہیں، ان کے ختم

ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کوئی چھین نہیں سکتا ہے۔

اسی طرح وہ ذات دنیاوی پریشانیاں دے کر آخرت کی حقیقی پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کا موقع دیتی ہے کہ دیکھو تم دنیا کی پریشانیوں کو جو وقتی اور عارضی ہیں ان کو برداشت نہیں کر سکتے تو آخرت کی لمبی پریشانیاں کیسے برداشت کر سکو گے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں جھنجوڑنے اور غفلت سے دور کرنے کے لیے تنبیہ کے طور پر چند پریشانیوں سے دوچار کرتے ہیں تاکہ یہ بندے آخرت کی بڑی اور لمبی پریشانیوں سے بچنے کی وہ تدابیر اختیار کر سکیں جو میرے احکامات اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں موجود ہیں بلکہ قرآن و سنت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عین اس وقت بھی جب کسی مسلمان پر مصائب و مشکلات نازل ہو رہے ہوتے ہیں اس وقت بھی وہ اللہ کے کرم کے سایہ میں ہوتا ہے اگر وہ کسی گناہ کی وجہ سے اس پر نازل ہو رہی ہیں تو سنبھلنے کا موقع مل رہا ہوتا ہے بلکہ اس شخص کو اس وقت اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑی نعمت عطا فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی دعاء کو قبول فرماتے ہیں۔

ذیل میں ہم چند ایسے اشخاص کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی پریشانی سے دوچار کر کے ان کی دعاؤں کو جلد قبولیت کا شرف عطا فرماتے ہیں۔

بے بس کی دعا:

انسان کی زندگی میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ وہ بالکل بے بس ہو جاتا ہے، یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب اللہ کریم اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں اس لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ایسے وقت کو خدا کی ناشکری میں ضائع کرنے کے بجائے دعائیں مانگنے میں خرچ کیا جائے۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

سورۃ النمل آیت نمبر 62

ترجمہ: (بھلا اللہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ جو) بے کس و بے بس انسان کی دعا کو قبول اور اس سے حالات کی سختی کو دور فرماتا ہے۔

مریض کی دعا:

انسانی زندگی میں کبھی صحت غالب آتی ہے اور کبھی مرض غلبہ پا لیتا ہے لیکن جب انسان کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں، مرض اس کے گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ہاں اللہ سے صحت کی دعا مانگنی چاہیے لیکن اگر مرض آ بھی جائے تو انسان کی دعاء اللہ جلد قبول فرماتے ہیں۔ علاج کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُرَدُّ دَعْوَةُ الْمَرِيضِ حَتَّى يَبْرَأَ

شعب الایمان للبیہقی، فصل فی ذکر مافی الاوجاع والامراض، حدیث نمبر 9555

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریض جب تک حالت مرض میں رہتا ہے تو اس کی دعا رد نہیں کی جاتی (بلکہ قبول ہوتی رہتی ہے)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودُوا الْمَرْضَى وَمُرُوهُمْ فَلْيَدْعُوا لَكُمْ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَرِيضِ مُسْتَجَابَةٌ

الدعاء للطبرانی، باب ماجاء فی دعاء المریض لعوادہ، حدیث نمبر 1136

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریضوں کی عیادت کیا کرو اور ان سے اپنے لیے دعا کی درخواست کیا کرو کیونکہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مریض کو اپنے لیے بھی دعا کرنی چاہیے اور عیادت

کے لیے آنے والوں کو بھی مریض سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔

مظلوم، مسافر اور باپ کی دعا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ۔

جامع الترمذی، باب ماذکر فی دعوۃ المسافر، حدیث نمبر 3370

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دعائیں قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعاء اور والد کی دعا اپنی اولاد کے حق میں۔

مظلوم:

اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند نہیں فرماتے۔ جو کسی کو ناحق ستائے تکلیف دے اسے ظالم کہتے ہیں اور جس کو ناحق ستایا جائے تکلیف دی جائے وہ مظلوم کہلاتا ہے اس وقت دنیا میں مسلمان بڑی تعداد میں مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ حدیث مبارک میں مظلوم کی بد دعا سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک اور حدیث میں مظلوم کی دعا کو مستجاب کہا گیا ہے یعنی اللہ کے ہاں مظلوم کی دعا جلد قبول ہونے والی ہے۔

مسافر:

انسان کا جسم راحت چاہتا ہے لیکن حالت سفر میں اسے صعوبت و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اللہ کریم کا کرم دیکھیے کہ انسان پر سفر کی ہلکی سے پریشانی آتی ہے تو اللہ اس پر اپنا کرم یہ فرماتے ہیں کہ اس کی دعا کو جلد قبول فرمالیتے ہیں۔

والد:

اولاد اللہ کی نعمت ہے، اللہ جسے یہ نعمت عطا فرماتا ہے تو اس کی ذمہ داریاں

بھی بڑھا دیتا ہے: پرورش، رہائش، خوراک، تعلیم، تربیت اخلاق، ادب اور دینی احکامات پر عمل کی پابندی کرانا یہ والدین پر اولاد کے بنیادی حقوق ہیں۔ ان حقوق کی ادائیگی میں بسا اوقات انسان کو پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہیں، ایسے وقت میں ایک باپ کی دعا کو اللہ تعالیٰ جلد قبول فرماتے ہیں۔

عادل حکمران، روزہ دار اور مظلوم کی دعا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ دُونَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے لوگوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں: عادل حکمران، روزہ دار اور مظلوم کی دعا قیامت کے دن بادلوں کے اوپر چلی جائے گی اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجھے میری عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو۔

عادل حکمران:

جس کو کسی قوم پر حاکم بنا دیا جائے، تو اس قوم کو انصاف فراہم کرنا حاکم کی اولین فرائض منصبی میں داخل ہوتا ہے اس کی بنیادی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عوام کو انصاف مہیا کرے، معاشرے میں جرائم کی کثرت اور مجرموں کا طاقتور ہونا ایک زمینی حقیقت ہے، ایسے میں انصاف کی فراہمی سب سے مشکل کام ہوتا ہے لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس مشکل مرحلے سے گزارتے ہیں تو اس کو دنیا میں یہ انعام عطا فرماتا ہے کہ ایسے شخص کی دعا کو جلد قبول فرماتے ہیں۔

روزہ دار:

روزے میں صبح صادق سے غروب آفتاب بھوک، پیاس اور جائز جنسی تعلقات سے رکنا ہوتا ہے اگرچہ یہ کچھ وقت کے لیے ہوتا ہے صبح سحری میں بھی کھانا وغیرہ کی اجازت ہوتی ہے اور شام کو افطاری میں بھی کھانے پینے کا حکم ہے۔ اس تھوڑے سے وقت میں اللہ کو راضی کرنے اور اس کا حکم ماننے کے لیے جو برداشت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ کھانے پینے کی تمام چیزیں سامنے رکھی ہوئی ہیں لیکن بندہ کچھ نہیں کھا رہا اس پر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی یہ انعام عطا فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں تیسرا طبقہ مظلومین کا ہے چونکہ اس بارے پہلی حدیث میں بات ہو چکی ہے اس لیے دوبارہ ذکر نہیں کی جا رہی۔

غازی، حاجی اور عمرہ کرنے والے کی دعا:

میدان کارزار میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جذبہ سرفروشی کے ساتھ سربکف سپاہی مشکل حالات کا سامنا کرتا ہے، ان مشکلات پر اللہ تعالیٰ یہ انعام عطا فرماتے ہیں کہ اللہ ایسے شخص کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ حج اور عمرہ کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ یہ سعادت نصیب فرماتے ہیں کہ ان کی دعاؤں کو جلد قبول فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَازِی فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاھُمْ فَأَجَابُوہُ وَسَأَلُوہُ فَأَعْطَاھُمْ۔

سنن ابن ماجہ، باب فی فضل دعاء الحاج، حدیث نمبر 2884

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غازی فی سبیل اللہ، حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے

مہمان ہیں ان کو اللہ نے پکارا تو انہوں نے لبیک کہا وہ اللہ سے دعا مانگتے ہیں تو اللہ ان کو عطا فرماتے ہیں۔

ذاکر، مظلوم اور عادل حکمران کی دعا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلاثَةٌ لاَ يَرُدُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ دُعَاءَهُمُ الذَّاكِرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَثِيرًا وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَالإِمَامُ الْمُقْسِطُ۔

الدعاء للطبرانی، باب دعاء المظلوم، حدیث نمبر 1316

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لوگوں کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے: کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے والا، مظلوم اور انصاف کرنے والے حکمران کی دعا۔

ذکر اللہ کرنے والا:

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بے پناہ فضائل و مناقب اور اس کے فوائد و ثمرات ہیں۔ جن میں سے کچھ کا تذکرہ میں اپنی کتاب وعظ و نصیحت جلد اول میں کر چکا ہوں وہاں دیکھ لیے جائیں۔ ایسا شخص جو کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی دعا بھی اللہ جلد قبول فرماتے ہیں۔

نوٹ: مظلوم اور عادل حکمران کی بات پہلے گزر چکی ہے اس لیے مذکورہ بالا حدیث کے تحت ذکر نہیں کی جا رہی۔

عدم موجودگی میں دعا:

کسی کے سامنے اس کی اچھائی بیان کرنا بھی اچھی بات ہے لیکن اس میں کبھی دنیاوی اغراض و مقاصد کو دخل ہوتا ہے اور جو دعا اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں کی جائے اس میں یہ شائبہ بھی نہیں ہوتا اس اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالی ایسے

مسلمان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں جو اپنے ایک مسلمان بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں کرے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلاَّ قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ۔

صحیح مسلم، باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب، حدیث نمبر 7027

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو ایک مقرر فرشتہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ جو تو نے اپنے بھائی کے لیے مانگا ہے اللہ تجھے بھی وہی عطا کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعاء مانگنے والا بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، فیصل آباد

جمعرات، 22 فروری، 2018ء

دعا میں وسیلہ

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت نیک اعمال اور نیک اشخاص کا توسل (وسیلہ پیش کرنا) قرآن و سنت کی روشنی میں جائز بلکہ مستحب، قبولیت کے زیادہ قریب اور آداب میں سے ہے۔ شریعت میں توسل سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے، وہ چاہے ہر اُس نیک عمل کے ساتھ حاصل کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذکر اذکار، تلاوت، نفلی عبادات، سماجی و رفاہی خدمات، لوگوں سے حسن سلوک وغیرہ یا پھر اہل اسلام کی مقدس شخصیات انبیاء کرام، صحابہ و اہل بیت عظام اور اولیاء اللہ کو وسیلہ بنا کر حاصل کیا جائے۔ اس کو آسان انداز میں سمجھنے کے لیے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ توسل دو طرح کا ہوتا ہے، توسل بالاعمال اور دوسرا توسل بالذات۔

توسل بالاعمال:

هُوَ التَّقَرُّبُ إِلَى اللهِ تَعَالىٰ بِطَاعَتِهٖ وَعِبَادَتِهٖ وَاتِّبَاعِ أَنْبِيَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَبِكُلِّ عَمَلٍ يُّحِبُّهُ اللهُ وَيَرْضَاهُ.

التوصل الی حقیقۃ التوسل

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت، عبادت، اس کے انبیاء و رسل کی اتباع اور ہر اس عمل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اللہ اس سے راضی ہو۔

توسل بالذات:

وَاَنْ يَّتَوَسَّلَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِاَحَدٍ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ الْعِظَامِ جَائِزٌ بِاَنْ يَّكُوْنَ السُّوَالُ مِنَ اللهِ تَعَالىٰ وَ يَتَوَسَّلَ بِوَلِيِّهٖ وَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امداد الفتاویٰ، ج6 ص327

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی ولی کی ذات سے وسیلہ کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ مانگا تو اللہ تعالیٰ ہی سے جائے لیکن واسطہ ولی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو۔

توسل میں دعا مانگی اللہ ہی سے جاتی ہے لیکن جب نیک اشخاص خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا وسیلہ دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی لاج رکھتے ہوئے دعا کو جلد قبول فرماتے ہیں۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ:

اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی متفقہ دستاویز "المہند علی المفند" میں درج ہے:

عِنْدَنَا وَعِنْدَ مَشَايِخِنَا يَجُوْزُ التَوَسُّلُ فِي الدَّعْوَاتِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ فِيْ حَيَاتِهِمْ وَ بَعْدَ وَفَاتِهِمْ بِأَنْ يَقُوْلَ فِيْ دُعَائِهٖ:اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِفُلَانٍ أَنْ تُجِيْبَ دَعْوَتِيْ وَ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ۔۔إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ۔

ترجمہ: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعا میں انبیاء، اولیاء، شہداء اور صدیقین کا توسل جائز ہے، ان کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی، آدمی یوں دعا کرے: اے اللہ! فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما اور میری اس ضرورت کو پورا فرما۔

نوٹ: توسل بالاعمال اور توسل بالذوات کے جائز ہونے پر ہم صرف تین دلیلیں ذکر کرتے ہیں، پہلی توسل بالاعمال کی اور دوسری دو توسل بالذوات کی۔

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّى أَوَوُا الْمَبِيتَ إِلَى غَارٍ فَدَخَلُوهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوا إِنَّهُ لَا

يُنْجِيكُمْ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمُ اللَّهُمَّ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا فَنَأَى (فَنَاءَ) بِي فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ (فَحَمَلْتُ) لَهُمَا غَبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوقَهُمَا اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا عَنْ (عَلَى) نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى أَلَمَّتْ (أَلَمَمْتُ) بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ عَلَى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتَّى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ أَدِّ (أَدِّي) إِلَيَّ أَجْرِي فَقُلْتُ لَهُ كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ (أَجْلِكَ) مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ لَا تَسْتَهْزِئُ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ۔

صحیح بخاری، باب من استاجر اجیر افترک الاجیر اجرہ، حدیث نمبر 2272

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: تم سے پہلی امتوں میں سے تین شخص ایک سفر پر نکلے، دوران سفر رات ہوگئی اور بارش بھی ہونے لگی تو ایک غار میں رات گذارنے کے لیے وہ حضرات داخل ہوگئے؛ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد ایک بڑا سا پتھر لڑھک کر نیچے آیا اور غار کے دھانے کو بند کر دیا، یہ دیکھ کر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس آزمائش سے نجات کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

مشورہ سے یہی طے ہوا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے نیک عمل کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، چنانچہ وہ اپنے اپنے عمل کے حوالے سے دعائیں کرنے لگے۔ پہلے شخص نے دعا کرتے ہوئے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور شام کو میں سب سے پہلے انہی کو دودھ پلاتا تھا، ان سے پہلے میں اہل وعیال اور غلام وخادم کو نہیں پلاتا تھا، ایک دن میں اپنے جانوروں کے چارہ کی تلاش میں دور نکل گیا اور جب واپس آیا تو میرے والدین سو چکے تھے، میں نے دودھ دوہا اور ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ گہری نیند میں ہیں، میں نے ان کو جگانا مناسب نہیں سمجھا اور ان سے پہلے اپنے اہل وعیال اور غلاموں کو پلانا بھی گوارا نہیں کیا، میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے، ان کے سرہانے کھڑا، ان کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا، حتی کہ صبح ہوگئی، جب وہ خود بیدار ہوئے تو میں نے انہیں ان کے شام کے حصے کا دودھ پلایا، یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیری رضا اور خوشنودی کے لیے کیا تھا۔ تجھے اس کا واسطہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما، دعا کے نتیجے میں وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی، لیکن باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔

دوسرے شخص نے دعا کرتے ہوئے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی، حتی کہ وہ محبت اپنے انتہا کو پہنچ چکی

تھی، ایک مرتبہ میں نے اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا، لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی اور انکار کر دیا، حتی کہ ایک وقت آیا کہ قحط سالی نے اسے میرے پاس آنے پر مجبور کر دیا، میں نے اسے اس شرط پر ایک سو بیس دینار دیے کہ وہ اپنے آپ سے نہ روکے، وہ آمادہ ہو گئی، جب میں تنہائی میں اسے لے گیا وہ ہر طرح سے میرے قابو میں آگئی تھی، یہاں تک کہ وہ میری مکمل دسترس میں تھی اسی دوران اس نے مجھ سے کہا کہ اللہ سے ڈر! اس کے ان الفاظ نے یا اللہ تیرا خوف میرے اوپر طاری کر دیا اور میں اس سے دور ہو گیا، حالانکہ وہ عورتوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی، اور میں نفسانی خواہشات کو پورا بھی کر سکتا تھا لیکن تیرے خوف سے میں نے گناہ چھوڑ دیا میں نے سونے کے وہ دینار بھی اس کو دے دیے۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما چنانچہ وہ چٹان کچھ اور سرک گئی، لیکن باہر نکلنے کا راستہ اب بھی بدستور ناکافی تھا۔

تیسرے شخص نے دعا مانگتے ہوئے کہا: یا اللہ! تجھے میری حقیقت حال اچھی طرح معلوم ہے، میں نے اپنے کام کے لیے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا، سب کی اجرت میں نے ادا کر دی، صرف ایک مزدور ناراض ہو کر اپنی مزدوری لیے بغیر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری سے غلہ خریدا، اسے بویا، پھر اس سے بتدریج بکری، گائے اور غلام وغیرہ خریدے، حتی کہ بہت سارا مال جمع ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آیا اور کہنے لگا کہ اللہ کے بندے! مجھے میری اجرت ادا کر دے، میں نے کہا: یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آرہے ہیں، یہ سب تیری اجرت کا ثمرہ ہیں، ان سب کے تم مالک ہو، اس نے کہا: اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر، میں نے کہا: میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں، حقیقت بیان کر رہا ہوں، چنانچہ وہ سارے کا سارا مال لے کر چل دیا، یا اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کی خاطر کیا ہے، تو ہمیں اس مصیبت سے

نجات عطا فرما۔ وہ چٹان بالکل ہٹ گئی اور غار کا منہ کھل گیا اور تینوں باہر نکل آئے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔

صحیح بخاری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، حدیث نمبر 1010

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! ہم تیرے پاس تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ لے کر آیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیر اب کرتا تھا، اب ہم لوگ اپنے نبی کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کا وسیلہ لے کر آئے ہیں، ہمیں سیر اب فرما۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ سیر اب کئے جاتے (یعنی بارش ہو جاتی)

عن عثمان بن حُنَيْف: أن رجلا ضريرَ البصر أتى النبىَ صلى الله عليه و سلم فقال ادعُ اللهَ لى أن يعافيَنى . فقال إن شئتَ أخرت لك وهو خير وإن شئتَ دعوتُ۔ فقال ادعه . فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه ويصلى ركعتين .ويدعو بهذا الدعاء اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ

سنن ابن ماجۃ، باب صلوٰۃ الحاجۃ

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اللہ سے میرے لئے عافیت اور تندرستی کی دعا مانگیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہو تو آخرت کے لئے دعا مانگوں، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور چاہو تو (ابھی) دعا کر دوں؟ اس نے عرض کیا: دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ اچھی طرح وضو کرو

اور دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا مانگو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے، اے محمد! میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف توجہ کی اپنی اس حاجت کے سلسلہ میں تاکہ یہ حاجت پوری ہو جائے، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میرے بارے میں قبول فرما لیجئے۔

خلاصہ یہ کہ دعا بغیر وسیلے کے بھی قبول ہوتی ہے لیکن نیک اعمال اور نیک اشخاص بالخصوص امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے جلد قبول ہوتی ہے نہ تو وسیلہ فرض اور واجب ہے کہ اس کے بغیر دعا مانگنا درست نہ ہو اور نہ ہی وسیلہ شرک اور بدعت ہے کہ اس کے ساتھ دعا مانگنے والا مشرک اور بدعتی ٹھہرے بلکہ مستحب چیز ہے اس کی وجہ سے اللہ کریم جلد اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔ افراط و تفریط سے پاک معتدل مسلک اھل السنۃ والجماعۃ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعا مانگنے والے بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

پرویز الٰہی انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی، ملتان

جمعرات، یکم مارچ، 2018ء

دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق بداعمالیوں سے جبکہ بعض کا تعلق اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ساتھ ہے، ہمارے اختیار میں گناہ چھوڑنا ہے باقی کا تعلق خالصتاً اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ساتھ ہے ان پر راضی رہنا چاہیے، اسی میں بہتری ہے، مایوس ہو کر دعا جیسی عبادت کو چھوڑنا نہیں چاہیے، مسلسل مانگتے رہنا چاہیے۔ چند وجوہات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حرام خوری اور حرام کاری:

حلال اپنی برکات جبکہ حرام کی اپنی نحوست ہوتی ہے، حلال کھانے سے دل میں نورانیت، اللہ کا خوف، اس کی اطاعت کا جذبہ اور دین پر عمل کی طاقت پیدا ہوتی ہے جبکہ حرام کا لقمہ ان نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ۔ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ۔

صحیح مسلم، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب، حدیث نمبر 1686

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود بھی پاک ہیں اور (اقوال، اعمال اور اخلاق کی) پاکیزگی کو قبول فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اسی بات کا حکم دیتے ہیں جس بات کا اپنے

رسولوں کو حکم دیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے رسولو! پاکیزہ خوراک کھاؤ اور نیک کام کرو بے شک میں تمہارے کاموں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: اے ایمان والو! جو ہم نے جو رزق دیا ہے اس میں سے پاکیزہ مال کھاؤ۔ پھر اس کے بعد ایک شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر طے کرتا ہے، اس کی حالت یہ ہے کہ سفر کر کر کے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، چہرہ خاک آلود ہے اور وہ ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے: یاربّ! یاربّ! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا لباس حرام کا ہے اور حرام سے اس کی پرورش ہوئی تو پھر اس کی دعا کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے؟

گناہ، جلد بازی اور مایوسی:

شریعت میں جن کاموں سے روکا گیا ہے وہ گناہ ہیں ان سے اللہ ناراض ہوتے ہیں، یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ جس ذات سے مانگنا ہے پہلے اس کی نافرمانی کر کے ناراض کیا جائے اور پھر اس سے مانگا جائے، ایسا کرنا دعا کے آداب کے خلاف ہے پھر مانگنے میں جلدی کرنا اور مایوس ہو کر اللہ سے مانگنا ہی چھوڑ دینا بہت بڑی غلطی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لاَ يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الِاسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ.

صحیح مسلم، باب یستجاب لاحد کم مالم یعجل، حدیث نمبر 7036

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ کی بات کی دعا نہ کرے اور نہ ہی قطع رحمی کی دعا مانگے اور اس کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے

جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کا اس طرح کہنا کہ میں نے دعا مانگی (وہ فوراً قبول نہ ہوئی تو) پھر میں نے دعا مانگی، لیکن وہ بھی قبول نہیں ہوئی۔ پھر وہ دل برداشتہ ہو کر دعا کو چھوڑ دے۔

شرعی ذمہ داریاں پوری نہ کرنا:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، حدیث نمبر 2095

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: اس ذات کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے تم لوگوں کو نیکی کا ضرور حکم کرتے رہو، اور انہیں برائیوں سے روکتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کرے گا پھر تم دعا مانگوگے (تو سہی) لیکن اس کو تمہارے حق میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

غافل دل کے ساتھ مانگنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی جامع الدعوات، حدیث نمبر 3401

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے دعا مانگو تو اس کے قبول ہونے کا یقین رکھو! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو

کہ اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو قبول نہیں فرماتے جو غافل اور لاپرواہ دل سے مانگی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ، وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا۔ قَالُوا: إِذًا نُكْثِرُ، قَالَ: اللهُ أَكْثَرُ

مسند احمد، حدیث نمبر 11133

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کوئی مسلمان ایسی دعا کرے جس میں گناہ نہ ہو اور قطع رحمی بھی نہ ہو، تو اللہ ربّ العزت تین باتوں میں سے ایک ضرور اُسے نوازتے ہیں: یا تو اس کی دعا کو اسی طرح جلد قبول فرمالیتے ہیں یا اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ کر دیتے ہیں اور یا اس جیسی کوئی برائی اس سے ٹال دیتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو ہم کثرت کے ساتھ دعامانگا کریں گے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عطاء کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعا مانگنے والا بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مدرسہ علی المرتضیٰ، راولپنڈی

جمعرات، 8 مارچ، 2018ء

صبح و شام کی مسنون دعائیں... حصہ اول

نیند سے بیدار ہوتے وقت:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ.

صحیح البخاری، باب مایقول إذا نام

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں نیند کے بعد بیدار کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

بیت الخلاء جاتے وقت:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

صحیح البخاری، باب مایقول عند الخلاء

ترجمہ: اے اللہ! میں خبیث شیاطین مذکر و مونث سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

بیت الخلاء سے نکلتے وقت:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَذْھَبَ عَنِّی الْأَذٰی وَعَافَانِیْ.

سنن ابن ماجہ، باب مایقول إذا خرج من الخلاء

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کیلیے جس نے مجھے گندگی سے دور رکھا اور عافیت عطا کی۔

وضو شروع کرتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ. (سنن أبی داود، باب التسمیة علی الوضوء)

وضو کے درمیان میں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذَنْبِی وَوَسِّعْ لِی فِی دَارِی وَبَارِكْ لِی فِی رِزْقِی.

عمل الیوم واللیلة للنسائی: مایقول إذا توضأ

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما، گھر میں وسعت اور رزق میں برکت دے

وضو کے آخر میں:

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلهَ إلا الله وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ ورَسُولُه. اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَوَّابِينَ واجْعَلْنى مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.

سنن الترمذی، باب فی مایقال بعد الوضوء

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور بہت پاک رہنے والوں میں شامل فرما لیجیے۔

گھر سے نکلتے وقت:

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ

سنن أبی داؤد، باب ما یقول الرجل إذا خرج من بیتہ

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ (اپنے گھر سے نکلتا ہوں) اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، اللہ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں جو گناہوں سے میری حفاظت اور نیکی کی طاقت دے سکے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت:

اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

صحیح مسلم، باب ما یقول إذا دخل المسجد

ترجمہ: اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اذان کا جواب دیتے وقت:

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ پڑھے، باقی الفاظ کا جواب اسی طرح دے جس طرح مؤذن پڑھتا ہے۔

صحیح مسلم، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ

فائدہ 1: فجر کی اذان میں (اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ) کے بعد (صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ)

پڑھے، یا وہی الفاظ پڑھے جو مؤذن نے پڑھے ہیں۔

بدائع الصنائع، فصل و أما بیان ما یجب علی السامعین عند الأذان

فائدہ2: جب اذان ختم ہو تو یہ پڑھے: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَه وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا.

صحیح مسلم، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔

اذان کے بعد دعا:

أَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِنَّكَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔

السنن الکبری للبیہقی، باب ما یقول اذا فرغ من ذلک

ترجمہ: اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اقامت کا جواب:

مسنون ہے، جو الفاظ اقامت کہنے والا پڑھے وہی الفاظ جواب میں پڑھیں صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا پڑھیں۔

سنن ابی داؤد: باب ما یقول اذا سمع الاقامۃ

تلاوت قرآن کی دعا:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ. (سورۃ النحل: آیت نمبر 98)

نماز کے بعد اذکار:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْفَاعِلُهُنَّ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ تَكْبِيْرَةً فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند تسبیحات ایسی ہیں جنہیں ہر نماز کے بعد پڑھنے والا کبھی ناکام نہیں ہو گا۔ 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر۔

نماز کے بعد کی دعا:

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ۔

جامع الترمذی: باب من ابواب الدعوات

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے آخر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

چند دعائیں:

لَاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ۔

صحیح بخاری، باب الذکر بعد الصلوٰۃ

ترجمہ: اللہ کے سوا ہرگز کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اپنی ذات میں یکتا ہے

اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ آپ جس کو جو چیز دے دیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو آپ روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے مقابلے میں کچھ بھی فائدہ مند نہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ، اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے، میری مغفرت فرما، میری مغفرت فرما۔ اے اللہ! آپ ہی سلامتی والے ہیں اور آپ ہی سے سلامتی ملتی ہے، اے اللہ تو برکتوں والا ہے، بزرگی اور عزت والا ہے۔

مسجد سے نکلتے وقت:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

صحیح مسلم، باب ما یقول إذا دخل المسجد

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

فائدہ: مسجد داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے جبکہ نکلتے وقت بایاں پہلے نکالے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

دوحہ، قطر

جمعرات، 15 مارچ، 2018ء

صبح و شام کی مسنون دعائیں... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسنون دعاؤں کے اہتمام کی توفیق عنایت فرمائیں۔

خوش گوار واقعہ پیش آنے پر:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصّالِحَاتُ

ابن ماجۃ، باب فضل الحامدین

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی نعمت (وعطا) کی وجہ سے تمام اچھے کام سرانجام پاتے ہیں۔

ناخوش گوار واقعہ پیش آنے پر:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ.

ابن ماجۃ، باب فضل الحامدین

ترجمہ: تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

کھانا کھاتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ وَبَرَکَۃِ اللّٰہِ۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الأطعمۃ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی برکت کے ساتھ کھانا شروع کرتا ہوں۔

فائدہ: اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ أَوَّلَہٗ وآخِرَہٗ اللہ کے نام کے ساتھ شروع میں بھی اور آخر میں بھی۔

سنن ابی داوٗد، باب التسمیۃ علی الطعام

کھانا کھانے کے بعد:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِینَ

کنز العمال

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

دودھ پیتے وقت:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ

سنن ابی داود، باب ما یقول إذا شرب اللبن

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس (دودھ) میں برکت عطا فرما اور اس کو زیادہ فرما۔

مہمان؛ میزبان کو یہ دعا دے:

اللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي

مسند احمد بن حنبل

ترجمہ: اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا پلایا آپ اسے کھلایئے پلایئے۔

کپڑے اتارنے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

عمل الیوم واللیلۃ لابن السني: ما یقول إذا خلع ثوبا لغسل أو نوم

کپڑے بدلنے کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ

سنن ابی داود، باب ما یقول إذا لبس ثوبا جدیدا

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری قوت اور طاقت کے، مجھے عطا فرمایا۔

نئے کپڑے پہننے کی دعا:

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَه وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ.

سنن ابی داود، باب ما یقول إذا لبس ثوبا جدیدا

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی تعریف کے لائق ہیں جیسا آپ نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں آپ سے اس کپڑے اور اس کام کی بھلائی مانگتا ہوں جس کام کے لیے اسے بنایا گیا ہے اور اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کام کے لیے اسے بنایا گیا ہے اس کی برائی سے بھی پناہ چاہتا ہوں۔

آئینہ دیکھنے کی دعا:

اللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ

المقصد العلی، ج2ص2617

ترجمہ: اے اللہ! آپ نے میری شکل اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے بنا۔

مقیم؛ مسافر کو یہ دعا دے:

أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ.

سنن ابی داوٗد، باب فی الدعاء عند الوداع

ترجمہ: میں تمہارے دین، تمہاری امانت و دیانت اور آخری اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں (کہ اللہ ان کی حفاظت کرے۔)

مسافر؛ مقیم آدمی کو یہ دعا دے:

أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ

عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب مایقول إذا ودع رجلا

ترجمہ: میں تمہیں اس اللہ کے پاس امانت کے طور پر سپرد کرتا ہوں جو اللہ امانتوں کو ضائع نہیں کرتے۔

سفر کی دعا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا

هَذَا ۔ الْآيَتَيْنِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضَى، اللَّهُمَّ اطْوِ لَنَا بُعْدَ الْأَرْضِ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، اللَّهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا، وَاخْلُفْنَا فِي أَهَالِينَا ۔ وَإِذَا رَجَعَ قَالَ: آيِبُونَ تَائِبُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔

مسند ابی داوٗد الطیالسی

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی سفر کا ارادہ فرماتے تو سواری پر سوار ہوتے ہوئے تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے ہیں۔ اس کے بعد سورۃ الزخرف کی یہ دو آیات تلاوت فرماتے:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا، ورنہ یہ ہمارے بس میں تو نہیں تھا اور یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

اس کے بعد یوں دعا فرماتے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِي هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضَى، اللَّهُمَّ اطْوِ لَنَا بُعْدَ الْأَرْضِ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، اللَّهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا، وَاخْلُفْنَا فِي أَهَالِينَا

ترجمہ: اے اللہ میں اس سفر میں آپ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں، اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جو آپ کو پسند ہو اور آپ اس سے راضی ہوں۔ اے اللہ سفر کی مسافت کو کم فرما، سفر کی مشکلات کو آسان فرما، اے اللہ سفر میں ہماری رہنمائی فرما اور ہمارے گھر والوں کو اپنی امان نصیب فرما۔

آپ سفر سے واپس لوٹتے تو یہ دعا مانگتے: آيِبُونَ تَائِبُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ

ترجمہ: ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔

فائدہ: دورانِ سفر جب سواری اوپر کی طرف کو جائے یعنی اونچائی کی طرف تو اللہ

اکبر پڑھے اور نیچے کی طرف آئے تو سبحان اللہ پڑھے۔

دوران سفر کسی جگہ ٹھہرے تو:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

صحیح مسلم، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغیرہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس کی ہر مخلوق کے شر سے

فائدہ: کئی دن کا سفر ہو یا دوران سفر کئی مقامات پر رکنا ہو تو دعائے سفر تو ایک بار پڑھی جائے البتہ سواری کی دعا ہر بار سوار ہوتے وقت پڑھی جائے۔

درد کو دور کرنے کے لیے:

جسم میں اگر کسی جگہ درد ہو تو اس جگہ پر ہاتھ رکھیں ور تین مرتبہ (بسم اللہ) پڑھیں، سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ.

صحیح مسلم، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء

ترجمہ: میں اللہ کی عزت اور قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں اور جس سے مجھے خوف (یا تکلیف) پہنچا ہے۔

بے چینی دور کرنے کے لیے:

اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

الدعاء للطبرانی، باب الدعاء عند الکرب والشدائد

ترجمہ: اے اللہ میں تیری ہی رحمت کی امید کرتا ہوں، مجھے لمحہ بھر بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرما، میری مکمل حالت درست فرمادے، تیرے علاوہ کوئی سچا معبود ہے ہی نہیں۔

مصیبت زدہ شخص کو دیکھ کر:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی عَافَانِی مِمَّا ابْتَلَاكَ بِہ وَفَضَّلَنِی عَلَی کَثِیرٍ مِمَّن خَلَقَ تَفْضِیلًا

جامع الترمذی، باب مایقول اذارای مبتلی

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس آزمائش سے عافیت بخشی جس میں آپ مبتلا ہیں اور مجھے بہت ساری مخلوقات پر فضیلت بخشی۔

جب تیز ہوا چل رہی ہو:

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیھَا وَخَیْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِہِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیھَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِہِ.

صحیح مسلم، باب التعوذ عند رؤیۃ الریح والغیم والفرح بالمطر

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی بھلائی، جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی اور جو کچھ اس میں بھیجا گیا ہے اس کی بھی بہتری مانگتا ہوں اور اس کے شر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر اور جو شر اس کے ذریعہ بھیجا گیا ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

کڑک اور گرج چمک کے وقت:

سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہِ وَالْمَلَائِکَۃُ مِنْ خِیفَتِہِ.

السنن الکبری للبیہقی، باب مایقول إذا سمع الرعد

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات کہ بادلوں کی گرج جس کی تسبیح اور حمد کرتی ہے، اور اس کے خوف سے فرشتے بھی (تسبیح میں لگے ہوئے ہیں)۔

بارش مانگنے کی دعا:

اللّٰھُمَّ أَغِثْنَا. اللّٰھُمَّ أَغِثْنَا. اللّٰھُمَّ أَغِثْنَا.

صحیح البخاری، باب الاستسقاء في خطبۃ الجمعۃ غیر مستقبل القبلۃ

ترجمہ: اے اللہ ہمیں سیر اب فرما۔ (تین بار)

جب بارش ہونے لگے:

اَللّٰھُمَّ صَیِّباً نَافِعاً.

صحیح البخاری، باب مایقال إذا أمطرت

ترجمہ: اے اللہ! نفع پہنچانے والی بارش برسا۔

بارش کے بعد:

مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ.

صحیح البخاری، باب یستقبل الإمام الناس إذا سلم

ترجمہ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی وجہ سے ہمارے اوپر بارش برسی۔

پریشانی دور کرنے کے لیے:

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ

سورۃ القصص، آیت نمبر 24

ترجمہ: اے پروردگا میں اپنے لیے آپ کی نازل کردہ ہر بھلائی کا محتاج ہوں۔

بچوں کی حفاظت کے لیے:

أَعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الرقیہ من العین

ترجمہ: میں تم کو اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ساتھ ہر شیطان، ہر زہریلے جانور اور ہر لگنے والی نظر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

نوٹ: اگر ایک بچہ ہے تو اعیذكَ (ک پر زبر)، اگر ایک بچی ہے تو اعیذكِ اگر دو سے زیادہ بچے ہیں تو اعیذ کُمْ اگر دو سے زیادہ بچیاں تو دعا میں اعیذ کُنَّ کہیں۔

مریض پر پڑھنے کے لیے مسنون دم:

بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ.

صحیح مسلم: باب الطب والمرض والرقی

ترجمہ: اللہ کے نام سے ہر اس چیز کے شر سے جو آپ کو تکلیف دینے والی ہو اور ہر نفس یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے میں آپ کو دم کرتا ہوں، اللہ آپ کو شفا دے گا، میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔

میت کی آنکھیں بند کرتے وقت:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ. وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ.

صحیح مسلم، باب فی اغماض المیت

ترجمہ: اے اللہ! ابو سلمہ کو معاف فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور اس کے ورثہ میں سے اس کا جانشین مقرر فرما۔ یارب العالمین! ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر اس کے لئے کشادہ فرما اور اس کی قبر اس کے لیے منور فرما۔

نوٹ: میت کی آنکھیں بند کرتے وقت اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِ (یہاں میت کا نام لیں) وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ. وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ.

قبرستان کی زیارت کے وقت:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ

صحیح مسلم، باب استحباب إطالة الغرة والتحجیل فی الوضوء

ترجمہ: سلامتی ہو تم پر مومنوں کے گھر! ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

میت کو قبر میں اتارتے وقت:

بِسۡمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُولِ اللّٰہِ

سنن ابن ماجۃ، باب ما جاء فی إدخال المیت القبر

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت (شریعت) کے مطابق (اس میت کو دفن کرتے ہیں)۔

میت کے لیے ثابت قدمی کی دعا:

عَنۡ عُثۡمَانَ بۡنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنۡ دَفۡنِ الۡمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیۡہِ فَقَالَ اسۡتَغۡفِرُوا لِأَخِیکُمۡ وَسَلُوا لَہُ بِالتَّثۡبِیتِ فَإِنَّہُ الۡآنَ یُسۡأَلُ۔

سنن أبی داود، باب الاستغفار عند القبر للمیت

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کی دفن سے فارغ ہوتے تو فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے اللہ سے بخشش مانگو اور ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے پوچھ گچھ ہو گی۔

تعزیت کے وقت:

إِنَّ لِلّٰہِ مَا أَخَذَ وَلَہُ مَا أَعۡطٰی وَکُلٌّ عِنۡدَہُ بِأَجَلٍ مُسَمًّی فَلۡتَصۡبِرۡ وَلۡتَحۡتَسِبۡ۔

صحیح بخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اہلہ علیہ

ترجمہ: بے شک اللہ ہی کے لیے تھا جو اس نے (لے) لیا اور اسی ہی کے لیے ہے جو اس نے عطا فرمایا، اور ہر چیز اس کے پاس ایک وقت مقررہ تک ہے، اس لیے تم صبر سے کام لو اور ثواب کی امید رکھو۔

نوٹ: تعزیت کے موقع پر تسلی کے کلمات کہنے چاہییں انا للہ وانا الیہ راجعون

بھی کہنا چاہیے۔

بازار میں داخل ہوتے وقت:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

سنن الترمذی، باب مایقول إذا دخل السوق

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، (سارے جہان میں) اسی کی ملکیت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں، وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے، وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی، اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

موسم کا نیا پھل کھاتے وقت:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا.

صحیح مسلم، باب فضل المدینۃ

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے پھلوں میں اور ہمارے شہر میں بھی برکت عطا فرما۔

شادی کرے یا سواری خریدتے وقت:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ.

سنن أبی داود، باب فی جامع النکاح

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے اس کی خیر و برکت مانگتا ہوں، اور آپ نے جن خصلتوں کے ساتھ اسے پیدا فرمایا ہے ان کی بھلائی کا طلبگار ہوں، اور اس کے شر سے اور جن خصلتوں کے ساتھ آپ نے اسے پیدا فرمایا ہے ان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

فائدہ: حدیث میں ہے عورت، سواری یا خادم کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا کرے۔

نکاح کی مبارک باد دیتے وقت:

بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ۔

سنن الترمذی، باب ماجاء فیمایقال للمتزوج

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لیے یہ نکاح مبارک فرمائے، تم پر برکتیں نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر و خوبی کے ساتھ اکٹھا رکھے۔

بیوی سے ہمبستری کرتے وقت:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

صحیح بخاری، باب صفۃ إبلیس وجنودہ

ترجمہ: اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ، اور شیطان کو اس چیز (یعنی اولاد) سے دور رکھ جو آپ ہمیں عطا فرمائیں۔

مجلس کے اختتام میں:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

الدعاللطبرانی، باب کفارۃ المجلس

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہر طرح کے عیوب و نقائص سے پاک ہیں، میں آپ کی حمد کرتا ہوں، اور آپ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہیں آپ سے اپنی مغفرت مانگتا ہوں اور آپ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

قرض کی ادائیگی کے لیے:

اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

جامع الترمذی، باب فی دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنا حلال رزق عطا فرما اور حرام سے میری حفاظت فرما اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ اپنے علاوہ سب سے بے نیاز فرمادے۔

نیا چاند دیکھتے وقت:

اَللّٰھُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنا بِالْيُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلامَةِ وَالإِسْلامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وتَرْضَى رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ.

سنن الترمذي، باب مايقول عند رؤية الهلال

ترجمہ: اے اللہ! ہم پر اس چاند کو خیر، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند!) تیرا اور میرا رب اللہ ہے۔

روزہ افطار کرتے وقت:

اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعلى رِزقِكَ أَفْطَرْتُ.

سنن أبي داؤد، باب القول عند الإفطار

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا، تیرے رزق سے افطار کر رہا ہوں

لیلۃ القدر میں یہ دعا مانگے:

اللّٰھُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العفْوَ فاعْفُ عنِّي.

سنن ابن ماجۃ، باب الدعاء بالعفو والعافیۃ

ترجمہ: اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، پس ہم کو معاف کر دیجئے۔

سوتے وقت:

دائیں کروٹ پر لیٹ کر یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا

صحیح البخاری: باب وضع الید الیمنی تحت الخد الأیمن

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی کے نام کے ساتھ میں سوتا ہوں اور آپ ہی کے نام سے بیدار ہوتا ہوں۔

نوٹ: اس کے علاوہ 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ 34 بار اللہ اکبر پڑھے۔

سوتے وقت یہ بھی پڑھیں:

1... سورۃ الفاتحہ

مسند بزار

2... آیۃ الکرسی

صحیح بخاری، باب فضل سورۃ البقرہ

3... سورۃ الکافرون

سنن ابی داؤد، باب ما یقال عند النوم

4... سورۃ الاخلاص

صحیح بخاری، باب فضل المعوذات

5... آخری دو سورتیں

صحیح بخاری، باب فضل المعوذات

آخری تین سورتوں کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونک لیں اور سارے بدن پر پھیر لیں، یہ مسنون عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں دعا مانگنے والا بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

22 مارچ، جمعرات، 2018ء

عُشر کے فضائل و احکام... حصہ اول

اللہ تعالیٰ نے جیسے انسان کو جسم عطا کیا اور اس سے متعلق کچھ احکام ذکر کیے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال دیا اس کے متعلق بھی احکام ذکر فرمائے ہیں، اسی کے دیے ہوئے جسم اور مال کو اسی کے حکم کے مطابق استعمال کیا جائے تو اللہ راضی ہوتے ہیں، دنیا میں برکتیں نازل فرماتے ہیں اور آخرت میں جنت عطا فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ

سورۃ النور، آیت نمبر 33

ترجمہ: اور ان کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تم کو عطا کیا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۔

سورۃ القصص، آیت نمبر 77

ترجمہ: جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے اس کے ذریعہ آخرت کے گھر کو حاصل کرو۔

یہ سونا چاندی، کرنسی، دولت، مال مویشی، زمین، باغات، فصلیں، کھیت کھلیان وغیرہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں، ان کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا عبادت ہے اور اس مالی عبادت کا نام زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قربانی اور عشر ہے۔

اسلام کے اقتصادی نظام کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام دولت کو ایک جگہ منجمد نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کو گردش میں رکھتا ہے تاکہ مال دار طبقہ مال کی کثرت و فراوانی کی وجہ سے غرور، تکبر اور ظلم پر نہ اتر آئے اسی طرح غریب بھی احساس کمتری کا شکار ہو کر مایوسی اور جرائم کا مرتکب نہ ہو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ جہاں لوگوں کی معاشرتی ضروریات کو پورا کرتا ہے وہاں اس کا

روحانی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کے دل سے مال کی محبت نکل جاتی ہے کیونکہ مال کی بے جا محبت جب دل میں اترتی ہے تو انسان اپنے مقصد تخلیق سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے مال کے متعلق چند عبادات مقرر فرما دی ہیں تا کہ معاشرہ ظلم و ستم اور جرائم سے پاک و صاف رہے۔

اسلام کے اس اقتصادی نظام کا ایک جزو عشر بھی ہے۔ جس طرح سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ لازم ہے، اسی کا نام "عشر" ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فصلیں اور باغات پکنے کو ہیں، اس لیے عشر کے متعلق کچھ احکام (وجوب، مقدار، شرائط، عام احکام شریعت اور عشر میں فرق، مصارف اور چند متفرق مسائل) ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

عشر کا وجوب:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ.

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 267

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور اس (پیداوار) میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ.

سورۃ الانعام، آیت نمبر 141

ترجمہ: اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور (اللہ کی مقرر کردہ) حد سے آگے نہ بڑھو اس لیے کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ: مذکورہ بالا مکمل آیت کریمہ میں فصل، باغات اور پھلوں کے جس حق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد عشر ہے۔

دسویں اور بیسویں حصے کی تقسیم:

عشر کی ادائیگی میں پیداوار کے دسویں اور بیسویں حصہ کی تقسیم کا مدار پانی پر ہے، جس کی تفصیل حدیث پاک میں اس طرح سے ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

صحیح بخاری، باب العشر فیما یسقی من ماء السماء، حدیث نمبر 1483

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کھیتی بارش کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیراب ہو یا خود بخود سیراب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے میں محنت نہ کرنی پڑتی ہو اور نہ ہی پانی کا خرچ ادا کیا جاتا ہو) تو اس میں سے عشر (دسواں حصہ) لیا جائے، اور جس کھیتی میں کنویں (ٹیوب ویل، رہٹ، یا وہ نہری پانی جس کا آبیانہ ادا کیا جائے) سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ، وَمَا سُقِيَ بَعْلاً الْعُشْرَ، وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ.

سنن ابن ماجہ باب صدقۃ الزروع والثمار، حدیث نمبر 1818

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں بحیثیت عامل اس پیداوار سے جو آسمان (کے پانی یعنی بارش) سے سیر اب ہوئی اور جو زمین نہر کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے سیر اب ہوئی (یعنی اسے خود سے پانی دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی) تو اس میں دسواں حصہ بطور عشر کے حاصل کروں اور جو زمین (کنووں کے) ڈولوں سے سیر اب ہو اس میں بطور عشر بیسواں حصہ وصول کروں۔

وجوب عشر کی شرائط:

پہلی شرط: مسلمان ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشر اہل ایمان کے لیے مقرر کردہ ایک عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں۔

دوسری شرط: زمین کا عشری ہونا۔ خراجی زمین پر عشر نہیں۔

فائدہ: خراجی زمین اسے کہتے ہیں کہ جس کو مسلمانوں نے صلح کے ذریعہ حاصل کیا ہو، ایسی صورت میں زمین کی شرائط اس معاہدے کے مطابق ہوتی ہیں جن پر صلح کی گئی ہے، اگر صلح نامے پر یہ شرط موجود ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے اور ان کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں ہی رہیں گی تو ایسی زمینوں کو خراجی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمانوں نے کسی علاقے کو جنگ ذریعے فتح کیا اس کے بعد مسلمانوں کے امیر نے اس علاقہ کی زمینوں کو مجاہدین اسلام میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے صوابدیدی اختیار کے مطابق ان زمینوں کو سابقہ مالکوں کی ملکیت میں بدستور قائم رکھا تو ایسی زمین کو بھی خراجی کہا جاتا ہے۔

تیسری شرط: زمین سے پیداوار کا ہونا۔ لہذا اگر کسی وجہ سے پیداوار نہیں ہوئی، مثلاً مالک نے کوتاہی برتی، یا اس نے کھیت کی خبر گیری نہیں کی، یا کسی آفت کے سبب فصل اُگی ہی نہیں تو ہر صورت میں عشر ساقط ہو جائے گا۔ ادا نہیں کیا جائے گا۔

چوتھی شرط: پیداوار ایسی چیز ہو جس کو اگانے کا رواج ہو، اور لوگوں کی عادت

یہ ہو کہ وہ اسے کاشت کر کے اس سے نفع بھی اٹھاتے ہوں۔ لہذا وہ گھاس جو خود بخود اگ آئے یا بے کار قسم کے خود رو درخت اگر کسی زمین میں پیدا ہو جائیں تو ان میں عشر نہ ہو گا۔ اگر زمین میں بانس یا گھاس وغیرہ آمدن کی غرض سے لگایا گیا ہو تو اس میں عشر ہو گا، اگر خود بخود کوئی درخت اگا ہے تو اس میں نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کے ہر ہر حکم پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارے مال کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 29 مارچ، 2018ء

عُشر کے فضائل و احکام... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ احکامات میں سے ایک عشر کی ادائیگی بھی ہے جس کا تعلق عقل، اندازہ اور تخمینہ سے نہیں بلکہ شریعت کے مقرر کردہ نصاب کے مطابق ہے۔ اب چند ایسے مسائل ذکر کیے جارہے جن کے بارے میں کثرت سے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔

عشر کے مصارف:

مسئلہ 1: عشر کے مصارف اور مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، یعنی ایسا مسلمان جس پر نہ زکوٰۃ واجب ہو اور نہ ہی غیر ضروری سامان کو ملا کر زکاۃ کے نصاب کی مالیت بنتی ہو تو ایسا شخص زکوٰۃ و عشر کا مستحق ہے۔

مسئلہ 2: زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرح عشر کی ادائیگی کیلئے بھی مستحق شخص کو مالک بنانا ضروری ہے۔ ورنہ عشر ادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ 3: مستحق افراد کو مالک بنائے بغیر عشر کا مال یا رقم کسی بھی رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں اس سے عشر ادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ 4: جس پر عشر واجب ہوا ہے اگر وہ خود بھی عشر لینے والے مستحق افراد میں شامل ہو تو وہ اپنے عشر کا اپنی ذات کا مالک نہیں بنا سکتا، کسی دوسرے مستحق شخص کو دینا ضروری ہے۔

مسئلہ 5: عشر کی جگہ بطور صدقہ رقم یا غلہ اجناس وغیرہ دینے سے عشر کی ادائیگی نہیں ہوتی خواہ عشر کی مقدار سے زیادہ بھی صدقہ کر دیا جائے۔

مسئلہ 6: عشر کے مصارف میں سب سے بہترین مصرف دینی مدارس و جامعات ہیں جہاں پر دین اسلام کو پڑھا پڑھایا سیکھا اور سکھایا جاتا ہے، یہ واجب کی ادائیگی کے ساتھ

ساتھ ایسا صدقہ جاریہ بھی ہے جو مسلسل انسان کے نامہ اعمال میں جاری رہتا ہے۔

نوٹ: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا آپ کا اپنا ادارہ ہے جس نے الحمد للہ مختصر وقت میں پوری دنیا میں اپنی خاص پہچان پیدا کی ہے، دنیا بھر میں اپنی ہمت کے مطابق قرآن، سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کو دلائل اور حکمت کے ساتھ اپنایا، اسلام کے اساسی اور بنیادی عقائد سے لے کر داخلی و خارجی فتنوں کے علمی محاسبے تک اپنی خدمات پیش کی ہیں، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے کچے پکے گھروں تک صحیح عقیدہ و نظریہ اور درست مسئلہ پہنچایا۔ بلا مبالغہ لاکھوں لوگوں کے عقائد و ایمان کو گمراہیوں سے محفوظ رکھا۔ ایسے موقع پر آپ کا اخلاقی اور دینی حق بنتا ہے کہ آپ مرکز کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

عشر اور زکاۃ میں چند بنیادی فرق:

1: زکاۃ کے واجب ہونے کے لیے مخصوص نصاب متعین ہے اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جبکہ عشر کے واجب ہونے کے لیے نصاب مقرر نہیں پیداوار کم ہو یا زیادہ اس پر عشر واجب ہوتا ہے۔

فائدہ: ہاں اگر کسی کی پیداوار پونے دو سیر سے بھی کم ہو تو اس قدر معمولی مقدار پر شریعت عشر واجب نہیں کرتی۔

2: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جبکہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر کسی زمین میں سال میں دو مرتبہ فصل ہوتی ہے یا کسی باغ وغیرہ میں سال میں دو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پھل وغیرہ لگتا ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

3: زکوٰۃ کی ادائیگی میں عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہے جبکہ عشر کے واجب ہونے میں یہ چیزیں شرط نہیں، اس لیے اگر کوئی پاگل ہو یا ابھی تک نابالغ ہو تو اس کی

زمین کی پیداوار پر عشر واجب ہو گا ان لوگوں کے سرپرست افراد ان کی طرف سے عشر ادا کریں گے۔

4: زکوٰۃ کے مال اور سامان وغیرہ کے ساتھ قرض کا تعلق ہوتا ہے یعنی اگر کسی پر قرض ہو تو اس قرض کو زکوٰۃ کے مال سے نکال کر زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ جبکہ عشر میں ایسا نہیں یعنی اگر کسی نے عشر ادا کرنا تو اس کا قرض وغیرہ عشر سے نہیں نکالا جاتا۔

5: ایسے چیزیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب تک وہ نصاب کے برابر باقی رہتی ہیں ان پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، مثلاً کسی کے پاس سونا یا چاندی وغیرہ موجود ہو تو جب تک یہ سونا یا چاندی وغیرہ موجود رہے گی ہر سال ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی اور ان کی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہو گا جبکہ عشر میں ایسا نہیں، مثلا اگر پیداوار میں سے ایک مرتبہ عشر ادا کر دیا اس کے بعد وہ جنس غلہ وغیرہ اگرچہ کئی سال تک بھی اس کے پاس باقی رہے، ہر سال اس کا عشر نہیں نکالا جائے گا۔

یہ وہ دین کی باتیں ہیں جن کا علم اور اس پر عمل مسلمان کے لیے ضروری ہے بالخصوص وہ زمین دار لوگ جن کو اللہ کریم نے زمین جیسی نعمت سے نوازا ہے، زمین سے حاصل ہونے والے غلہ اناج وغیرہ میں اللہ کا حق ادا کرنا لازمی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود بھی ان مسائل کو سیکھیں اور اپنے کسان بھائیوں کو بھی شریعت کے مسائل سمجھائیں۔ اللہ ہمیں دین پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 5 اپریل، 2018ء

عُشر کے فضائل و احکام... حصہ سوم

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اُس ذات کا حق ادا کریں، جس کا فائدہ ہمیں دنیا میں بھی حاصل ہو گا کہ مال میں برکت، غریب پروری اور ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنے کا ثواب ملے گا، معاشرے میں احساس ہمدردی بڑھے گی باہمی محبت کی فضاء قائم ہو گی اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں تو اجر ہی اجر ملے گا۔

اب عشر کے چند متفرق مسائل پیش کیے جاتے ہیں۔

1: عشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

2: عشر کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ جتنی پیداوار حاصل ہو چاہے کم ہو یا زیادہ، اس کا عشر ادا کیا جائے۔

3: عشر جس طرح کھیتی میں واجب ہوتا ہے اسی طرح پھل اور سبزیوں میں بھی واجب ہے۔

4: اگر کسی درخت سے سال میں ایک مرتبہ سے زائد مرتبہ پھل حاصل ہوتا ہو تو جتنی مرتبہ پھل حاصل ہو گا تو ہر مرتبہ اس پر عشر واجب ہو گا۔

5: اگر کوئی سبزی ایسی ہو جو ایک مرتبہ کاٹنے کے بعد دوبارہ اگ آتی ہو تو جتنی مرتبہ اسے کاٹیں گے ہر مرتبہ اس کا عشر واجب ہو گا۔

6: اگر فصل، پھل یا سبزی تھوڑی تھوڑی کر کے کاٹی جائے یا توڑی جائے تو اس صورت میں جتنی مقدار کاٹتے یا توڑتے جائیں اسی کا عشر ادا کرتے جائیں۔

7: جن چیزوں کی پیداوار مقصود ہو تو ان میں عشر واجب ہوتا ہے جیسے کپاس، گندم، چاول، چنا، مکئی، سبزی، پھل وغیرہ اور جن چیزوں کی پیداوار مقصود نہ ہو بلکہ

پیداوار کے ساتھ ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہوں جیسے گندم کا بھوسہ، مکئی کا بھوسہ، چاول کا بھوسہ یا خود بخود اگ آتی ہوں جیسے گھاس وغیرہ تو اصولاً ان میں عشر واجب نہیں لیکن اگر اس قسم کی چیزوں کی پیداوار مقصود ہو خواہ بیچنے کے لیے یا ذاتی استعمال یا جانوروں کے چارہ وغیرہ کے لیے تو ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

8: اگر کھیتی مثلاً گندم، مکئی، جَو وغیرہ کو جانوروں کے چارے کے حصول کے لیے بویا جائے اور پختہ ہونے سے پہلے ہی کاٹ لی جائیں تو چونکہ ان چیزوں سے بھی پیداوار مقصود ہوتی ہے اس لیے ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

9: کسی بڑی فصل مثلاً گندم، گنا وغیرہ کے ساتھ کوئی دوسری فصل بھی ضمناً شامل کر دی جیسے لوبیا، چنے وغیرہ تو اس پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ یہاں ان چیزوں کی پیداوار مقصود ہوتی ہے۔

10: زمین میں خود رو درخت پیدا ہو جائیں تو ان میں اور حاصل شدہ لکڑی میں عشر واجب نہ ہو گا۔ ہاں اگر ان کو لکڑی کے حصول کی غرض سے لگایا جائے تو ان پر بھی عشر واجب ہو گا۔

11: درخت سے نکلنے والی چیزوں مثلاً گوند وغیرہ پر عشر واجب نہیں۔ اسی طرح مختلف سبزیوں اور پھلوں کے بیج جو صرف کھیتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا دوائی کے کام آتے ہیں (غذائی اجناس کے طور پر نہیں ہوتے) جیسے خربوزہ، تربوز وغیرہ کے بیج تو ان پر بھی عشر واجب ہے۔

12: عشری زمین سے اگر شہد نکالا جائے تو اس پر بھی عشر واجب ہے، شہد کے عشر میں ہر حال میں دسواں حصہ واجب ہے خواہ اس پر کتنے ہی اخراجات آئیں، یہ اخراجات اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔

13: گھر کے صحن وغیرہ میں سبزی یا درخت لگائے جائیں تو ان سے حاصل

ہونے والی پیداوار پر عشر نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مکان کے تابع ہیں اور مکان پر عشر نہیں لہٰذا ان چیزوں پر بھی عشر نہیں۔

14: اگر کسی نے اپنے رہائشی مکان کو مسمار کر کے اسے مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو چونکہ اب اس کی حیثیت باغ کی ہے اس لیے اس باغ میں آنے والے پھلوں پر عشر واجب ہو گا۔

15: اگر عشری زمین مزارعت پر دی جائے (عموماً زمین زمیندار کی اور محنت، بیج، ہل وغیرہ کاشتکار کے ذمے ہوتا ہے اور پیداوار میں دونوں کا حصہ ہوتا ہے) اس صورت میں زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصے کی پیداوار کا عشر واجب ہے۔

16: اگر عشری زمین ٹھیکے پر دی گئی تو پیداوار کا عشر کرائے دار پر ہو گا، زمین کے مالک پر نہیں۔

17: زمین کو کاشت کے قابل بنانے سے لے کر فصل پکنے تک جتنے اخراجات ہوتے ہیں مثلاً ہل چلانا، زمین سے اضافی جڑی بوٹیوں کو ختم کرنا، بیج ڈالنا، پانی دینا، کھاد ڈالنا، اسپرے کرنا ان اخراجات کو عشر کی ادائیگی سے نہیں نکالا جائے گا بلکہ اخراجات نکالے بغیر زمین کی کل پیداوار پر عشر واجب ہو گا۔

18: فصل پکنے کے بعد ہونے والے اخراجات کو بھی نہیں نکالا جائے گا۔ اس لیے کٹائی کی اجرت، تھریشر وغیرہ کا خرچہ بھی نکالے بغیر عشر ادا کیا جائے گا۔

19: اگر پیداوار کا مالک مقروض ہے تو بھی اس پر عشر واجب ہو گا، قرض کو پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا۔

20: کھیتی بونے اور باغ میں پھول آنے سے پہلے عشر ادا کرنا جائز نہیں، البتہ کھیتی اگنے اور باغ میں پھول آنے کے بعد یعنی پھل ظاہر ہونے سے پہلے پہلے عشر کو نقدی کی صورت میں ادا کرنا جائز ہے۔

21: فصل، پھل یا سبزی پکنے سے پہلے پہلے اس قابل ہو جائے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو تو عشر واجب ہو جاتا ہے۔

22: اگر کسی نے فصل یا پھل کو پکنے سے پہلے کاٹ لیا یا توڑ لیا تو جس مقدار کے برابر فصل کاٹی یا پھل توڑے تو اسی کے برابر عشر ادا کرنا واجب ہے۔

23: اگر کسی نے پوری فصل یا پھل کو یا پھر اس کے کسی حصہ کو قابل استعمال ہونے کے بعد خود ختم کر دیا مثلاً مکمل یا بعض پیداوار کو خود استعمال کر لیا خواہ جانور کے چارہ کے طور پر کھلا کر ہی کیوں نہ ہو تو اس کے ذمہ سے عشر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کو استعمال شدہ مقدار کا حساب لگا کر عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

24: اگر کسی نے خود ضائع یا استعمال نہیں کیا بلکہ آسمانی آفت سیلاب، تیز آندھی، طوفانی بارش، بجلی کے گرنے یا آگ وغیرہ لگنے سے ساری فصل تباہ ہو گئی یا چوری ہو گئی تو اس کے ذمے عشر واجب نہیں، ہاں البتہ اگر مکمل تباہ یا چوری نہیں ہوئی، بلکہ کچھ پیداوار باقی ہے تو اس کا عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

25: اگر کسی شخص نے دوسرے کی پیداوار کو ضائع کر دیا تو زمین کا مالک اس ضائع کرنے والے سے تاوان وصول کرے اور اس میں سے عشر ادا کرے۔ ہاں جب تک ضائع کرنے والا تاوان ادا نہیں کرتا تب تک مالک کے ذمے عشر ادا کرنا ضروری نہیں۔

26: بعض درخت، فصل، پودے ایسے ہیں کہ جن سے پھل مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کے پتے کام آتے ہیں مثلاً تمباکو، پان وغیرہ ان کے پتوں میں عشر واجب ہو گا۔

27: اگر کسی نے زمین پر کھڑی فصل، درخت یا باغ پر لگے پھل کو پکنے کے بعد فروخت کیا تو اس کا عشر ادا کرنا فروخت کرنے والے پر واجب ہو گا، خریدار پر نہیں۔

28: اگر فصل یا پھل پکنے سے پہلے فروخت کیا تو اب عشر خریدار کے ذمہ ہے، فروخت کرنے والے کے ذمہ نہیں۔

29: وہ زمین جو وقف کی ہے مثلاً کسی رفاہی ادارے، مسجد، مدرسہ وغیرہ کی ہے اگر وہ عشری زمین ہے تو اس سے حاصل شدہ پیداوار کا عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

30: وہ پہاڑ اور جنگل جو کسی کی ملکیت میں نہیں اور عشری زمین میں ہیں ان سے جو شخص بھی پھل حاصل کرے گا اس پر عشر ادا کرنا واجب ہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم، سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 12 اپریل، 2018ء

عباد الرحمٰن... حصہ اول

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''رحمٰن'' ہے، جس کا معنیٰ ہے بہت زیادہ مہربانی کرنے والا۔ اور عبد کا معنی ہوتا ہے: الذی یرضی بما یفعلہ الرب۔ جو اپنے رب کے ہر فیصلے اور کام پر راضی ہو یعنی اس کی مخلوق میں وہ بندے جو اس کی بندگی کرنے والے ہیں انہیں ''عباد الرحمٰن'' کہا جاتا ہے۔

بندگی، اطاعت، فرمانبرداری اور تسلیم و رضاء کا معیار یہ ہے کہ ان کے دل ہر طرح کے عیوب و نقائص اور گناہوں کی آلائشوں سے پاک ہوں، تواضع اور عاجزی اختیار کرنے والے ہوں، زبان کے سچے ہوں، معاملات میں نرم طبیعت کے مالک ہوں، اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہوں، نیکی اور خیر کے کاموں کی طرف رغبت رکھنے والے ہوں ساتھ میں بری عادات اور برے اخلاق سے دور رہنے والے ہوں۔

قرآن کریم کی سورۃ الفرقان میں عباد الرحمٰن کے جن اوصاف و اخلاق کا تذکرہ ہے ہم ترتیب کے ساتھ انہیں ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ الرحمٰن

1... زمین پر نرمی کے ساتھ چلنا:

عباد الرحمٰن کا پہلا وصف یہ ہے کہ وہ زمین پر نرمی یعنی تواضع کے ساتھ چلتے ہیں کیونکہ انسان کی چال چلن اس کے کردار و اخلاق اور قلبی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہے، اگر تکبر اور فخر و غرور جیسی امراض میں مبتلا ہے تو چال متکبرانہ ہو گی، یا پھر مایوسی، احساس کمتری کی وجہ سے قدم گھسیٹ گھسیٹ کر چل رہا ہو گا یا پھر ریاء کاری اور دکھلاوے کی وجہ سے کہ لوگوں کی نگاہ میں صاحب کمال نظر آؤں بتکلف آہستہ آہستہ بناوٹی خشوع کے ساتھ چلتا ہوا نظر آئے گا، یہ سب باتیں غلط ہیں۔

اس بارے میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ سنت کے مطابق چلا جائے متعدد احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کا تذکرہ موجود ہے جن کا خلاصہ یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار مبارک عام آدمی کی رفتار سے قدرے تیز تھی مگر چال مبارک ایسی تھی کہ ہموار جگہ پر چلتے ہوئے بھی ڈھلوان میں اترتے ہوئے نظر آتے تھے۔ چستی کے ساتھ مضبوط قدموں سے ایسے چلتے تھے کہ آپ کی چال سے تواضع، عاجزی، سنجیدگی، متانت، سکون، اطمینان، عزم، ہمت اور شجاعت ٹپکتی تھی۔ تکبر، بڑائی، فخر اور غرور کے ساتھ اکڑ کر نہ چلتے۔ کندھوں کو ہلا ہلا کر سینہ پُھلا کر، تکلف اور تصنع (بناوٹی خشوع اور عاجزی) سے نہ چلتے۔ نہ ہی پیروں کو گھسیٹ کر، بیمار، لاغر اور سست آدمی کی طرح چلتے اور نہ ہی راہ چلتے وقت ادھر ادھر توجہ کرتے بلکہ شرافت و شائستگی کے ساتھ نظریں جھکا کر سیدھے اپنی منزل کی طرف چلتے رہتے۔

چلنے کے متعلق چند اسلامی تعلیمات ملاحظہ فرمائیں:

اکڑ کر مت چلیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

سورۃ الاسراء آیت نمبر 37

ترجمہ: اور زمین پر اکڑ کر مت چل۔

ایک جوتا پہن کر مت چلیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا

صحیح بخاری، باب لا یمشی فی نعل واحدۃ، حدیث نمبر 5856

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں اتار کر چلے یا

پھر دونوں پہن کر۔

فائدہ: اگر ایک جوتا قریب پڑا ہے جبکہ دوسرا کچھ فاصلے (دو تین قدم) پر ایسی صورت میں ایک جوتا پہن کر دوسرے جوتے تک جایا جاسکتا ہے، اس میں حرج نہیں۔

کبھی کبھار ننگے پاؤں بھی چلیں:

قَالَ(فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا۔

سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، حدیث نمبر 3629

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کرو۔

فائدہ: ننگے پاؤں وہاں چلیں جہاں جگہ کا پاک ہونا یقینی ہو، اگر گھر میں ایسی جگہ ہے جہاں چھوٹے بچے پیشاب کرتے رہتے ہیں تو ایسی جگہ پر ننگے پاؤں بالکل نہیں چلنا چاہیے۔ نیز یہ بھی ذہن میں رہے کہ یہ امر استحبابی ہے کبھی کبھی ایسا کر لینا چاہیے۔

اہم کام کی وجہ سے تیزی سے چلیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تو یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب رفتار سے چلتے کبھی کوئی اہم کام ہوتا تو تیزی سے بھی چل لیتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اس پر باب قائم کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا وَنَحْنُ قُعُودٌ حَتَّى أَفْزَعَنَا سُرْعَتُهُ إِلَيْنَا فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْنَا سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: قَدْ أَقْبَلْتُ إِلَيْكُمْ مُسْرِعًا لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَنَسِيتُهَا فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

الادب المفرد للبخاری، باب السرعۃ فی المشی، حدیث نمبر 813

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ ہماری جانب آئے، ہم لوگ آپ کے تیزی کے ساتھ آنے کی وجہ سے ڈر گئے۔ ہمارے پاس پہنچنے کے بعد آپ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا میں تمہارے پاس اس لیے تیزی کے ساتھ آیا کہ تم کو شب قدر کی اطلاع کروں، لیکن تمہاری باہمی باتوں کی وجہ سے میں اسے (شب قدر کی تعیین) بھول گیا اب تم اسے (رمضان المبارک کے) آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

نظریں جھکا کر چلیں:

چلتے وقت نگاہوں کی خوب حفاظت کریں، غیر محرم کو دیکھنے، گھورنے اور تاڑنے سے بچیں، یہ حکم عام ہے آپ پیدل ہوں یا سوار۔ دونوں حالتوں میں نظروں کو جھکا کر رکھیں۔ ڈرائیونگ کے وقت بلاضرورت دائیں بائیں نہ دیکھیں تاہم اگر سامنے سے غیر محرم نظر آجائیں تو آنکھیں بند نہ کریں بلکہ کھلی رکھیں البتہ دل میں توبہ و استغفار کرتے رہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ...قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ.

صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا، حدیث نمبر 6229

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھو.... صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نگاہوں کو جھکانا۔

فائدہ: وہ نوجوان جو بازاروں میں اس لیے گھومتے ہیں تاکہ کسی کی ماں بہن کو کندھے ماریں، ان سے بدتمیزی کریں یا اسکول ٹائم راستوں میں بیٹھ کر قوم کی بچیوں کو

دیکھتے رہتے ہیں ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نظریں جھکانے کا حکم دیا ہے۔

بار بار پیچھے مڑ کر نہ چلیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ چلتے تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے، اس لیے راستے چلنے کے اسلامی آداب میں سے ایک یہ بھی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَلْتَفِتُ وَرَاءَهُ إِذَا مَشَى۔

نوادر الاصول، لحکیم ترمذی، الأصل الرابع عشر

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب راہ چلتے تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔

کبھی کبھی دوستوں کا ہاتھ تھام کر چلیں:

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ يَوْمًا أَمْشِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي جَمِيعًا۔

شعب الایمان للبیہقی، باب القصد فی العبادۃ، حدیث نمبر 3600

ترجمہ: حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک دن میں چل رہا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہاتھ پکڑا اور ہم ایک ساتھ چلنے لگے۔

فائدہ: ہم عمر دوستوں کا ہاتھ پکڑ کر چلنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور تعلق میں مضبوطی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

چلتے ہوئے تکلیف دہ چیز ہٹا دیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ،

صحیح مسلم، باب شعب الایمان، حدیث نمبر 162

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے ستر اور کچھ یا پھر یوں فرمایا کہ ساٹھ اور کچھ شعبے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے چھوٹا راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔

فائدہ: حدیث میں ''بضع'' عدد مبہم ہے جو تین سے لے کر نو تک بولا جاتا ہے۔

چلتے ہوئے سلام کریں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

صحیح بخاری، باب تسلیم الماشی علی القاعد، حدیث نمبر 6233

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار شخص پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا شخص بیٹھنے والے کو سلام کریں۔

راستے بھولنے والے کی رہنمائی کریں:

آپ کہیں جا رہے ہوں اور کوئی شخص آپ سے راستہ پوچھے اگر آپ کو معلوم ہو تو اس کی رہنمائی کرنا راستے چلنے کے اسلامی آداب میں سے ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فی صنائع المعروف، حدیث نمبر 1879

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... راستہ بھولے ہوئے شخص کی رہنمائی کرنا بھی نیکی ہے۔

چند فوائد:

- ❖ خواتین کو چاہیے کہ مردوں سے ہٹ کر چلیں اور مردوں کو بھی چاہیے کہ خواتین کے چلنے کی جگہ پر نہ چلیں۔
- ❖ سڑک عبور کرتے وقت گاڑیوں والی سمت دیکھ خوب خیال اور احتیاط سے چلیں۔
- ❖ پیدل چلنا ہے تو سڑک کے کناروں پر چلیں۔
- ❖ گاڑی پر سوار ہوں تو ٹریفک قوانین کی پابندی کریں۔
- ❖ راستہ چلتے وقت ایسی چیزیں راستے میں نہ پھینکیں جس سے کسی کو تکلیف ہوتی ہو یا گندگی پھیلتی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عباد الرحمٰن کے اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 19 اپریل، 2018ء

عباد الرحمٰن... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی دوسری صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَاماً۔

ترجمہ: جب ان سے جاہل لوگ بحث و مباحثہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اچھے طریقے سے سلام کہہ کر کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب جاہل صرف بحث و مباحثہ تک رہیں اور جب وہ بحث و مباحثہ سے تجاوز کر کے ظلم و زیادتی کرنے لگیں تو پھر قرآن کریم کا حکم ہے:

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۔

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 194

ترجمہ: جب وہ تم پر زیادتی کریں تو تم بھی زیادتی کی مقدار اور کیفیت کے برابر بدلہ لینے کے حق دار ہو۔

یہاں دو باتیں بطور خاص سمجھیں:

1...... جاہل کسے کہتے ہیں؟

علم نہ ہونے کو جہالت کہتے ہیں اور علم پر عمل نہ کرنے کو بھی جہالت کہا جاتا ہے۔ جبکہ شریعت میں جاہل اسے کہتے ہیں جو اللہ رب العزت کا نافرمان ہو، ہمارے ہاں عام طور پر صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ جاہل اسے کہتے ہیں جو لا علم ہو، حالانکہ اسے بھی جاہل کہتے ہیں جو دین کا علم رکھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرے۔

جو حقائق کا انکار کرے، اس کے سامنے ہر چیز واضح ہو پھر بھی ضد اور عناد کی بنیاد پر اس کو جھٹلائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی سب سے بڑی حقیقت "دین اسلام" لے کر آئے، اب جو شخص اسلامی عقائد و نظریات، مسائل و احکامات،

تہذیب و اخلاقیات اور معاملات و معاشرت کا کسی طور بھی انکار کرتا ہے، خواہ زبان سے یا اپنے عمل سے تو یہ شخص جاہل کہلائے گا۔ چنانچہ

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ رَحِمَهُ اللهُ: سَأَلْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ {إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ} فَقَالُوا: كُلُّ مَنْ عَصَى اللَّهَ فَهُوَ جَاهِلٌ

قَالَ قَتَادَةَ رَحِمَهُ اللهُ: أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّ كُلَّ مَنْ عَصَى رَبَّهُ فَهُوَ فِي جَهَالَةٍ، عَمْدًا كَانَ أَوْ لَمْ يَكُنْ. وَكُلُّ مَنْ عَصَى اللَّهَ فَهُوَ جَاهِلٌ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَحِمَهُ اللهُ: مَنْ عَمِلَ ذَنْبًا مِنْ شَيْخٍ أَوْ شَابٍّ فَهُوَ بِجَهَالَةٍ. وَقَالَ: مَنْ عَصَى رَبَّهُ فَهُوَ جَاهِلٌ. حَتَّى يَنْزِعَ عَنْ مَعْصِيَتِهِ۔

وَقَالَ الضَّحَّاكُ رَحِمَهُ اللهُ: لَيْسَ مِنْ جَهَالَتِهِ أَنْ لَا يَعْلَمَ حَلَالًا وَلَا حَرَامًا. وَلَكِنْ مِنْ جَهَالَتِهِ: حِينَ دَخَلَ فِيهِ.

الصحیح المسند من آثار الصحابۃ فی الزھد والرقائق

ترجمہ: حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس آیت إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ کے بارے میں سوال کیا (کہ اس میں جہالت سے کیا مراد ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ ہر وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، وہ جاہل ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص اپنے رب کی نافرمانی کرے خواہ جان بوجھ کر یا جان بوجھ کر نہ ہو ایسا شخص جہالت میں ڈوبا ہوا ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہو، وہ جاہل ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان ہو وہ جاہل ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کی نافرمانی سے توبہ کر لے۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جاہل اسے نہیں کہتے جو شخص حلال اور حرام کا علم نہ رکھتا ہو بلکہ جاہل وہ ہے جو حرام کو حرام جانتے ہوئے بھی اس سے نہ بچے۔

قرآن کریم کے الفاظ میں اگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ فضول بحث و مباحثہ کی ابتداء جاہل کرتا ہے، کیونکہ خاطب فعل ہے اور اس کا فاعل جاہلون ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ عباد الرحمٰن کبھی جاہلوں کے منہ نہیں لگتے اور گالم گلوچ، سب و شتم، ہذیان گوئی، سخت ترش، نخوت اور طنز بھرے لہجے میں لمبی بحث کرنے کے بجائے وہ اچھے طریقے سے "سلام" کہہ کر کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

قرآن کریم کے معانی میں اگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو تبلیغ کرنا منع نہیں ہے، بلکہ وقتاً فوقتاً ان کو اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے لیے احسن انداز میں دعوت دی جائے، توبہ کی تلقین کی جائے، اسلام کے احکامات سمجھائے جائیں، حلال و حرام کے بارے ان کی رہنمائی کریں۔ جاہل سمجھ کر یا جاہل کہہ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر وہ ضد پر اتر آتے ہیں، جاننے کے باوجود شریعت کا مذاق بناتے ہیں اور فضول قسم کا بحث و مباحثہ شروع کر دیتے ہیں تو اب ان سے کنارہ کشی اختیار کی جائے، البتہ ان کے لیے ہدایت کی دعاء ضرور کی جائے۔

2......سلام سے کیا مراد ہے؟

سلام سے مراد سلسلہ کلام کو اچھے انداز میں روکنا ہے، یعنی لڑنے جھگڑنے کے بجائے نرمی کے ساتھ یہ کہہ کر بات ختم کر دی جائے کہ: سلام! مطلب یہ ہے کہ میں فضول بات کو آگے بڑھا کر لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہتا۔

فائدہ: قرآن کریم میں اس معنی میں سلام کا تذکرہ چند مقامات پر موجود ہے:

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد سے مکالمہ موجود ہے اس کے آخر میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا: سَلَامٌ عَلَيْكَ

سورۃ مریم، آیت نمبر 47

ترجمہ: آپ پر سلام!

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ

سورۃ القصص، آیت نمبر 55

ترجمہ: اور جب (ایمان والے) مشرکین سے کوئی فضول اور بے مقصد بات سنتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال (فائدہ مند ہیں) جبکہ تمہارے لیے تمہارے اعمال (نقصان دہ ہیں) تم پر سلام! ہم جاہلوں سے اُلجھنا نہیں چاہتے۔

تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

سورۃ الزخرف، آیت نمبر 89

ترجمہ: آپ ان سے منہ پھیر لیں اور کہہ دیں: اچھا جی سلام! اُنہیں جلدی (خود ہی) معلوم ہو جائے گا۔

فائدہ: دین کی بات سمجھانے میں گفتگو کا طرز مخلصانہ اور واعظانہ ہونا چاہیے، خیر خواہانہ طریقے سے بات کی جائے، یہاں تک کہ کبھی مناظرہ کی نوبت بھی آن پڑے تو بھی مقصود دوسرے کو نیچا دکھانا نہ ہو بلکہ دلیل کی قوت سے اس کی غلطی کو دور کرنے کی نیت ہو۔ چونکہ عام طور پر دین کی بات کرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں اور حق بھی انہی کا ہے اس لیے علماء کو اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ ان کا طرز گفتگو مہذبانہ

ہو، موضوع اور الفاظ کا انتخاب، فقروں اور جملوں کی ساخت، لب و لہجہ، آواز کا مد و جزر ان کے علمی و قار و سنجید گی کا آئینہ دار ہو۔ قرآن کریم اس کی حکمت کی طرف ان الفاظ سے رہنمائی کرتا ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ

سورۃ فصلت آیت نمبر 41

ترجمہ: تم برائی کا جواب اچھے طریقے سے دو، اس کی وجہ سے وہ شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے وہ بھی ایسا ہو جائے گا جیسے تمہارا مخلص دوست ہو۔

یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم نے جہل کو حلم اور علم کا متضاد قرار دیا ہے، جس میں حلم اور علم ہو وہ جہالت سے بچ جاتا ہے۔

لوگوں کی ناگوار باتوں کے جواب میں حلم و حوصلہ، محبت، پیار اچھے ردِ عمل کے ذریعے معاشرے کو خوشگوار بنائیں۔ دشمنیوں کو محبت میں بدلیں، باہمی نفرتوں اور دوریوں کے بھڑکنے والے شعلے بجھ جائیں گے اور معاشرے میں یکجہتی، رواداری، مروت اور محبت عام ہو گی۔

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ نے ہمیں مختصر سی زندگی عطا فرمائی ہے اور ہم نے اس میں کام بہت زیادہ کرنا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم وقت کو کام کرنے میں خرچ کر کے کار آمد بنائیں، فضول باتوں اور فضول کاموں میں ضائع کر کے برباد نہ کریں۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 26 اپریل، 2018ء

عباد الرحمٰن... حصہ سوم

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی تیسری صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا

ترجمہ: اور وہ اپنے رب (کی رضاء حاصل کرنے) کے لیے رات سجدے اور قیام (عبادت) میں گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رات کا وقت بہت قیمتی بنایا ہے اس کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔

چند یہ ہیں:

رات کا وقت عبادت کے لیے سب سے بہتر ہے کیونکہ اس میں ریاء کاری سے انسان بچ جاتا ہے۔

اس وقت عبادت میں توجہ، یکسوئی، انہماک اور دلجمعی کی کیفیت نصیب ہوتی ہے۔

اس وقت دنیاوی تفکرات کم ہو جاتے ہیں۔

اس وقت انسان کو دن بھر کے اچھے اور برے اعمال کے محاسبہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے ہیر پھیر اور بدلنے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں رکھی ہیں، رات کے وقت انسان روزانہ اپنے آپ کو یہ بات سمجھائے کہ دن کو سورج نکلا ہوا تھا اس کی روشنی سے ساری دنیا فائدہ اٹھا رہی تھی لیکن رات کے اندھیرے نے اس کو بھی فنا کر دیا، اسی طرح زندگی کا سورج آج روشن ہے کل موت کا اندھیرا اسے لے ڈوبے گا، جیسے رات میں اندھیرا ہے اسی طرح انسان اپنی قبر کے اندھیرے کو بھی یاد رکھے۔ گویا رات کا وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاں ایک نعمت ہے کہ اس وقت میں عبادت کرتے ہوئے دل کی توجہات دنیا کی طرف کم ہوتی ہیں

وہاں پر یہ وقت ہمیں دنیا کی بے ثباتی کی دعوتِ فکر بھی دیتا ہے۔

عباد الرحمٰن کے اوصاف میں جہاں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ وہ اپنے چال چلن، رہن سہن اور طرز عمل سے کسی کو تکلیف دیتے نہیں وہاں پر یہ بات بھی سمجھ آ رہی ہے کہ اگر کوئی ان کو تکلیف دے تو وہ اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں اور صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ گویا حقوق العباد کی ادئیگی کے معاملہ میں عباد الرحمٰن کا رویہ حسن سلوک والا ہوتا ہے۔

اب اس آیت کریمہ میں یہ بات ذکر فرمائی کہ وہ لوگ صرف ''انسانیت'' کو سب سے بڑا مذہب قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی عبادات سے غافل اور لاپرواہ نہیں بنتے اور حقوق اللہ کی ادئیگی میں بھی کسی طرح کمی نہیں آنے دیتے بلکہ درجہ بدرجہ خالق و مخلوق کے حقوق ادا کرتے رہتے ہیں۔

قرآن کریم میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فساد معاشرہ کے دو بنیادی سبب ہیں، ایک غلط اعتقادات و نظریات، دوسرا ناانصافی اور پر تشدد رویے۔ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کے یہ اوصاف ذکر کیے ہیں کہ وہ فساد معاشرہ کے دونوں بنیادی اسباب کو اپنے عمل اور اعتقاد سے ختم کرتے ہیں۔

آیت کریمہ میں عمدہ اسلوب بیان اور اس کی دل نشینی کی جھلک دیکھیے کہ اللہ نے دو لفظ ذکر فرمائے ہیں ایک سجدا اور دوسرا قیاما۔

سجدہ: عبدیت کی انتہاء کا نام ہے جس انتہاء پر قرب خداوندی جیسی انمول نعمت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: فاسجد واقترب۔

سجدہ کیجیے اور قرب خداوندی کو حاصل کریں۔

سجدہ کرنا عبدیت اور سجدہ نہ کرنا ابلیسی تکبر کی علامت ہے۔ خالق کے حکم کے مطابق سجدہ کرنا ملائکہ کا شیوہ ہے جبکہ خالق کے حکم سے دور ہو کر سجدہ نہ کرنا

ابلیسی طرز ہے۔ اسی سے فرمانبر دار اور نافرمان میں فرق ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں سجدے کرنے والے فرمانبر دار اور حکم خداوندی کو پس پشت ڈال کر سجدہ نہ کرنے والے ابلیس لعین کے پیروکار ہیں۔

قیام: عبدیت کی ابتدائی کیفیت کا مظہر ہے۔ انسان کسی کے سامنے باادب اسی وقت کھڑا ہو سکتا ہے جب اس ذات کی عظمت دل میں ہو، اور عظمت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب معرفت حاصل ہو جبکہ بغیر علم کے معرفت ممکن نہیں۔

قرآن کریم نے "سجدا" کو پہلے ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اصل مقصود تو عبدیت میں انتہاء ہے لیکن اس انتہاء تک پہنچنے کے لیے ابتداء کا زینہ طے کرنا پڑے گا۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ایسے لوگوں کی مدح اور تعریف کی گئی ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں، سجدے کرتے ہیں رات کا کچھ حصہ عبادات و مناجات میں گزارتے ہیں اور سحری کے وقت اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

اصل تو یہ ہے کہ انسان رات کو خوب عبادت کرے، نوافل ادا کرے، قرآن کریم کی تلاوت کرے، دعا و مناجات کرے، الحاح وزاری کرے، توبہ و استغفار کرے۔ اللہ کے احسانات کا شکر تو بھی ادا نہیں ہو سکتا لیکن اللہ کا کرم دیکھیں وہ تھوڑی سی اخلاص والی عبادت سے بھی راضی ہو جاتے ہیں، چنانچہ اسی آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص عشاء کی نماز کے بعد دو رکعات یا اس سے زیادہ (نفل) پڑھتا ہے تو وہ اللہ کے لیے رات سجدے اور قیام کرنے والا ہے۔

اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص رات کو نماز میں قرآن کریم کا کچھ حصہ تلاوت کرے تو وہ اس فضیلت اور اعزاز کو پانے والا ہے۔

یہاں یہ بات بطور خاص ذہن نشین فرمالیں کہ بھلے رات بھر عبادت کریں جی بھر کر کریں لیکن باجماعت نماز کی ادائیگی میں غفلت نہ کریں اس لیے کہ باجماعت نماز ادا کرنے کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ

سنن ابی داؤد، باب فی فضل صلاۃ الجماعۃ، حدیث نمبر 468

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اگر اس نے فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھی تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہ ساری رات عبادت کرتا رہا۔

فائدہ: بعض لوگ شوق میں رات بھر کی نفلی عبادات تو شروع کر دیتے ہیں لیکن فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ , أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَأَنَّ عُمَرَ غَدَا إِلَى السُّوقِ وَكَانَ مَنْزِلُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ، فَمَرَّ عُمَرُ عَلَى أُمِّ سُلَيْمَانَ الشِّفَاءِ، فَقَالَ: لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ، فَقَالَتْ: بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ: لَأَنْ أَشْهَدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً

موطا امام مالک، باب فضل صلاۃ الفجر فی الجماعۃ، حدیث نمبر 243

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک دن

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فجر کی جماعت میں سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کو شریک نہ پایا، صبح جب آپ کسی کام کی وجہ سے بازار کی طرف نکلے، اور سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان میں پڑتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابو حثمہ رحمہ اللہ کی والدہ سے اس بارے دریافت کیا کہ سلیمان فجر کی نماز میں جماعت میں کیوں شریک نہیں ہوا تو ان کی والدہ نے کہا: رات بھر وہ (نفلی) نماز پڑھتا رہا ہے فجر کی نماز کے وقت اس پر نیند غالب آگئی اس لیے جماعت میں شریک نہیں ہو سکا، ان کی والدہ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (آپ کے بیٹے کا یہ طریقہ سراسر غلط ہے) میرے نزدیک رات بھر کی نفلی عبادات میں مشغول ہونے سے بہتر ہے کہ وہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرے۔

اللہ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 3 مئی، 2018ء

عباد الرحمٰن... حصہ چہارم

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی چوتھی صفت یہ ذکر فرمائی ہے:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا O إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا.

ترجمہ: "اور وہ (اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہوئے یوں عرض کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو پھیر دے! بے شک اس (جہنم) کا عذاب چمٹنے والا / ہلاک کرنے والا ہے۔ بے شک وہ (جہنم) بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اور بری قیام گاہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جن کے اوصاف کا تذکرہ چل رہا ہے۔ ان کے مقامِ عبدیت، مقامِ تواضع اور مقامِ عبادت کے بعد اب مقامِ خشیت کا ذکر ہے کہ عباد الرحمٰن اپنے مقام عبدیت، مقام تواضع اور مقام عبادت پر اتراتے نہیں، بلکہ ان مقامات پر ہونے کے باوجود ان کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور غلبہ خشیت مزید بڑھ جاتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد وہ اپنے رب کے حضور یوں دعاء کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ جن کی وجہ سے ہم جہنم کے عذاب سے بچ سکیں، بس آپ اپنے فضل و کرم سے جہنم کے عذاب کو ہم سے دور پھیر دیجیے۔ پھر ڈرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جہنم کا عذاب چمٹنے والا اور ہلاک کرنے والا ہے، جہنم برا ٹھکانہ اور بری قیام گاہ ہے۔

غور کریں تو یہاں یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ عباد الرحمٰن صرف رحمت کی امیدیں باندھ کر نیک اعمال پر بھروسہ کر کے بیٹھ نہیں جاتے بلکہ مغفرت کی طلب اور خوف خدا ان کے دل میں موجزن رہتا ہے اور وہ اللہ کی پکڑ اور عذاب سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔

قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر جہاں نیک لوگوں کی صفات کا تذکرہ اور ان کی مدح و تعریف کی گئی ہے وہاں پر ان کی یہ صفت خوف اور امید کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔

سورۃ الم سجدۃ، آیت نمبر 16

ترجمہ: ان کے جسم بستروں سے دور رہتے ہیں اپنے رب کے حضور خوف اور امید کی درمیانی کیفیت (گناہوں سے خواستگار اور رحمت کے طلبگار بن کر) دعاء مانگتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صفتیں ایسی ہیں جو تمام صفات نبوت کی جامع ہیں، صفت بشیر اور صفت نذیر۔

بشیر...... محبت کی وجہ سے نیک اعمال پر ثواب اور جزا کی بشارت دینے والا۔

نذیر...... شفقت کی وجہ سے برے اعمال پر عذاب اور سزا سے ڈرانے والا۔

عبادالرحمٰن نبوت کے دونوں اوصاف سے سبق حاصل کرنے والے ہیں، نیک اعمال اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ راضی ہو جائے اور برے اعمال سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اللہ ناراض نہ ہو جائے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي أَرْجُو اللَّهَ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ

جامع الترمذی، باب ماجاء ان المومن یموت بعرق الجبین، حدیث نمبر 905

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریب المرگ نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا: تم اپنے بارے میں کیا محسوس کر رہے ہو؟ اس نوجوان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اللہ رب العزت سے رحمت اور مغفرت کی امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کے دل میں موت کے وقت یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو جائیں یعنی امید رحمت اور خوف و خشیت تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی وہ اللہ سے امید رکھتا ہے یعنی رحمت اور جس کے وبال سے وہ پناہ چاہتا ہے یعنی گناہ سے معافی۔

انسان کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے، ضرور کرے لیکن اپنے اعمال پر اترائے نہیں، بلکہ اللہ رب العزت سے قبولیت کی امید رکھے، ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ جن کی وجہ سے ہم جنت کے حق دار کہلا سکیں اس ذات کے احسانات و انعامات کے مقابلے میں ہماری عبادات کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، اس لیے نیک عمل کر کے اللہ سے قبولیت کی امید رکھی جائے۔

ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ہم دینی کاموں میں شریک ہو کر اپنی آخرت سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں، مغفرت سے بے فکر ہو جاتے ہیں بالخصوص دینی اداروں، تحریکوں، تنظیموں اور جماعتوں سے منسلک افراد اعمال صالحہ کرنے کو ہی اپنی نجات کے لیے کافی سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کے اوصاف میں یہ بات سمجھائی ہے کہ نیک اعمال کیے جائیں اور ساتھ ساتھ امید و خوف، رحمت و خشیت دونوں کو ملحوظ رکھ کر دعائیں کی جائیں۔ گناہوں کا خوف ہونا چاہیے جس انسان میں اپنے گناہوں کا خوف پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اسے توبہ کی توفیق مل جاتی ہے اور جسے توبہ کی توفیق مل جائے اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی مغفرت بھی فرما دیتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ

سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 82

ترجمہ: اور بے شک میں اس شخص کی بخشش کرنے والا ہوں جو توبہ کرے، (اچھی طرح) ایمان لائے، نیک عمل کرے اور پھر سیدھے راستے پر چلتا رہے۔

یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ گناہوں کے بعد توبہ کرنا ضروری ہے، جبکہ آج کل لوگ توبہ سے جی چراتے ہیں یاد رکھیں کہ اللہ ہی ذات بخشنے والی ہے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں اور آئندہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کریں۔ نفسانی و شیطانی خواہشات سے بچیں اور عباد الرحمٰن کے اوصاف اپنانے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مدرسہ علی المرتضیٰ راولپنڈی

جمعرات، 10 مئی، 2018ء

رمضان ٹرانسمیشن

اللہ تعالیٰ کے کرم کی بہار رمضان المبارک کی صورت میں آیا ہی چاہتی ہے، دنیا بھر میں بسنے والے وابستگان اسلام بالخصوص اہلیانِ پاکستان اس مقدس مہینے کا استقبال نہایت عقیدت و احترام سے کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں حصول تقویٰ جیسی کیفیت سے ان کے سینے معمور ہو جاتے ہیں، فلسفہ صیام در حقیقت حصول تقویٰ ہی ہے، تقویٰ؛ خدا خوفی کو کہتے ہیں یہ ایسی صفت ہے جس کو اپنانے سے انسان کی دنیا بھی سدھر جاتی ہے اور آخرت بھی سنور جاتی ہے۔

لیکن ہماری بد قسمتی دیکھیے کہ ایک مخصوص طبقہ جس کو قرآن نے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔

سورۃ النور، آیت نمبر 19

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان والوں میں برائی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

وہ اس مقدس مہینے میں بھی فحاشی و عریانی کو فروغ دینے سے باز نہیں آتا، رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر تزکیہ کے مہینے کو لغویات میں برباد کرتا ہے، شعائر اسلامی کی روح کا مذاق اڑاتا ہے، سحر و افطار کی بابرکت ساعات کو ناچ گانے، لہو ولعب اور کھیل تماشے کی نذر کر دیتا ہے اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے ہم بحیثیت قوم اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت کی ناقدری بلکہ اس سے بدسلوکی کے مرتکب بن جاتے ہیں۔

ماہ مبارک میں ٹی وی چینلز پر جس طرح اسلامی شعائر کے تقدس کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں، دین اسلام کے احکامات اور مقرر کردہ عبادات کے ساتھ ایسا کھلواڑ

کیا جاتا ہے کہ روح تک کانپ اٹھتی ہے، غیر اخلاقی رسوم ورواج، غیر شائستہ گفتگو، غیر اسلامی اور غیر آئینی رجحانات کو جنم دینے والے غیر فطری مناظر، طبلہ سارنگی کی تھاپ پر نیم برہنہ جسم تھرکتے ہیں تو ثناء خوان تقدیس مشرق کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔اس لیے ٹی وی چیلنجز پر ایسے بے ہودہ پروگرام دیکھنا حرام ہیں، بھرپور کوشش کریں کہ ٹی وی سے دور رہیں اور رمضان المبارک کی عبادات میں مصروف رہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ آئینِ پاکستان کو بھی بری طرح مجروح کیا جاتا ہے۔ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل نمبر 31 کے مطابق ریاست نہ صرف اس بات کی پابند ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق گزارنے میں ان کی مدد کرے گی بلکہ وہ ایسے اقدامات کرنے کی بھی پابند ہے جس سے لوگ قرآن وسنت کی روشنی میں زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔

مسلمان ہونے کے ناتے ہمیں اسلامی احکامات وتصورات کا علم ہونا ضروری ہے اسی طرح پاکستانی ہونے کے ناتے ہمیں اپنے آئین کا علم ہونا بھی ضروری ہے، مجموعی طور پر ہمارا آئین ملک کی نظریاتی سرحدات وتصورات کا محافظ ہے۔ اس میں ذرہ برابر شک کی گنجائش نہیں کہ اگر ریاست اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرنا شروع کردے تو ملک میں جرائم کی شرح کافی حد تک کم ہو جائے گی۔

اس حوالے سے اسلام آباد ہائیکورٹ کے ایک فاضل جج محترم جناب شوکت عزیز صدیقی نے ٹی وی چینلز کے ذریعے ان غیر اسلامی رجحانات کو روکنے کا بیڑا اٹھایا۔انہوں نے کہا کہ کوئی ٹی وی چینل رمضان المبارک میں اذان نشر نہیں کرتا لیکن اذان کے اوقات میں چینلز ناچ گانا اور اشتہارات چلاتے ہیں، یہاں تک کہ پی ٹی وی نے بھی اذان نشر کرنا بند کردی ہے، اگر ایسے ہی چلنا ہے تو پھر پاکستان کے نام سے ”

اسلامی جمہوریہ" ہٹا دیں۔

انہوں نے کہا کہ رمضان میں کسی ٹی وی چینل پر کوئی نیلام گھر اور سر کس نہیں ہو گا۔ مزید ان کا کہنا تھا کہ رمضان ٹرانسمیشن میں سر کس لگتے رہے تو پابندی لگا دیں گے۔ انہوں نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے لیے اذان سے بڑی بریکنگ نیوز کوئی نہیں۔ ہر چینل کے لیے پانچ وقت کی اذان نشر کرنا لازم ہو گا۔ کسی کو بھی اسلام کا تمسخر اڑانے کی اجازت نہیں دیں گے۔

رمضان ٹرانسمیشن اور مارننگ شوز کے ضابطہ اخلاق پر عمل درآمد کے کیس کی سماعت کرتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے کہا کہ اسلامی تشخص اور عقائد کا تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس فیصلہ میں جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے پانچ وقت کی اذان کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازم قرار دیا کہ افطاری سے پانچ منٹ قبل کوئی اشتہار نہیں چلے گا بلکہ اس وقت صرف دعا کی جائے گی اور درود شریف پڑھا جائے گا۔

پیمرا کی ہدایات کے مطابق ٹی وی چینلز پابند ہوں گے کہ اداکاروں گلوکاروں کو روپ بدلا کر نیا اسلامی رول دینے کی بجائے دین سے متعلق صرف اُنہی لوگوں کو مدعو کیا جائے گا جو دین کی روح سے واقف ہوں گے اور مستند علم رکھتے ہوں گے۔

ان ہدایات میں یہ بھی کہا گیا کہ اشتہارات کی ترتیب دیتے وقت رمضان المبارک کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے، پروگراموں و اشتہارات میں ملبوسات کا خاص خیال رکھا جائے گا، موضوعات کا چناؤ مبارک مہینہ کی مناسبت سے کیا جائے گا، غیر شائستہ، نازیبا اور پر تشدد مناظر نشر کرنے سے گریز کیا جائے گا۔

محترم قارئین! پیمرا کے وضع کردہ ضابطہ اخلاق کے "بنیادی اصولوں" میں سب سے پہلا اصول ہی اسلامی اقدار کا تحفظ ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 19 میں جہاں میڈیا کی آزادی کی بات کی گئی ہے وہاں یہ بھی طے کر دیا ہے کہ اسلام کی شان و

شوکت کے خلاف کوئی بات نہیں کی جاسکتی۔

اسی طرح آرٹیکل 32 کے تحت حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اسلامی اخلاقی معیارات کی پابندی کو فروغ دے۔ اس لیے ہمارے میڈیا کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ سماجی اقداران کا تعلق خواہ مذہب سے ہو یا اخلاق سے ہرگز پامال نہیں کی جاسکتیں۔

عوام الناس کی طرف سے فاضل جج کے فیصلے کی بے پناہ پذیرائی اور ان کو خراج تحسین پیش کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اسلامیانِ پاکستان میں وہ اسلام پسندی کی چنگاری دبی ضرور ہے مگر بجھی نہیں۔

مسلمان عملی طور پر کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو وہ لیکن وہ اپنے عقائد و نظریات اور شعائر اسلامی پر کسی طرح سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔ اس لیے جسٹس شوکت عزیز صدیقی کا یہ فیصلہ ہر محب اسلام محب وطن پاکستانی کے دل کی آواز بن چکا ہے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، کراچی

جمعرات، 17 مئی، 2018ء

رمضان المبارک میں کثرتِ کلمہ و استغفار

اللہ تعالیٰ کی رحمت محوِ خِرام ہے، عالم اسلام کے مسلمان اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے خوب عبادات کر رہے ہیں، اللہ کریم ان کی تمام حسنات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے اور اس کی برکت سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے تمام مسائل کو حل فرمائے۔ بالخصوص شام، فلسطین، برما اور کشمیر کے مظلوم افراد کی مدد و نصرت فرمائے۔ آمین

رمضان المبارک ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ کی طرف سے بندوں پر رحمت، لطف و کرم اور عنایات کی بارش مسلسل برستی رہتی ہے، اگر اس کی حقیقت بندے کو سمجھ آجائے تو وہ یہ تمنا کرے کہ سارا سال ہی رمضان رہے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي الْخَطَّابِ - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ أَهَلَّ رَمَضَانُ، فَقَالَ» :لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا رَمَضَانُ لَتَمَنَّتْ أُمَّتِي أَنْ يَكُونَ السَّنَةَ كُلَّهَا۔

صحیح ابن خزیمہ، باب ذکر تزیین الجنۃ لشھر رمضان، حدیث نمبر 1886

ترجمہ: حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ رمضان کا چاند نظر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا: اگر (اللہ کے) بندوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا ہے؟ تو وہ تمنا کریں کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ ہم میں سے اکثر کی زندگیوں میں رمضان کئی بار آچکا ہے، اللہ تعالیٰ بار بار نصیب فرمائے اور ہمیں اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اس کو ہماری مغفرت اور جہنم سے آزادی کا ذریعہ بنائے۔

نوٹ: رمضان گزارنے کا طریقہ اور اس کے فضائل و مسائل پر مشتمل میری کتاب "رمضان المبارک فضائل و مسائل" پڑھیں۔

عام طور پر دوست احباب پوچھتے ہیں کہ رمضان میں کون سا وظیفہ کرنا چاہیے؟ اس حوالے سے بنیادی بات یاد رکھیں کہ رمضان میں فرائض، واجبات، سنن اور نوافل پر درجہ بدرجہ عمل کریں، سنن اور نوافل کی وجہ سے فرائض میں سستی نہ کریں اور فرائض و واجبات کی ادائیگی کے بعد سنن و نوافل میں کوتاہی سے کام نہ لیں۔ کیونکہ اس مبارک مہینے میں سنن و نوافل کا اجر فرائض کے برابر بڑھا دیا جاتا ہے اور فرائض کا اجر ستر گنا زیادہ کر دیا جاتا ہے، اس لیے پورا مہینہ چاق و چوبند ہو کر چستی اور دل جمعی کے ساتھ عبادات اور دعاؤں میں مسلسل مصروف رہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں رمضان المبارک میں بطور خاص چار کام کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے۔

وَ اسۡتَكۡثِرُوۡا فِيۡهِ مِنۡ أَرۡبَعِ خِصَالٍ: خَصۡلَتَيۡنِ تُرۡضُوۡنَ بِهِمَا رَبَّكُمۡ وَ خَصۡلَتَيۡنِ لَا غِنیٰ بِكُمۡ عَنۡهُمَا فَأَمَّا الۡخَصۡلَتَانِ اللَّتَانِ تُرۡضُوۡنَ بِهِمَا رَبَّكُمۡ فَشَهَادَةُ أَنۡ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ تَسۡتَغۡفِرُوۡنَهٗ وَ أَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنیٰ بِكُمۡ عَنۡهُمَا فَتَسۡأَلُوۡنَ اللهَ الۡجَنَّةَ، وَتَعُوۡذُوۡنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ۔

صحیح ابن خزیمۃ، باب فضائل شہر رمضان، حدیث نمبر 1887

ترجمہ: اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے لیے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔

نوٹ: ان میں سے پہلے دو کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1: کلمہ طیبہ: کلمہ طیبہ کے بے شمار فضائل احادیث کی کتب میں مذکور ہیں، حدیث مبارک میں کلمہ طیبہ کو افضل الذکر قرار دیا گیا ہے، صبح و شام کثرت کے ساتھ اس کو پڑھنا چاہیے۔ یہاں تک کہ آخری وقت بھی یہی کلمہ زبان سے جاری ہو جائے اور جس کی زبان پر آخری وقت یہ کلمہ جاری ہو گیا وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

سنن ابی داؤد، باب فی التلقین، حدیث نمبر 3118

ترجمہ: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کلمہ پڑھتے ہوئے فوت ہوا تو جنت میں داخل ہو گا۔

2: استغفار: اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے دل میں اللہ کا خوف اور امید دونوں کو اکٹھے کر کے اللہ سے بخشش اور معافی کی درخواست کرنا استغفار کہلاتا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ میں استغفار کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی کثرت کے ساتھ اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

جب تک کوئی قوم استغفار کرتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل نہیں فرماتے اور جب وہ استغفار چھوڑ دیتی ہے تو طرح طرح کے عذاب نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔

سورۃ الانفال، آیت نمبر 33

ترجمہ: اللہ کبھی ان کو عذاب میں مبتلا نہیں فرمائے گا جب تک وہ استغفار کرتے

رہیں گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود گناہوں سے معصوم ہونے کے روزانہ کثرت کے ساتھ استغفار کرتے تھے، جو آپ کے بلندی مرتبہ اور امت کی تعلیم کے لیے تھا۔

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً

صحیح بخاری، باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیوم واللیلۃ، حدیث نمبر 6307

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ، فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ.

صحیح مسلم، باب فی التوبۃ، حدیث نمبر 6958

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو کیونکہ میں بھی اللہ کے حضور دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي۔

جامع الترمذی، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار، حدیث نمبر 3463

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے آدم کی اولاد! تو جب بھی مجھ سے دعا کا طالب بن کر آئے گا اور مجھ سے معافی کی امید لگائے گا تو میں تیری مغفرت کر دوں گا، خواہ تو نے کتنے ہی بڑے گناہ کیے ہوں مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اے آدم کی اولاد! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور پھر بھی تو مجھ سے مغفرت مانگے میں تیری مغفرت کر دوں گا اور اس پر مجھے کسی کی کوئی پرواہ بھی نہیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكْثَرَ الِاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

مستدرک حاکم، کتاب التوبۃ والانابۃ، حدیث نمبر 7677

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کثرت سے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے اور ہر غم سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عِرْقٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا۔

سنن ابن ماجہ، باب الاستغفار، حدیث نمبر 3818

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بندے کے لیے خوشخبری ہے جو اپنے نامہ اعمال میں کثرت کے ساتھ استغفار پائے۔

قَالَ (علی) وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ

ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلاَّ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ. ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ (وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

سنن ابی داؤد، باب فی الاستغفار، حدیث نمبر 1523

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ابو بکر نے یقیناً سچ ہی فرمایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب کسی بندے سے گناہ ہو جاتا ہے پھر وہ اچھی طرح پاک صاف ہو کر (وضو کر کے) کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے اللہ سے مغفرت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ جس کا مفہوم یہ ہے: اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخشنے والا بھلا اور ہو بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے گناہ کے کاموں پر ڈٹے نہیں رہتے۔ (تو اللہ ان کو معاف فرما دیتا ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعًا: وَالْمُسْتَغْفِرُ مِنْ ذَنْبٍ وَهُوَ مُقِيمٌ عَلَيْهِ كَالْمُسْتَهْزِءِ بِرَبِّهِ»

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہوں پر ڈٹے رہنے کی حالت میں استغفار کرنے والا اپنے رب سے مذاق کرتا ہے۔

عشرہ مغفرت شروع ہونے والا ہے اس میں کثرت کے ساتھ استغفار یعنی

اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ بطور خاص صبح سحری کے وقت بھی استغفار کریں کیونکہ اللہ رب العزت نے ایسے وقت میں استغفار کرنے والے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے، قرآن کریم میں ہے: وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ۔

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 17

ترجمہ: اور وہ لوگ صبح (بوقت سحر) اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

اسی طرح افطاری میں بھی کثرت کے ساتھ استغفار کریں کیونکہ حدیث مبارک میں ہے کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

دعا ہے اللہ کریم رمضان المبارک کے عشرہ مغفرت میں ہم سب کی کامل مغفرت کا فیصلہ فرمادیں۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

مکہ مکرمہ، سعودی عرب

جمعرات، 24 مئی، 2018ء

تکمیل قرآن کریم کی مجالس

اللہ تعالیٰ تکمیل قرآن کریم کی مجالس پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ حفاظ اور قراء کرام جنہوں نے تراویح میں قرآن کریم مکمل کر لیا ہے یا کرنے والے ہیں اور وہ لوگ بھی قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے ان کی اقتداء میں قرآن کریم کو مکمل سنا۔

الحمد للہ ثم الحمدللہ! اللہ کریم نے مجھے بھی یہ سعادت نصیب فرمائی کہ آج میرا بیٹا حافظ محمد عبداللہ بہادر تراویح میں قرآن کریم مکمل کر رہا ہے، میری طرح ہر اس باپ کو یہ دلی خوشی اس وقت نصیب ہوتی ہے جب ان کی اولاد قرآن کریم کی تکمیل کرتی ہے۔

قرآن کریم پڑھنے کے بالخصوص حفظ اور با تجوید پڑھنے کے بہت زیادہ فضائل ہیں جو ان شاء اللہ کسی وقت قدرے تفصیل سے ذکر کروں گا، آج تکمیل قرآن کی بابرکت مجلس کے حوالے سے چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔

معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 647

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن کریم مکمل کرے (تو اس موقع پر) اس کی دعاء کو قبول کیا جاتا ہے۔

عَنْ ثَابِتٍ رحمہ اللہ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ أَهْلَهُ وَوَلَدَهُ فَدَعَا لَهُمْ

معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 674

ترجمہ: حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم کی تکمیل فرماتے تو اپنے گھر والوں کو جمع فرماتے پھر ان کے لیے دعاء فرماتے۔

عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ دَعَا أَمَّنَ عَلَى دُعَائِهِ أَرْبَعَةُ آلَافِ مَلَكٍ.

سنن دارمی، باب فی ختم القرآن، حدیث نمبر 3545

ترجمہ: حضرت حُمید اعرج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن کریم (مکمل) پڑھے اس کے بعد دعاء کرے تو اس کی دعاء پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔

نوٹ: آمین کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ اس دعاء کو قبول فرما۔

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ: مَنْ شَهِدَ الْقُرْآنَ حِينَ يُفْتَحُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ فَتْحاً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَنْ شَهِدَ خَتْمَهُ حِينَ يُخْتَمُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ الْغَنَائِمَ تُقْسَمُ۔

سنن دارمی، باب فی ختم القرآن، حدیث نمبر 3535

ترجمہ: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن کریم کی افتتاح کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ لشکر اسلام کی فتوحات کے وقت آیا اور جو شخص تکمیل قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ مال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ. قِيلَ: وَمَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ: صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ، وَمِنْ آخِرِهِ إِلَى أَوَّلِهِ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔

سنن دارمی، باب فی ختم القرآن، حدیث نمبر 3540

ترجمہ: حضرت زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: نیک اعمال میں سے کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حال مرتحل۔ سوال کرنے والے نے پوچھا حال مرتحل کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جو قرآن کریم کو اول سے شروع کرے یہاں تک کہ آخر قرآن تک پہنچ جائے تو پھر سے شروع کر دے، جب بھی سفر تلاوت ختم کرے پھر سے چل پڑے۔

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا وَافَقَ خَتْمُ الْقُرْآنِ أَوَّلَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَإِنْ وَافَقَ خَتْمُهُ آخِرَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُمْسِيَ، فَرُبَّمَا بَقِيَ عَلَى أَحَدِنَا الشَّيْءُ فَيُؤَخِّرُهُ حَتَّى يُمْسِيَ أَوْ يُصْبِحَ

سنن دارمی، حدیث نمبر 3812

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تکمیل قرآن شروع رات میں ہو تو فرشتے صبح تک قرآن کریم مکمل کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر تکمیل قرآن شروع دن میں ہو تو فرشتے شام تک قرآن کریم مکمل کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ.

مصنف ابن ابی شیبۃ، حدیث نمبر 30665

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تکمیل قرآن کریم کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: إِذَا خَتَمَ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ، قَبَّلَ الْمَلَكُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ.

المجالسۃ وجواہر العلم، رقم 395

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے جب کوئی شخص قرآن کریم

مکمل کرتا ہے تو فرشتہ اس کی پیشانی کا بوسہ لیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ تکمیل قرآن کریم کی مجلس انتہائی بابرکت ہے، اس میں اللہ کی رحمت برستی ہے، اس میں شرکت کریں، اپنے لیے اور تمام عالم اسلام کے لیے دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کو ہماری مغفرت کا ذریعہ بنائے اور ہمارے لیے جہنم سے آزادی کا فیصلہ فرمائیں۔

ایک اہم مسئلہ:

یہاں ایک مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ تراویح میں قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد بقیہ راتوں میں تراویح کو ہرگز نہ چھوڑیں۔ یہ دو الگ الگ سنتیں ہیں، تراویح میں قرآن کریم مکمل کرنا الگ سے سنت ہے اور پورا مہینہ تراویح پڑھنا الگ سے سنت ہے۔ اس لیے ایک سنت کی تکمیل پر دوسری سنت کے تارک نہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 7 جون، 2018ء

لیلۃ الجائزۃ ... چاند رات

اللہ تعالیٰ اس رات کو روزہ داروں کو انعام و اعزاز سے نوازتے ہیں، اس بابرکت رات میں مغفرت کے فیصلے ہوتے ہیں، اس لیے اس رات کو عبادت میں گزارنا چاہیے، دعاء و مناجات میں مشغول رہنا چاہیے، اپنی بخشش مانگنی چاہیے۔ اس لیے اسے کھیل تماشے اور بازاروں میں گھومنے، لغویات اور فضول کاموں میں برباد نہیں کرنا چاہیے۔ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ سارا مہینہ مزدوری کی جائے اور جب اجرت اور مزدوری لینے کا وقت آئے انسان اپنے مالک کی نافرمانیوں میں لگ جائے۔ گناہوں میں مبتلا ہو جائے۔ اپنی محنت کو ضائع کرنے والی بات ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا

سورۃ النحل، آیت نمبر 92

ترجمہ: اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو محنت سے سوت کاتے پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

یہ ایسی مبارک رات ہے اگر کوئی شخص اس میں اللہ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔

سنن ابن ماجہ، باب فیمن قام فی لیلتی العیدین، حدیث نمبر 1782

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نے دونوں عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کا یقین رکھتے ہوئے عبادت میں مشغول رہا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ، فَإِذَا كَانَتْ غَدَاةُ الْفِطْرِ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ فِي كُلِّ بِلَادٍ فَيَهْبِطُونَ الْأَرْضَ، فَيَقُومُونَ عَلَى أَفْوَاهِ السِّكَكِ، فَيُنَادُونَ بِصَوْتٍ يُسْمِعُ مَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ فَيَقُولُونَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اخْرُجُوا إِلَى رَبِّكُمْ رَبٍّ كَرِيمٍ يُعْطِي الْجَزِيلَ وَيَعْفُو عَنِ الذَّنْبِ الْعَظِيمِ فَإِذَا بَرَزُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِلْمَلَائِكَةِ مَا جَزَاءُ الْأَجِيرِ إِذَا عَمِلَ عَمَلَهُ؟ قَالَ فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ إِلَهَنَا وَسَيِّدَنَا جَزَاؤُهُ أَنْ تُوَفِّيَهُ أَجْرَهُ قَالَ فَيَقُولُ فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَلَائِكَتِي أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَهُمْ مِنْ صِيَامِهِمْ شَهْرَ رَمَضَانَ وَقِيَامِهِمْ رِضَايَ وَمَغْفِرَتِي وَ يَقُولُ: عِبَادِي سَلُونِي فَوَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ شَيْئًا فِي جَمْعِكُمْ لِآخِرَتِكُمْ إِلَّا أَعْطَيْتُكُمْ وَلَا لِدُنْيَاكُمْ إِلَّا نَظَرْتُ لَكُمْ وَعِزَّتِي لَأَسْتُرَنَّ عَلَيْكُمْ عَثَرَاتِكُمْ مَا رَاقَبْتُمُونِي وَعِزَّتِي لَا أُخْزِيكُمْ وَلَا أَفْضَحُكُمْ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِ الْأُخْدُودِ انْصَرِفُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ رَاضَيْتُمُونِي وَرَضِيتُ عَنْكُمْ فَتَفْرَحُ الْمَلَائِكَةُ وَتَسْتَبْشِرُ بِمَا أَعْطَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ إِذَا أَفْطَرُوا مِنْ رَمَضَانَ۔

فضائل الاوقات للبیہقی، حدیث نمبر 109

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے جس کا نام لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں یہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں، راستوں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے پکارتے ہیں جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنے پروردگار کی طرف اپنے رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے

بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔

پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔

تو اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا۔ دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔

میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کو چھپاتا رہوں گا۔ میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر لیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ اس امت کو جو عید کے دن اجر و ثواب ملتا ہے اسے دیکھ کر فرشتے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہوتی ہے اور ہم ان کاموں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں جو اللہ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ اس موقع پر میں دردمندانہ گزارش کروں گا اپنے ان نوجوان بھائیوں سے جو اس رات میں شیطان کا استقبال کرتے ہیں، اپنے کریم رب کا ناراض کر کے گناہوں میں خود کو مبتلا کر لیتے ہیں۔ موسیقی

اور ناچ گانا، اچھل کود، فضول خرچی، نظر بازی اللہ معاف فرمائے شراب نوشی اور زنا تک سب کچھ اس رات میں کر ڈالتے ہیں۔ کتنے ہی ایسے نوجوان ہوتے ہیں جو پورا مہینہ یا کم از کم آخری عشرہ میں اعتکاف جیسی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں لیکن باہر نکلتے ہیں عید کی تیاری کے عنوان سے اپنی داڑھی منڈا ڈالتے ہیں۔

اسی طرح میں اپنی بہنوں سے بھی عرض کروں گا کہ خدا کے لیے سارا مہینہ عبادات میں مصروف رہ کر تم نے جتنی نیکیاں کی ہیں ان کی اجرت لینے کا وقت ہے، بازاروں میں جا کر چوڑیاں چڑھانے، مہندی لگوانے، بیوٹی پارلر پر فیشن کے نام پر ناجائز اور حرام کاموں سے بچیں، بازاروں کی رونق بننے سے خود کو بچائیں۔

ایسے موقعوں پر اپنے اپنے گھروں میں رہیں، والدین، بہن بھائی اور بیوی بچوں سے اچھی اچھی باتیں کریں، کسی غریب، بے آسرا، یتیم، مسکین اور لاوارث بچوں کے بارے میں صدقہ و خیرات کا اہتمام کریں۔ عید کی تیاری کریں۔ اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے اچھے سے اچھا کھانا بنائیں، ڈشیں تیار کریں۔ اور اللہ کا شکر ادا کریں جس نے خوشی کے لمحات نصیب فرمائے۔ فوت شدگان کے بارے ایصال ثواب کریں، ان کا تذکرہ خیر کریں اور ان کے لیے دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 14 جون، 2018ء

عالم بنیں اور عالم بنائیں!

اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے خیر کا ارادہ فرمائیں، اسے دین میں سمجھ عطا فرماتے ہیں اور دین؛ پڑھنے سیکھنے اور سمجھنے سے آتا ہے۔ مدارس اسلامیہ کا نیا تعلیمی سال شروع ہونے والا ہے: طلباء سروں پر پگڑیاں اور ٹوپیاں، چہروں پر داڑھیاں، مسنون لباس، اسلامی وضع قطع، واجبی سے زادراہ اٹھائے ہوئے علم دین کی طلب میں گھروں کو خیر باد کہہ کر، والدین، بہن بھائیوں، دوستوں اور عزیز واقارب کو چھوڑ کر جوق در جوق دینی اداروں کا رخ کر رہے ہیں۔

یہ ایک مقدس مقصد کے حصول کے لیے جمع ہو رہے ہیں، جس کی بدولت ہی دنیا میں ظلم خاتمہ اور امن کا قیام ممکن ہے، جہالت کی تاریکی کا خاتمہ اور شعور و آگہی کی شمعیں روشن ہو سکتی ہیں، حیوانیت کا خاتمہ اورانسانیت کی قدریں محفوظ رہ سکتی ہیں، تنزلی کا خاتمہ اور ترقی کے زینے طے کیے جاسکتے ہیں اور دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے حفاظت اورابدی کامیابیاں نصیب ہو سکتی ہیں۔

یہ طبقہ شکوہ ظلمت شب کے بجائے اپنے حصے کے چراغ جلانے میں مصروف عمل ہے بلکہ یہاں تو چراغ سے چراغ جل رہا ہے، جہالت کی تاریکیاں کافور ہو رہی ہیں، انسانیت میں شعور آدمیت پیدا ہو رہا ہے، احساس بندگی کا جذبہ بڑھ رہا ہے، ادب اور اطاعت شعاری کی روایت زندہ ہو رہی ہے، دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کو سنوارنے کی فکر پروان پا رہی ہے۔

دنیا والے بھلے ان کو طنز کے نشتر چبھوتے رہیں: قدامت پسند، دقیانوس، شدت پسند، جہالت کی فیکٹریوں کی پیداوار جیسے بدبودار القابات سے دل کی بھڑاس نکالتے رہیں انہیں اس بات کا کوئی غم نہیں، یہ ان باتوں سے مایوس ہو کر دین کا دامن

نہیں چھوڑتے کیوں کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملنی والی خوشخبریاں کافی ہیں۔

اس بارے متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ موجود ہیں جن میں علم اور اہل علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ چند احادیث پیش خدمت ہیں جن کو پڑھ کر اہل علم کے مقام و مرتبے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ طبقہ اللہ کے ہاں اور اس کے رسول کی نگاہ میں کس قدر عظمت والا ہے، اللہ ہمیں بھی انہی اہل حق علماء کرام سے جوڑے رکھے اور ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔

صحیح بخاری، باب من یرد اللہ بہ خیرا، حدیث نمبر 71

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔

جامع ترمذی، باب فضل طلب العلم، حدیث نمبر 2570

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو طالب علم؛ علم حاصل کرنے کے راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ، وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، حَتَّى

الْحِيتَانِ فِي الْبَحْرِ

سنن ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، حدیث نمبر 239

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: علماء کے لیے زمین و آسمان کی ہر شے یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی اللہ سے مغفرت طلب کرتی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: مَجَالِسُ الْعِلْمِ.

معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 11158

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو ان سے خوب نفع حاصل کرو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کی مجالس۔

عَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ، عَلَيْكَ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ، وَاسْتَمِعْ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ، فَإِنَّ اللهَ يُحْيِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْاَرْضَ الْمَيِّتَةَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ.

معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 7810

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو فرمایا: بیٹے! علماء کے پاس لازمی بیٹھنا اور حکمت والوں کی باتوں کو غور سے سننا کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو حکمت کے نور سے زندہ فرماتا ہے جس طرح کہ وہ مردہ زمین کو زوردار بارش سے زندگی بخشتا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، فَإِنَّ تَعْلِيمَهُ لِلّٰهِ خَشْيَةٌ وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيحٌ وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ، وَتَعْلِيمَهُ لِمَنْ لَا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ، لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَمَنَارُ سُبُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَهُوَ الْأُنْسُ فِي الْوَحْشَةِ وَالصَّاحِبُ فِي الْغُرْبَةِ وَالْمُحَدِّثُ فِي الْخَلْوَةِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، وَالسِّلَاحُ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَالزَّيْنُ عِنْدَ الْأَخِلَّاءِ، يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهِ أَقْوَامًا فَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً وَأَئِمَّةً يُقْتَصُّ آثَارُهُمْ، وَيُقْتَدَى بِأَفْعَالِهِمْ وَيُنْتَهَى إِلَى رَأْيِهِمْ، تَرْغَبُ الْمَلَائِكَةُ فِي خُلَّتِهِمْ وَبِأَجْنِحَتِهَا تَمْسَحُهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَحِيتَانُ الْبَحْرِ وَهَوَامُّهُ وَسِبَاعُ الْبَرِّ وَأَنْعَامُهُ، لِأَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقُلُوبِ مِنَ الْجَهْلِ وَمَصَابِيحُ الْأَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ يَبْلُغُ الْعَبْدُ بِالْعِلْمِ مَنَازِلَ الْأَخْيَارِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالتَّفَكُّرُ فِيهِ يَعْدِلُ الصِّيَامَ وَمُدَارَسَتُهُ تَعْدِلُ الْقِيَامَ بِهِ تُوصَلُ الْأَرْحَامُ وَبِهِ يُعْرَفُ الْحَلَالُ مِنَ الْحَرَامِ وَهُوَ إِمَامٌ وَالْعَمَلُ تَابِعُهُ يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءُ وَيُحْرَمُهُ الْأَشْقِيَاءُ۔

جامع بیان العلم وفضلہ، باب جامع فی فضل العلم، حدیث نمبر 268

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دین کا) علم سیکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ (کو راضی کرنے) کے لیے علم سیکھنا خشیت (اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے ڈرنا) ہے، اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنا عبادت (اللہ کی بندگی) ہے، اس (علم) کی ایک دوسرے کو یاددہانی کرانا یعنی پڑھنا پڑھانا تسبیح (اللہ کی پاکی بیان کرنا) ہے، اس کے مسائل میں سیکھنے کی غرض سے سوال و جواب کرنا جہاد (جیسی عظیم الشان عبادت کے ثواب کے برابر) ہے، ناواقف شخص کو سکھانا صدقہ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) ہے، اس کی اہلیت رکھنے والوں کو بتانا باعث ثواب ہے۔ اس لیے کہ اسی کے ذریعے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے۔ علم والے اہل

جنت کے راستوں کے چراغ ہیں، یہ علم وحشت کے وقت اس کا دل بہلانے والا ہے اور تنہائی کے وقت کا ساتھی ہے اور اکیلے پن میں (گویا اس سے) باتیں کرنے والا ہے، خوشی اور غمی میں ثابت قدم رکھنے والا ہے اور دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے، اور دوستوں میں مل بیٹھنے کے وقت زینت کا باعث ہے۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ قوموں کو عروج دیتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ (ان اہل علم کو) بھلائی کے بارے میں لوگوں کا راہنما بناتے ہیں، اور ایسا امام بناتے ہیں جن کے نقش قدم پر چلا جاتا ہے، اور ان کے افعال کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کی آراء سے لوگوں کے مسائل ختم ہوتے ہیں، فرشتے ان (اہل علم) سے دوستی کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں، اورازراہ محبت فرشتے اپنے پروں سے انہیں چھوتے ہیں، ہر خشک و تر چیز یہاں تک کہ سمندر کی (لاتعداد) مچھلیاں اور پانی میں رہنے والی مخلوقات، خشکی میں بسنے والے جانور اور حشرات الارض اللہ سے ان (اہل علم) کے لیے مغفرت کی طلب گار ہوتے ہیں، یہ سب کچھ اس لیے کہ علم جہالت کی موت سے دلوں کو زندگی عطا کرتا ہے اور ظلم و ناانصافی سے بچنے اور رکنے کے لیے آنکھوں کی بینائی کی طرح ہے اور بندہ اسی علم کی وجہ سے نیک لوگوں کے مقام و مرتبہ تک پہنچتا ہے، دنیا و آخرت میں بلند درجات پاتا ہے، اس علم میں غور و فکر کرنا روزہ رکھنے کے (ثواب کے) برابر ہے اوراس کی درس و تدریس کرنا رات بھر کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے، اسی علم کی وجہ سے صلہ رحمی کی جاتی ہے، اسی کے ذریعے حلال و حرام کی پہچان کی جاتی ہے، یہی علم امام ہے اور عمل اس کا مقتدی ہے، خوش نصیب لوگوں کے حصے میں آتا ہے اور بدبختوں کو نہیں ملتا۔

علم سے متعلق فضائل اور کمالات حاصل کرنے کے لیے خود عالم بنیں، اپنی اولادوں کو عالم بنائیں۔ بچیوں کو نظر انداز کرنا اور انہی دینی تعلیم سے محروم کرنا بہت بڑی معاشرتی ناانصافی ہے۔ دینی مدارس میں جہاں دینی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے وہاں

پر عصری علوم بھی پڑھانے کا انتظام ہوتا ہے۔

الحمدللہ! مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مرکز اصلاح النساء سرگودھا میں تمام شعبہ جات میں نئے تعلیمی سال کے داخلے جاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کی صف میں شامل فرما کر احکام شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم سلنگور، ملائیشیا

جمعرات، 28 جون، 2018ء

الیکشن 2018ء... امیدوار کیسا ہو؟ کیا کرے؟

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی ہر طرح سے حفاظت فرمائے، ان شاء اللہ العزیز مورخہ 25 جولائی 2018ء کو پاکستان میں عام انتخابات ہونے جارہے ہیں، بحیثیت ایک پاکستانی شہری میری طرح ہر شخص کی خواہش ہے کہ انتخابات کا مرحلہ خیر وعافیت سے مکمل ہو اور وطن عزیز کو صادق و امین، نیک، صالح، منصف مزاج، رعایا پرور، اسلام اور وطن دوست حکمران میسر آئیں۔

آنے والے انتخابات میں ہم نے ذمہ دار شہری ہونے کا ثبوت مہیا کرنا ہے ہم نے اپنی جان سے پیارے ملک میں ایسے افراد کا انتخاب کرنا ہے جو ہماری ہمہ قسمی ضروریات و مشکلات سے بخوبی واقف ہوں اور ان کو حل کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں۔ ہماری نسلِ نو کو علم و کردار کی راہ پر لا بھی سکیں اور پروان بھی چڑھا سکیں۔ ہمارے تعلیمی نظام، اقتصادی نظام اور معاشی نظام کو مستحکم کر سکیں۔

زمینی حقائق اس پر شاہد ہیں کہ متذکرہ بالا اوصاف کا حامل وہ طبقہ جو لیاقت و استعداد اور قابلیت کے ساتھ ساتھ اخلاص و تقویٰ، فہم و ذکاء، بصیرت و فراست، قانون سازی، معاملہ فہمی اور اصول ہائے جہانبانی کو بروئے کار لا کر معاشرے میں امن وسکون، راحت وچین، سلامتی وو قار اور ترقی وخوشحالی لاسکتا ہے وہ؛ وہ طبقہ ہے جو محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا شناور ہو۔ جو آفاقی قوانین، سماوی اصول و قواعد سے واقف ہو، جو عدل و انصاف کو معاشرے کی اہم ضرورت سمجھتا ہو اور عملاً اس کا نفاذ بھی کر سکتا ہو، جو آئین اور قضاء کا بخوبی علم رکھتا ہو، جو تعزیرات اسلامیہ اور ملکی قوانین کو جانتا بھی اور اس کا دفاع بھی کر سکتا ہو۔

اس لیے اپنے حلقوں میں نامزد ہونے والے امیدواروں کی خوب پہچان

کیجیے، ایسے پر آشوب حالات میں جب استعماری قوتیں، لادین طاقتیں، غیر مسلم لابیاں اور دین دشمن طبقات کے شر انگیز شرارے ہمارے اعتقادات، ہمارے کلچر، ہماری تہذیب، ہماری ثقافت، ہماری طرزِ معاشرت یہاں تک کہ ہماری پہچان کو جلا کر بھسم کرنے پر تلے ہوں۔

ہماری ملکی وقومی دینی وایمانی غیرت اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم اپنے اس انتخابی عمل میں ان لوگوں کو منتخب کریں جو تدبر وسیاست کے میدان میں ہمارے موجودہ اور آنے والے مشکلات وخطرات کو بالکل ختم نہ سہی کم تو ضرور کر سکیں۔

چونکہ ان دنوں تمام سیاسی جماعتیں اور ہر امیدوار الیکشن مہم چلا رہا ہے، اس لیے بطور خاص چند گزارشات ان کی خدمت میں عرض کرنی ہیں۔

1: ہر کام اللہ کو راضی کرنے کے لیے کریں۔

2: نام ونمود اور شہرت کے حصول سے بچیں۔

3: صرف عوام سے ووٹ لینے کے لیے جھوٹ نہ بولیں۔

4: اپنے حلقے کے دوسرے امیدوار پر تہمتیں نہ لگائیں۔

5: گالم گلوچ، بدزبانی، دوسرے کو برے القاب سے پکارنا، غیبت، الزام تراشی اور بہتان طرازی جیسے کبیرہ گناہوں سے بچیں۔

6: اپنی مہم کو غیر شرعی کاموں ناچ گانا، موسیقی، ڈانس سے دور رکھیں۔

7: اپنے کارکنوں کو صبر وتحمل اور ملکی سالمیت واستحکام کا عملی سبق دیں۔

8: اسلام اور آئین پاکستان کی حدود میں رہ کر الیکشن مہم چلائیں۔

9: خدمت خلق اسلامی اور انسانی فریضہ ہے، اسے صرف الیکشن میں کامیاب ہونے تک محدود نہ رکھیں بلکہ ساری زندگی کا اصول بنالیں۔

10: الیکشن مہم کے دوران فرائض واجبات خصوصاً نماز وغیرہ کو قطعاً نہ چھوڑیں۔

11: پیار و محبت کی فضاء عام کریں، یہ نہ ہو کہ ہماری اس مہم میں رشتہ داری، محلہ داری، برادری، تعلق داری اور رواداری سب ہی داؤ پر لگ جائے۔

12: ووٹ آزاد جمہوری عمل ہے، اس میں اپنے منصب اور شخصیت سے کسی کو خوف زدہ نہ کریں اور کسی کو بھی مجبور نہ کریں۔

13: اس موقع پر لوگوں سے قرآن پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں نہ لیں۔

14: کسی طرح کی بلیک میلنگ نہ کریں۔

15: کامیاب ہونے کے بعد اللہ کا شکر ادا کریں اور عوام سے کیے گئے وعدے پورے کریں۔

عوام کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں، سودا بازی نہ کریں، یاد رکھیے! اگر ایک شخص نے بھی اپنی شرعی شہادت کا صحیح استعمال نہ کیا اور کرپٹ قسم کے نااہل بے دین لوگوں کو لالچ یا دھونس دھمکی سے ڈر کر غلط ووٹ کاسٹ کیا تو ہماری آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی اور ہم پھر ایک طویل عرصے تک پر سکون، پر امن اور ترقی یافتہ معاشرے سے کوسوں میل پیچھے جا کھڑے ہوں گے۔ بعد میں حسرت وافسوس سے ہاتھ ملتے رہیں گے اور ندامت و ناامیدی کی اس زندگی کا ایک ایک سانس ہم سے شکوہ کناں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے اور انتخابات میں محب وطن، صادق اور امین حکمران نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 5 جولائی، 2018ء

امیدواروں سے وابستہ امیدیں

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو متبع اسلام اور محب وطن حکمران عطا فرمائے یہ ملک اسلام کی نظریاتی بنیادوں پر قائم ہوا ہے اس لیے تمام اہلیان پاکستان کی مشترکہ دو ضرورتیں ہیں، اسلام اور پاکستان۔ عام انتخابات میں ووٹ دیتے وقت ان کو ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے۔

کوشش کریں کہ صحیح العقیدہ محب وطن عالم دین کو ووٹ دیں اور اگر آپ کے حلقے میں ایسا امیدوار موجود نہ ہو تو پھر محب وطن شخص کا انتخاب کریں، اس کے لیے ملکی اداروں کے رجحان کو ترجیح دیں۔ آپ کے پاس آپ کے حلقہ کے امیدوار تشریف لائیں گے تو ان کے سامنے درج ذیل "حلفیہ عہد نامہ" پر دستخط کرائیں اور آخر میں دو گواہوں کے دستخط بھی لے لیں۔

امیدواروں سے یہ بھی التماس ہے کہ ان شرائط کو تسلی سے اچھی طرح پڑھ کر دستخط کریں اور اسلام کے "ایفائے عہد" کے حکم کو ذہن نشین رکھیں۔

نوٹ: دوسرے صفحہ پر حلفیہ عہد نامہ دیا جارہا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے اور انتخابات میں محب وطن، صادق اور امین حکمران نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 12 جولائی، 2018ء

حلفیہ عہد نامہ:

میں مسمیٰ.......................... بن........................ امیدوار حلقہ............................ اس بات کا حلفیہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر...... میں انتخابات میں کامیاب ہوا تو

1: دستور پاکستان کے مطابق ملک میں نفاذ اسلام کی پوری کوشش کروں گا۔

2: اسلامی عقائد اور تہذیب کی حفاظت کے لیے آئینی و سیاسی جدوجہد کروں گا

3: ختم نبوت، صحابہ و اہل بیت اور اسلام کی مقتدر شخصیات کی ناموس کے لیے اپنا کردار ادا کروں گا۔

4: آئین پاکستان کے مطابق خلاف اسلام کسی قانون کی حمایت نہیں کروں گا۔

5: پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست کے سانچے میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔

6: کرپٹ، لٹیرے اور ظالم سیاستدان طبقے کی قطعاً حمایت نہیں کروں گا۔

7: ملکی اداروں سے ٹکراؤ کی پالیسی ہرگز نہیں اپناؤں گا۔

8: ملک کی اقتصادی ترقی کے منصوبوں کو مزید فروغ دوں گا، اس میں حائل رکاوٹوں کے خلاف عملی جدوجہد کروں گا۔

9: تمام معاشرتی ضروریات (انصاف، تعلیم، صحت اور بہتر روزگار) کے لیے اقدامات کروں گا۔

10: خصوصاً اپنے حلقے کو پرامن، خوشحال اور ترقی یافتہ بنانے میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کروں گا۔

دستخط امیدوار:..

دستخط گواہان: 1:..

2:..

الیکشن 2018ء......ووٹ کی اہمیت اور حیثیت

اللہ تعالیٰ ہمارے خالق بھی ہیں اور حاکم بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ۔

سورۃ الاعراف، آیت نمبر 54

ترجمہ: خبر دار (اس بات کو اچھی طرح سمجھو) کہ اسی اللہ ہی کے لیے ہے پیدا کرنا اور حکم چلانا۔

اللہ رب العزت نے عادلانہ احکام کو نافذ کرنے کے لیے حکمران اور امیر کو نائب اور خلیفہ بنایا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ

سورۃ النمل، آیت نمبر 62

ترجمہ: وہ اللہ تمہیں روئے زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔

اسلام کا اصل حسن نظامِ خلافت میں ہے، تاریخ شاہد ہے کہ جب تک اسلامی خلافت موجود رہی مسلمانوں کی شان و شوکت باقی رہی لیکن اس کے بعد عالمی سطح پر جب اسلامی دنیا میں بھی نظام جمہوریت رائج ہوا تو اس مسلط شدہ نظام کے وہ زاویے جو اسلامی نظام سے متصادم تھے ان کو اسلامی دھارے میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی۔ اسی مقصد کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس الگ آزاد خطے کو حاصل کرنے کا اصل مقصد اسلام کا احیاء تھا جس کا تذکرہ بانیان پاکستان نے کھلے لفظوں میں کیا۔

حصول وطن کے دو سال بعد 7 مارچ 1949ء کو وزیر اعظم پاکستان نواب زادہ لیاقت علی خان نے قرارداد مقاصد پیش کی۔ جس میں بنیادی طور پر یہ بات سامنے لائی گئی کہ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے

اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔ لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد اور خود مختار مملکت پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

”جس کی رو سے مملکت تمام حقوق و اختیاراتِ حکمرانی، عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت و حریت، مساوات و رواداری اور سماجی عدل کو، جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔“

غور فرمایئے کہ مملکت تمام حقوق و اختیاراتِ حکمرانی عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے۔ جمہوری ممالک کی طرح ہمارے ملک پاکستان میں عوام اپنے نمائندے خود منتخب کرتے ہیں اسی عمل کا نام الیکشن ہے۔ اور الیکشن کا تمام دارومدار ووٹ پر ہوتا ہے۔ اس لیے ووٹ کی اہمیت کے پیش نظر اس کی حیثیت کو جاننا بے حد ضروری ہے۔

ووٹ کیا ہے؟:

ووٹ انگریزی زبان کا لفظ ہے عربی میں انتخاب جبکہ اردو میں نمائندہ چننا اور حق رائے دہی کے استعمال کو کہتے ہیں۔ جمہوری ممالک میں پارلیمنٹ اسمبلی، کونسل، بلدیہ یا اس جیسے اداروں کے لیے عوام کے ذریعہ نمائندہ چننے کا عمل ووٹ پر منحصر ہوتا ہے۔

ووٹ کی شرعی حیثیت......شہادت:

ووٹ دینے والا حق رائے دہی کے استعمال کے وقت امیدوار کے بارے یہ گواہی دیتا ہے کہ میں جس امیدوار کو ووٹ دے رہا ہوں یہ اس عہدہ اور منصب کے

زیادہ لائق ہے جس مقصد کے لیے میں اسے ووٹ دے رہا ہوں وہ اس حوالے سے محنتی اور دیانت دار ہے۔ اس حوالے سے شریعت کی یہ تعلیمات ذہن میں رکھیں۔

1: شہادت (گواہی) دینے کے وقت انکار نہ کیا جائے

2: شہادت (گواہی) کو چھپایا نہ جائے۔

3: عدل وانصاف کے لیے گواہی دینی چاہیے خواہ وہ اپنے، والدین یا قریبی عزیز واقارب کے خلاف بھی ہو۔

4: جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 282

ترجمہ: جب گواہوں سے گواہی مانگی جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 283

ترجمہ: گواہی کو مت چھپاؤ اور جس نے گواہی کو چھپایا تو یقیناً اس کا دل گناہ گار ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ۔

سورۃ النساء، آیت نمبر 135

ترجمہ: اے ایمان والو! تم انصاف قائم کرنے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو۔ اگرچہ (وہ گواہی) خود اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟ ثَلاَثًا، قَالُوا: بَلَى يَا

رَسُولَ اللّٰہِ، قَالَ: اَلإِشْرَاكُ بِاللّٰہِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ۔ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ- أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ»، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ

صحیح بخاری، باب ما قیل فی شھادۃ الزور، حدیث نمبر 2654

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ ٔ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ! ضرور فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک سے اٹھ کر بیٹھ گئے؛ حالانکہ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور فرمایا اچھی طرح سنو! جھوٹی بات (یعنی جھوٹی گواہی دینا)۔ اس آخری جملہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دہراتے رہے؛ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو خیال ہوا کاش آپ خاموش ہو جاتے!

اس لیے جب کسی کے حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، یا کسی اہل شخص کی جگہ نااہل کے تسلط کا خطرہ ہو، گواہ کو گواہی کے لیے طلب کیا جائے اور وہ گواہی نہ دے یا جھوٹی گواہی دے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور معاشرتی فساد کا سبب بھی ہے۔

دوسری بات یہ سمجھیں کہ شریعت میں خود کو عوامی نمائندہ کے طور پر پیش کرنا جائز ہے بلکہ بسا اوقات ضروری ہے۔ وگرنہ غیر اہل شخص اگر اس منصب پر آ جائے تو ظلم وناانصافی پھیلتی ہے عدل وانصاف پروان نہیں پاتا۔ باقی وہ لوگ جو محض شہرت کے دلدادہ ہوں یا عدل وانصاف کو قائم کرنے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں ان کا بطور عوامی نمائندہ خود کو پیش کرنا جائز نہیں بلکہ اخلاقی ومعاشرتی جرم ہے۔

اس لیے میری تمام اہلیان پاکستان سے عموماً اور اپنے متعلقین سے خصوصاً یہ درخواست ہے کہ آنے والے انتخابات میں دو باتوں کو بطور خاص ملحوظ رکھیں۔ اگر

آپ کے حلقے میں کوئی صحیح العقیدہ عالم دین امیدوار ہے تو اس کا بھرپور ساتھ دیں اگر صحیح العقیدہ عالم دین موجود نہ ہو تو ایسے شخص کا انتخاب کریں جو اسلام اور پاکستان کا صحیح معنوں میں وفادار ہو۔ اسلامی احکامات وروایات اور آئین پاکستان کو دل وجان سے تسلیم کرتا ہو، علاقے میں عوام کے دکھ سکھ میں شریک ہونے والا ہو اور لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔

گزشتہ جمعرات ہم نے ایک حلفیہ عہد نامہ بھیجا تھا اس کے بارے میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ اپنے حلقے کے امیدواروں سے اس پر دستخط لیں تاکہ کل کو بطور یاددہانی ان سے بات کرنے میں آسانی ہو۔

میں اپنے متعلقین سے تاکید کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ کل کا خطبہ جمعہ ووٹ کی اہمیت پر دیں اور ملکی استحکام وسالمیت کے لیے دعائیں کروائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو اچھے نیک صالح صادق و امین محب وطن عوام دوست ہمدرد حکمران عطا فرمائے اور برے، ظالم، غدار وطن اور عوام دشمن لوگوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مسقط، سلطنت عمان

جمعرات، 19 جولائی، 2018ء

چاند گرہن... افراط و تفریط سے بچیں!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین عطا فرمایا ہے وہ افراط و تفریط سے پاک معتدل دین ہے۔ ماہرین فلکیات کی اطلاعات کے مطابق 27 جولائی 2018ء شام کو اس صدی کا طویل ترین چاند گرہن ہو گا۔ اس موقع پر ہمارے سادہ لوح مسلمان دو طرح کے طبقات میں خود کو تقسیم کر لیتے ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس جیسی نشانیوں کو محض سائنس کی کرشمہ سازی سمجھتا ہے جبکہ دوسرا جاہلانہ اوہام و خیالات کا شکار ہو ضعف اعتقادی (حاملہ عورت چھری، چاقو یا تیز دھار آلہ استعمال نہ کرے ورنہ پیٹ میں موجود بچہ یا بچی کے ہونٹ کٹ جائیں گے۔ وغیرہ) میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

دین اسلام مذکورہ بالا دونوں طبقات کے افراط و تفریط پر مبنی نظریات کو بڑی شدومد سے مسترد کرتا ہے اور ایسی معتدل تعلیم دیتا ہے جو انسان کے عقل و شعور، فکر و نظر اور قلبی کیفیات کو حقیقت کی طرف لے جاتی ہے چنانچہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ....فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لاَ يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا، وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا. ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

صحیح بخاری، باب صدقہ فی الکسوف، حدیث نمبر 1044

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے لوگوں کو نماز (خسوف) پڑھائی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ جس میں اللہ کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں وہ کسی کی موت یا زندگی سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے امت محمد! دیکھو اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں اس کو بڑی غیرت آتی ہے اگر اس کا بندہ یا بندی زنا کرے۔ اے امت محمد! اگر تم وہ بات جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسے اور زیادہ روتے۔

حدیث مبارک میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فکر و شعور اور اعتقادات کو صحیح رخ کی طرف موڑتے ہوئے سمجھایا کہ سورج اور چاند گرہن کو محض سائنس کی کرشمہ سازی نہ سمجھو اور نہ ہی اسے تغیرات زمانہ کی طرف منسوب کرو بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یعنی وہ اپنی قدرت کے اظہار کے لیے انہیں رونما فرماتا ہے۔ فکری تربیت اور اعتقادات کا ضعف دور کرنے کے بعد پھر تین اہم کاموں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے: نماز، دعا اور صدقہ۔

نماز میں اللہ سے مناجات ہوتی ہے مشکل وقت میں نماز کے ذریعے نصرت خداوندی کو طلب کیا جاتا ہے، اہم العبادات ہے قربت الٰہی کا سب سے اہم اور عام ذریعہ ہے جبکہ دعا عبادت کا مغز اور نچوڑ ہے اللہ کی رحمت کو متوجہ کرتی ہے۔ اسی طرح صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، حادثاتی مصائب کو دور کرتا ہے۔ حدیث کے آخر میں زنا جیسے کبیرہ گناہ سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اس موقع پر زنا کو ذکر کرنے کی مناسبت یہ نظر آتی ہے کہ لوگوں کو نماز، دعا اور صدقہ جیسے نیک اعمال کرنے کا حکم دیا تو ساتھ میں زنا جیسے کبیرہ گناہ سے رکنے کو بھی

کہا کیونکہ زنا ایک کبیرہ گناہ ہے جو مصائب کے نزول کا سبب ہے۔

باقی معاشرتی طور پر بھی زنا ہر قوم میں قبیح اور برا سمجھا جاتا ہے یہ محض انفرادی نوعیت کا گناہ نہیں بلکہ اجتماعی نوعیت کا سنگین جرم ہے جس سے غیرت کا جنازہ نکلتا ہے اور کبھی اسی کی وجہ سے غیرت کے نام پر جنازے اٹھتے ہیں نسب اور میراث کے احکام میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے انسانی نظام تباہ ہوتا ہے اور فطرت خداوندی کے اصول پاش پاش ہوتے ہیں۔

مزید یہ کہ اس موقع پر ایسے گناہ کا ذکر کرنا اس وجہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اتنے بڑے حادثات دیکھ کر انسانوں کے دلوں میں خوف پیدا ہوتا ہے اس خوف کو صحیح سمت کی ضرورت ہوتی ہے اور خوف کی صحیح سمت یہ ہے کہ انسان میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور ایسے گناہ جو اس کے عذاب کا ذریعہ بنتے ہیں ان سے توبہ کی جائے۔

اس لیے اعتقادی اور فکری طور پر افراط و تفریط سے بچ کر معتدل نظریہ اپنائیں۔ نماز، دعا اور صدقہ کا اہتمام کریں اور تمام گناہوں سے اللہ کے حضور سچی توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

مسقط، سلطنت عمان

جمعرات، 26 جولائی، 2018ء

انتخابات کے بعد کیا کریں؟

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عام انتخابات کا مرحلہ بخیر و خوبی مکمل ہو چکا ہے، اس موقع پر ملک کے جن حصوں میں ناخوشگوار واقعات پیش آئے بالخصوص کوئٹہ کا سانحہ جس میں 130 کے قریب افراد لقمہ اجل بن گئے اس پر تمام اہل وطن دکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جاں بحق ہونے والے تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے، زخمیوں کو مکمل صحت یاب فرمائے اور ملک کو سالمیت و استحکام نصیب فرمائے۔

جب سے عام انتخابات کا اعلان ہوا تھا اس وقت سے آج دن تک عوام و خواص مسلسل سیاسی تجزیوں میں مصروف عمل ہیں۔ الیکشن والے دن سے آج دن تک لوگوں کی توجہات کا مرکز ملک میں سیاسی اتھل پتھل بنی ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے ذہن کے مطابق سوچ رہا ہے اور مسلسل بول بھی رہا ہے، اس موقع پر پہلے بھی چند باتیں عرض کی تھیں کہ اب کچھ مزید عرض کی جاتی ہیں۔ اس وقت مجموعی طور پر تین طرح کے طبقات ہمارے سامنے موجود ہیں: جیتنے والا، ہارنے والا اور عوام

جیتنے والے کیا کریں؟

1. اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔
2. عوام کا شکریہ ادا کریں۔
3. آپ کے کندھوں پر بہت بڑی عوامی ذمہ داری آن پڑی ہے اس کو احسن طریقے سے نبھانے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔
4. ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات کو مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔
5. اقرباء پروری کے بجائے میرٹ کی بنیاد پر فیصلے کریں۔
6. علاقے کے لوگوں کی ضروریات کو پورا کریں۔

7. جن لوگوں کے بارے میں آپ کو یقین بھی ہو کہ انہوں نے آپ کو ووٹ نہیں دیا تھا ان کے کام بھی کریں۔
8. منصب اور عہدے کی وجہ سے کسی پر دباؤ نہ ڈالیں۔
9. قومی خزانہ آپ کے پاس عوامی امانت ہے اسے ذاتی استعمال میں خرچ نہ کریں۔
10. تعلیم، صحت اور روزگار کے منصوبوں کو ترجیحی بنیادوں پر پورا کریں۔
11. اسمبلی میں اپنے علاقے کی بہتری کے لیے موثر آواز بلند کریں۔
12. آپ کے مقابلے میں جو امیدوار تھے ان سے بہتر راہ و رسم رکھیں۔
13. اگر ان کی مشوروں کی ضرورت ہو تو دل بڑا رکھ کر ان سے مشورہ بھی کریں۔
14. ان کی ذات کو طعن و تشنیع کا شکار نہ بناتے رہیں۔
15. اللہ سے دعاء کریں کہ وہ آپ کو آئندہ بھی قوم کی خدمت کا موقع عطا فرمائے۔

ہارنے والے کیا کریں؟

1. آپ بھی اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ کے حق میں اسی میں خیر ہو گی۔
2. اپنے رویوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔
3. اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی فکر کریں۔
4. آئندہ انتخابات تک مکمل محنت کریں
5. عوام سے گلے شکوے نہ کریں۔
6. بے لوث ہو کر عوام کے خوشی و غمی میں برابر شریک ہوتے رہیں۔
7. عوامی سہولیات کا دروازہ بند نہ کریں۔
8. دوسرے فریق کو جیتنے پر مبارکباد پیش کریں۔
9. دوسرے فریق کو طعن و تشنیع کا شکار نہ بنائیں۔
10. اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ آپ کو آئندہ قوم کی خدمت کا موقع عطا فرمائے۔

عوام کیا کرے؟

1. انتخابات عوام کے سیاسی رجحان کے عکاس ہوتے ہیں، جیتنے والا اسے عوامی مینڈیٹ قرار دیتا ہے جو کہ واقعتاً اس کا حق ہے، اس حقیقت سے انکار نہ کریں۔
2. اس وجہ سے قومی، علاقائی، خاندانی یہاں تک کہ گھریلو رشتوں کو ختم نہ کریں۔
3. لڑائی جھگڑا کرنا اور قطع تعلقی کرنا شریعت میں حرام ہے، اس سے بچیں۔
4. پارٹی سے محبت اور وابستگی کی بنیادیں دو ہونی چاہییں: اسلام اور پاکستان۔ ان دونوں پر دیانت داری سے اپنی رائے قائم کریں اگر آپ کا قائم کردہ رجحان اسلام اور پاکستان کے حق میں بہتر ہے تو اسے برقرار رکھیں ورنہ دین وملت کے وسیع تر مفاد میں اسے تبدیل کریں۔
5. سیاسی تجزیہ کاری میں اپنے وقت کو برباد نہ کریں۔
6. ملکی اداروں اور افواج پاکستان کے خلاف نفرتیں نہ پھیلائیں۔
7. دنیا کے سامنے اسلام اور پاکستان مخالف قوتوں کو مزید قوت فراہم نہ کریں۔
8. سوشل میڈیا پر فضول بحثوں سے بچیں۔
9. دینی اور دنیاوی معاملات کو نظر انداز نہ کریں۔
10. آپ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور پاکستان کی حفاظت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام اور پاکستان کا خیر خواہ اور محافظ بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 2 اگست، 2018ء

قربانی فضائل و مسائل

اللہ تعالیٰ کے ہاں عید الاضحیٰ کے دن سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی کا ہے۔ قربانی کے دن قریب آ رہے ہیں اس لیے مختصر طور پر اس کے متعلقہ چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

نصاب اور صاحب نصاب:

قربانی کرنا ہر صاحب نصاب پر واجب ہے۔ اور نصاب کی تفصیل یہ ہے: جن جن چیزوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے انہی پر قربانی واجب ہوتی ہے لہٰذا جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی کرنا واجب ہے۔

جانور:

قربانی کے لیے بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، اونٹ (نر، مادہ) ذبح کیے جا سکتے ہیں جبکہ بھینس باجماع امت گائے کی قسم ہے۔ لہٰذا اس کی قربانی بھی کی جا سکتی ہے۔

ناجائز اعضاء:

قربانی کے جانور کے یہ سات اعضاء کھانا جائز نہیں: خون، مادہ جانور کی شرمگاہ، خصیتین، غدود، نر جانور کی پیشاب گاہ، مثانہ اور پِتّہ۔

جانور کی عمر:

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، بکری ایک سال کی، گائے بھینس دو سال کی، اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

شرکاء کی تعداد:

قربانی کا جانور اگر اونٹ، گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر جانور بکری یا بھیڑ ہو تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔

ایام قربانی:

قربانی کے تین دن ہیں 12،11،10 ذوالحجہ۔

جانور سے متعلق چند مسائل:

1: خصی جانور کی قربانی کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔

2: اگر جانور کے اکثر دانت ٹوٹے ہوئے ہوں کہ چارہ بھی نہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں، ہاں اگر چارہ کا سکتا ہو تو قربانی جائز ہے۔

3: جس جانور کے پیدائشی طور پر ایک یا دو کان نہ ہوں یا کان کا تیسرا حصہ یا اس سے زائد حصہ کٹا یا چیرا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں، ہاں اگر تیسرے سے کم کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

4: جانور کی دم اگر تہائی سے کم کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز ہے اگر تہائی یا اس سے زائد کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔

5: گائے یا بھینس وغیرہ کا ایک تھن خراب اور باقی تین ٹھیک ہوں تو قربانی جائز ہے اور اگر دو تھن خراب ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح بکری وغیرہ کا ایک تھن خراب ہو تو قربانی جائز نہیں۔

6: جانور اگر اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہاں اگر روشنی تہائی سے کم رہ جاتی ہے تو قربانی جائز ہے۔

قصاب اور ذبح کرنے والا:

ذبح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو، لہذا غیر مسلم کا ذبیحہ حرام ہے۔

عقیقے کا حصہ:

اگر کوئی آدمی عقیقہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں اپنا حصہ رکھ لے تو یہ جائز ہے۔

یہاں ہم نے چند مسائل لکھ دیے ہیں تفصیل قریبی علماء کرام سے معلوم کر لی جائیں۔

نوٹ: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں ہر سال کی طرح اس سال بھی اجتماعی قربانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ گائے فی حصہ 10000 ہے سرگودھا شہر اور مضافات میں گوشت گھر پہنچانے کا انتظام بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کے لیے تمام نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، فیصل آباد

جمعرات، 9 اگست، 2018ء

یوم عرفہ... فضائل، عمل اور تعیین

اللہ تعالیٰ کو عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ بہت محبوب ہے۔ عام دنوں کی نسبت اس دن کے روزے کا ثواب مسلسل دو سال کے روزوں کے برابر ہے۔ ایک حدیث مبارک میں عرفہ کے دن کا روزہ دو سالوں (گزشتہ اور آئندہ) کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن کا روزہ رکھنا ہزار دنوں کے روزوں کے برابر ہے جبکہ حدیث مبارک میں یوم عرفہ کو دس ہزار دنوں کے برابر بھی بتلایا گیا ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ قَالَ: كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْدِلُهُ بِصَوْمِ سَنَةٍ.

شرح معانی الآثار، باب صوم یوم عرفۃ، حدیث نمبر 3269

ترجمہ: حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے روزے کے بارے پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور اس دن کے روزے کو دو سال کے روزوں کے برابر شمار کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ، وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ.

صحیح مسلم، باب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر ویومی عرفۃ، حدیث نمبر 2716

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالی سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ

اس کے بعد والے سال اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ كَصِيَامِ أَلْفِ يَوْمٍ۔

شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج بالاجتہاد، حدیث نمبر 3486

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے دن کا روزہ (کا ثواب) ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ وَسَمْعُهُ وَبَصَرُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى عَرَفَةَ۔

شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج بالاجتہاد، حدیث نمبر 3490

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عرفہ کے دن اپنی زبان کی، اپنے کانوں کی اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے تو اس دن سے لے کر دوسرے سال عرفہ کے دن تک کے اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ يُقَالُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ بِكُلِّ يَوْمٍ أَلْفٌ، وَيَوْمُ عَرَفَةَ عَشْرَةُ آلَافِ يَوْمٍ۔

شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج بالاجتہاد، حدیث نمبر 3488

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حج کے دس دنوں میں سے ہر دن کو ہزار دنوں کے برابر جبکہ عرفہ کے دن کو دس ہزار دنوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔

یوم عرفہ کا وظیفہ:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج بالاجتہاد، حدیث نمبر 3489

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اس روز دعاء کا خاص مقام ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "خیر الدعاء دعاء یوم عرفۃ" یعنی: "سب سے بہترین دعاء عرفہ کے دن کی دعاء ہے

عرفہ کے دن اللہ تعالی کثرت سے لوگوں کو جہنم سے رہا کرتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ما من یوم أکثر من أن یعتق اللہ فیہ عبدا من النار من یوم عرفۃ" (صحیح مسلم / 1348)

یعنی: "عرفہ کے دن سے زیادہ اللہ تعالی کسی دن بندوں کو آزاد نہیں کرتا"

یوم عرفہ کون سا دن ہے؟:

یوم عرفہ نویں ذوالحجہ کو کہتے ہیں۔ دنیا بھر میں بسنے والے تمام ممالک کے مسلمانوں کے لیے اپنے اپنے ملک کے اعتبار سے نویں ذوالحجہ ہی "یوم عرفہ" ہے۔ یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ شریعت اسلامیہ میں یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور روزہ کے بارے اصول یہی ہے کہ اس کا تعلق رویت ہلال

یعنی چاند دیکھنے سے ہے اس لیے جیسے رمضان کے روزوں کے بارے تمام ممالک والے اپنے اپنے حساب سے روزہ رکھتے ہیں اس طرح یہاں بھی ہر ملک والے اپنے یہاں کی تاریخ سے نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھیں گے۔

یہ بات جو مشہور کی جارہی ہے کہ پوری دنیا میں یوم عرفہ کی تعیین کے لیے سعودی عرب کے حساب کا اعتبار کرنا ہی ضروری ہے ہر ہر ملک کا الگ الگ طور پر حساب کرنا درست نہیں۔ یہ غلط بات ہے۔

اصل میں اس کا دارو مدار ایک اور مسئلہ پر ہے وہ ہے اختلاف مطالع کا معتبر ہونا یا نہ ہونا۔ یعنی ایک ملک میں چاند کی رویت (دیکھنا) دیگر ممالک کے لئے کافی ہو گی یا نہیں۔ ملکی اعتبار سے اس میں اختلاف مطالع کو معتبر مانا جاتا ہے اس لیے ایک ملک میں چاند کی رویت دوسرے ملک کے لیے کافی نہیں بلکہ الگ الگ طور پر ہر ملک چاند کا حساب لگائے گا۔ اگر اختلاف مطالع کا ملکی سطح پر اعتبار نہ کیا جائے تو رمضان، روزہ، ایام بیض، عاشوراء (دسویں محرم الحرام) شب قدر، قربانی اور عیدین جیسے احکام شریعت پر عمل میں شدید ترین دشواری پیش آتی ہے۔ ان تمام مسائل کے حل کے لیے ملکی رویت ہلال کمیٹی پر اعتبار کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شریعت پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامع مسجد حق چاریار، اوکاڑہ

جمعرات، 16 اگست، 2018ء

گستاخانہ خاکے... ہم کیا کریں؟

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُس پر جو انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور عزت کا لحاظ نہیں کرتا کیونکہ انسانیت کو صحیح عقائد، معاشرتی طرز عمل، باہمی رواداری، آزادی، محبت اور امن کا درس انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص افضل الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا ہے۔

ہالینڈ کی اسلام مخالف جماعت فریڈم پارٹی کے سربراہ اور رکن پارلیمنٹ گیرٹ ولڈرز نے 10 نومبر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکوں کے مقابلے کا اعلان کیا ہے اور اطلاعات کے مطابق یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ گستاخانہ خاکوں کے اس مقابلے میں بذریعہ ای میل بھیجے جانے والے خاکے بھی شامل کیے جائیں گے اور یہ مقابلہ سوشل میڈیا پر براہ راست دکھایا جائے گا۔

گیرٹ ولڈرز وہ بدبخت ہے جس نے 2009 میں توہین آمیز فلم "فتنہ" بنائی تھی، یہ وہی بدفطرت شخص ہے جس نے پارلیمنٹ میں قرآن مجید کی ترسیل روکنے کا بل پیش کیا بلکہ مسلمانوں سے نصف قرآن پاک تلف کر دینے کا مطالبہ کرنے والا بھی یہی شخص تھا اور اسی نے ہالینڈ میں خواتین کے پردے پر پابندی کا بل بھی پیش کیا۔

خود ساختہ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے دنیا کے امن و امان کو برباد کرنے کی ایسی بھونڈی اور ناپاک کوشش ہے جو ہر مذہب کے عقل مند لوگوں کے نزدیک انتہائی قابل مذمت ہے۔

اس موقع پر دنیا بھر کے اہل اسلام کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا طرز عمل اور کون سی حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے اس حوالے سے اختصار کے ساتھ چند تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

1...سیاسی رہنما:

دنیا بھر کے تمام مسلم ممالک کے سیاسی رہنما انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر اس کے خلاف بھرپور اور موثر احتجاج ریکارڈ کرانا چاہیے۔ ہالینڈ سے سفارتی تعلقات بالکلیہ ختم کرنے چاہییں کیونکہ بین الاقوامی سطح پر سفارت کا شعبہ باہمی رواداری کے قیام کے لیے عمل میں لایا جاتا ہے لیکن جب کوئی ملک کسی دوسرے ملک کے باشندوں کی دشمنی اور ان کی دل آزاری پر اتر آئے اور باہمی رواداری کی دھجیاں بکھیرنے لگے تو دوسری جانب سے تعلقات کسی صورت برقرار نہیں رکھے جاسکتے۔

اسی طرح معاشی اور اقتصادی تعلقات کو بھی یکسر ختم کیا جائے، اقتصادی تعلقات کی بنیاد اس وقت ختم ہو جاتی ہے جب کوئی ملک دوسرے ملک سے دشمنی مول لے۔ ہالینڈ نے گستاخانہ خاکوں کے مقابلے کا انعقاد کر کے دنیا بھر کے تمام اسلامی ممالک سے اپنے تعلقات از خود خراب کیے ہیں جو کہ مسلمان کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم بھوکے پیاسے مر سکتے ہیں لیکن کسی ایسے ملک سے اقتصادی تعلقات کو کسی صورت قبول نہیں کر سکتے جو ملک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے بنائے اور عالمی سطح پر اس ناقابل معافی جرم کے مقابلے کا انعقاد کرائے۔

اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ تمام دنیا کے اسلامی ممالک کے سیاسی رہنما ہالینڈ سے سفارتی و اقتصادی تعلقات کو ختم کریں۔ قیام امن کے لیے قائم بین الاقوامی اداروں بالخصوص او آئی سی کے سامنے تشویش کا اظہار کریں اور مسئلے کی حساسیت پر انہیں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے مجبور کیا جائے۔

2...تاجر برادری:

تجارت بین الاقوامی سطح پر تعلقات کا مضبوط ترین ذریعہ ہے، اس لیے مسلم ممالک کی تاجر برادری اگر ہالینڈ کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرے۔ اس طرز

عمل سے ہالینڈ کے علاوہ دیگر ممالک کو بھی سبق ملے گا اور آئندہ کوئی ملک ایسی ناپاک جسارت نہیں کر سکے گا۔

اس حوالے سے میری مسلمان تاجر برادی سے گزارش ہے کہ ہماری شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمانی ہے کیا ہم ان کی خاطر اپنا عارضی منافع نہیں چھوڑ سکتے؟ مال کیا ہے ان کی خاطر تو جان تک کو قربان کیا جا سکتا ہے اس لیے آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہالینڈ کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں، اگر کوئی مسلمان تاجر ان کی مصنوعات سے اپنا کاروبار چلا رہا ہے تو اس کے متبادل انتظام کرے۔

3...عوام:

زبان خلق نقارہ خدا ہوتی ہے، عوام کا احتجاج سب سے موثر ہوتا ہے اور جب عوام اپنے ساتھ اپنے سیاسی رہنمائوں کو بھی احتجاج میں شریک کر لے تو اپنے مطالبات منوا لیتی ہے، اگر مسلمان عوام مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، ناانصافی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کر سکتی ہے سڑکوں پر نکل سکتی ہے تو کائنات کے سب سے بڑے ظلم گستاخانہ خاکوں کے بارے سڑکوں پر کیوں نہیں آسکتی؟

اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ عوام ہر سطح پر اپنا احتجاج ریکارڈ کرائے یہاں تک کہ ہالینڈ میں موجود مسلمان اپنے نبی کی عزت و ناموس کے لیے اور اپنے آزادی اظہار رائے کے حق کو پر امن طریقے سے حاصل کریں، اگر سیاسی معاملات میں ریلیاں، دھرنے اور احتجاج ہو سکتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر اس سے بڑھ کر ہو سکتے ہیں۔

4...میڈیا:

رائے عامہ کی ہمواری میں میڈیا کا کردار بنیادی ہوتا ہے، میڈیا چوتھا ستون ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لیے اپنی اپنی بساط اور اختیارات کے

مطابق اس کو استعمال میں لانا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ سوشل میڈیا سے وابستہ افراد سوشل میڈیا پر اپنی صدائے احتجاج بلند کریں اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے مالکان اس بارے مضبوط و موثر ترین لائحہ عمل کا اعلان کریں اور اس کے لیے عملی اقدامات بھی کریں۔ اخبارات میں خصوصی اشاعتوں کا اہتمام، ٹی وی پر خصوصی پروگرامز کا انعقاد کیا جائے۔

اس حوالے سے میری گزارش یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو لکھنے اور گفتگو کے لیے منتخب کیا جائے جو اسلام کی روح کو سمجھتے ہوں، معاملے کی حساسیت کا ادراک رکھتے ہوں اور اس کے حل کے لیے سنجیدہ اور موثر تجاویز پیش کر سکتے ہوں۔ فکری بے راہ روی کا شکار متجددین اور مستشرقین سے مرعوب نام نہاد دانشور قوم کی رہنمائی ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ الٹا معاملہ کو غلط رخ دیتے ہیں۔

5...علماء کرام:

مسلمان قوم اپنے مذہبی پیشواؤں کے حکم پر ہمیشہ لبیک کہتی ہے، یہ مسئلہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا۔ اس بارے سب سے زیادہ حق ان لوگوں کا ہے جو انبیاء کے وراث ہیں، نبی کے علم، عمل، تزکیہ اور منبر کے وارث ہیں۔

اس حوالے سے میری گزارش یہ ہے کہ خطبات جمعہ اور دیگر مذہبی اجتماعات میں عوام کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں اور قوت دلیل اور طاقت عشق سے اس فریضے کی ادائیگی ہوتی ہے۔

درس قرآن، درس حدیث، درس فقہ، عوامی اجتماعات، کانفرنسیں، سیمینارز، جلسے اور جلوسوں، ریلیوں اور دھرنوں، اخبارات اور ٹی وی پروگراموں میں علماء کرام اس معاملے کو ترجیحی بنیادوں پر اٹھائیں۔ پرامن طریقوں سے اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہر طبقے کو اس کا احساس دلائیں۔ کیونکہ دین کی بنیاد محبت رسول پر ہے اور یہ

نہ رہے تو خالی نقوش کسی کام کے نہیں رہتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عشق رسالت اور اتباع سنت کی توفیق نصیب فرمائے اور کثرت کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنے اور مقاصد بعثت نبوت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 23 اگست، 2018ء

ناموس رسالت کی حفاظت... مشترکہ ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی محسن انسانیت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف جہانِ دنیا ہی کے لیے رحمت نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت انسانیت کو وجود بخشا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت انسان کو عزت بخشی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہی دنیا میں امن کا قیام ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہی امت کی بقاء ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت آخرت کی کامیابی ملے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی بدولت گناہ گاروں کی بخشش ہو گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی روز محشر جام کوثر پلائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے جھنڈے تلے امان ملے گی۔

اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اہل اسلام کی عقیدت کا مرکز ہے، اس مرکز عقیدت پر حملہ مسلمانوں کے لیے اپنی جان پر حملے سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ دشمنانِ اسلام بالخصوص یورپی دنیا کی طرف سے آئے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین، بے حرمتی، بے ادبی اور گستاخی کا عمل بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

پاکستانی عوام نے بیک زبان ہو کر اپنے حکمرانوں سے اس کا مطالبہ کیا تھا کہ حکومت اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اٹھائے اور اس گھناؤنی سازش کو رکوانے میں اپنا کردار ادا کرے، حکومت پاکستان نے جہاں اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کیا ہے وہاں پر اپنی قوم کے ایمانی جذبات کی ترجمانی بھی ہے اور اس بارے میں جو جرات مندانہ قدم اٹھایا ہے ہم اس کی بھرپور تحسین کرتے ہیں، اس حوالے سے وزیراعظم پاکستان

کی جانب گستاخانہ خاکوں کا معاملہ او آئی سی، اسلامی وزراء خارجہ، اسلامی سربراہی کانفرنس اور اقوام متحدہ میں اٹھانے کا عزم بلاشبہ قابل تحسین ہے۔ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں اس سلسلے میں قرارداد مذمت کا منظور ہونا پاکستانی سیاسی زعماء اور عوام کی دینی حمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

پاکستان کے وزیر خارجہ نے ہالینڈ کے ہم منصب سے رابطہ کر کے گستاخانہ خاکوں کے معاملے پر ٹھوس بات کی ہے اور ان سے کہا ہے کہ ڈچ رکن پارلیمنٹ کے گھناؤنے اقدام سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں جبکہ نفرت اور عدم برداشت کو تقویت ملے گی۔ پاکستان نے گستاخانہ مواد پر او آئی سی کا ہنگامی اجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ پاکستان کے وزیر خارجہ نے کہا او آئی سی کے سیکرٹری جنرل کو خط لکھ دیا، او آئی سی کا فوری اجلاس بلایا جائے تاکہ تنازع پر او آئی سی کا موقف سامنے آسکے، ترک وزیر خارجہ سے بھی اس معاملے پر بات ہوئی، جنہوں نے پاکستان کے موقف کی تائید کی، اقلیتی سینیٹرز نے بھی ہمارے موقف کی حمایت کی۔

نیویارک میں کونسل آف فارن منسٹرز کے فورم پر بھی معاملہ اٹھاؤں گا، گستاخانہ مواد کے خلاف اقوام متحدہ اور یورپی یونین سے بھی رجوع کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہالینڈ کے وزیر خارجہ سے بات کر کے بھی پاکستان کے جذبات سے آگاہ کیا، ہالینڈ کے وزیر خارجہ نے کہا کہ گستاخانہ مواد سے ہماری حکومت کا تعلق نہیں، یہ ایک انفرادی فعل ہے۔

وزیر خارجہ نے اپنے ایک پیغام میں کہا کہ ہم اہل اسلام کے جذبات سے آگاہ ہیں، اسلامی ممالک کو اس معاملے پر ایک ہونا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر یورپ میں ہولوکاسٹ پر بات کی جائے تو ایک طبقے کے جذبات متاثر ہوتے ہیں اور اس پر یورپ نے قانون سازی کر رکھی ہے، یہی معاملہ مسلم امہ کے جذبات کا بھی ہے۔

علاوہ ازیں وزیر خارجہ نے سینٹ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کہ توہین رسالت اور گستاخانہ خاکے جیسی حرکات یورپ کے امن کو متاثر کر سکتے ہیں، آزادی رائے کے ہم سب قائل ہیں، لیکن اس کی حدود و قیود ہونی چاہے اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو وہ انتہا پسندی کو ہوا دے گا، کابینہ نے اس معاملے پر غم وغصے کا اظہار کیا۔

موجودہ حکومت نے اہلیان پاکستان اور اہلیان اسلام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے جو موقف اختیار کیا ہے وہ قابل تقلید اور لائق تحسین ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت سفارتی اور تجارتی سطح پر بھی ان سے تعلقات ختم کرے گی اور اپنے سفیر کو ہالینڈ سے واپس بلا کر ہالینڈ کے سفیر کو اپنے ملک سے نکالے گی۔

ناموس رسالت کی خاطر حکمرانوں کی طرح عوام بھی ہالینڈ کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے گی۔

پاکستانی میڈیا میں اس بارے جو پیش رفت ہے وہ حوصلہ بخش ہے امید ہے کہ مزید بھی اس میں تیزی آئے گی اور رائے عامہ کی ہمواری میں میڈیا اپنا کردار ضرور ادا کرتا رہے گا۔

منبر و محراب سے وابستہ اپنی علماء برادری سے دردمندانہ گزارش کروں گا کہ خطبہ جمعہ اسی موضوع پر پڑھائیں، پر امن اور پر اثر احتجاج کے لیے عوام کو تیار کریں۔ کیونکہ ناموس رسالت کی حفاظت ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

آخر میں مغربی دنیا بالخصوص ہالینڈ کے شر پسند عناصر کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ تم ایسی ناپاک حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ اب سسکنے بلکنے کے دن تمہارے ہوں گے، کٹنے اور مرنے کی راتیں تمہاری ہوں گی، ذلت و رسوائی کی صبحیں تمہاری اور حسرت ناکامی کی شامیں تمہارا انتظار کریں گی۔ مسلمان کی زندگیوں میں محبت اور

اطاعت رسول کو آنے سے تمہاری دلفریبیاں کبھی نہیں روک سکیں گی۔

آج ہر مسلمان تمہارے نظام زندگی پر، تمہاری سوچ و فکر پر، تمہاری تعلیم پر، تمہارے کلچر پر، تمہاری ثقافت پر، تمہاری تہذیب پر اور سب سے بڑھ کر تمہاری غلامی پر چار حرف لعنت بھیج رہا ہے اور محبت رسول، ناموس رسالت اور اتباع سنت کے جذبہ سے سرشار ہو رہا ہے اور یہی دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لیے قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 30 اگست، 2018ء

محرم الحرام سے متعلق چند غلط تصورات

اللہ تعالیٰ نے محرم کو اپنا مہینہ قرار دیا ہے۔ یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، دینی اعتبار سے عزت و احترام کا مہینہ ہے۔ اس کا ہر دن حرمت والا ہے، اس کے مسنون اعمال سے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ جن کا خلاصہ دو باتیں ہیں پہلی یہ کہ اس ماہ میں روزے رکھے جائیں، دوسری یہ کہ اس ماہ کی دسویں تاریخ کو بطور خاص اپنے اہل و عیال پر وسعت کے ساتھ خرچ کیا جائے ہاں اتنی بات ضرور ملحوظ رکھی جائے کہ صرف دسویں محرم کا روزہ نہ رکھا جائے بلکہ ساتھ میں نویں کا یا پھر گیارہویں کا روزہ ضرور رکھا جائے۔ اب اس سے متعلق چند غلط تصورات کے بارے ذکر کرتے ہیں تاکہ افراط و تفریط سے پاک اسلام کی معتدل تعلیم ہمارے سامنے آسکے اور ہم اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

1: من گھڑت احادیث پھیلانا: ماہ محرم کے شروع ہوتے ہیں من گھڑت قسم کی احادیث اور باتیں پھیلانا شروع کر دی جاتی ہیں۔ مثلا ایک یہ غلط بات بطور حدیث مبارک کے پھیلائی جاتی ہے: من صام تسعة أيام من أول المحرم بنى الله له قبة في الهواء، ميلا في ميل، لها أربعة أبواب

ترجمہ: جس نے پہلی محرم سے لے کر نو محرم تک روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہوا میں ایک ایسا خیمہ بنائیں گے، جو ایک میل چوڑا اور ایک میل لمبا ہو گا اور اس کے چار دروازے ہوں گے۔

اسی طرح دوسری یہ پھیلائی جاتی ہے:

ما من عبد يبكي يوم قتل الحسين، إلا كان يوم القيامة مع أولي العزم من الرسل۔

ترجمہ: شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے دن یعنی دسویں محرم کو جو شخص ان کے غم

میں روئے گا، قیامت کے دن وہ عزیمت والے رسولوں کے ساتھ ہو گا۔

اچھی طرح یاد رکھیں کہ مذکورہ بالا باتیں قطعاً حدیث نہیں بلکہ کسی نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب کر دیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان موجود ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔۔۔ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

صحیح بخاری، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 110

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری طرف جھوٹی نسبت کرے یعنی جو بات میں نے کہی نہیں یا کی نہیں اس کے کرنے کی نسبت کرے یا جو بات میں نے کہی ہے یا کام کیا ہے اس کو جھٹلائے تو وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

2: شہداء کربلاء کا سوگ منانا: یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ شریعت اسلامیہ میں سوگ منانے کا اجازت صرف خواتین کو ہے اور ان کی بھی مدت متعین ہے۔ طلاق یافتہ (جسے طلاق بائنہ دی گئی ہو) اسی طرح جس خاتون کا شوہر فوت ہو جائے اس کے لیے عدت کے ایام میں سوگ کرنا درست ہے اور عام رشتہ داروں کی وفات پر صرف تین دن سوگ کیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ یعنی اس عرصہ میں زیب وزینت اور بناؤ سنگھار نہ کرے، خوشبو، سرمہ، مہندی وغیرہ نہ لگائے ایسے کپڑے جو خوشی کی تقریبات میں پہنے جاتے ہیں وہ نہ پہنے۔ باقی نوحہ کرنا، رخسار پیٹنا اور ایسا واویلا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر حرف آتا ہے جائز نہیں۔

بہر حال مردوں کے لیے تو کسی صورت میں سوگ کی اجازت نہیں ہے خواتین کو اجازت تو ہے لیکن اس کی بھی حد بندی ہے جس میں رہتے ہو سوگ منانا

درست ہے اس شریعت کی قائم کردہ حدود کو پامال کرنا جائز نہیں۔

3: نکاح نہ کرنا: بہت دکھ کی بات ہے کہ بہت سارے سمجھ دار لوگ بھی اس عظیم مہینے کی برکات سے فائدہ نہیں اٹھاتے، بلکہ اس میں شادی بیاہ یہاں تک کہ نکاح جیسا مسنون عمل نہیں کرتے، حالانکہ یہ سراسر جہالت والی بات ہے۔ اس مبارک مہینے میں کوئی نیک عمل ایسا نہیں جس کو نہ کیا جاسکے۔

اس موقع پر دو طرح کے طبقات آمنے سامنے آتے ہیں ایک تو اس میں نکاح کو درست نہیں سمجھتا جبکہ دوسرا طبقہ اپنی طرف سے سوشل میڈیا پر بے بنیاد قسم کے میسجز پھیلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ ابھی محرم شروع ہونے والا ہے سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ پر دکھائی دیتی ہے کہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی محرم کے مہینہ میں ہوا تھا، اسی طرح خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی محرم میں ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ اختلاف کے وقت حق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور محض اختلاف کی بنیاد پر کسی غلط بات کا سہارا لینا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے۔ جہاں تک بات ہے اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ سے نکاح کی تو مذکورہ بالا روایت تاریخی طور پر غلط ہے البتہ تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس باب صوم عاشوراء میں ہے: تزوّج محمد صلّى الله عليه وسلم خديجة يوم عاشوراء کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح دس محرم کو ہوا تھا۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس مہینہ میں ہوا؟ اس بارے ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ مدینۃ

الدمشق میں اور امام طبری نے اپنی کتاب تاریخ الرسل والملوک میں محرم الحرام کے مہینے میں نکاح کے قول کو ترجیح دی ہے۔ باقی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح محرم میں نہیں ہوا۔

4: شہداء کربلا کی سبیل: اس موقع پر عام طور پر دودھ، شربت اور ٹھنڈے پانی وغیرہ کی جگہ جگہ سبیلیں لگائی جاتی ہیں، جو کہ غیر اللہ کے نام پر ہوتی ہیں اس لیے اہل السنت والجماعت کے عقائد کے مطابق ان سبیلوں سے کچھ کھانا پینا ناجائز اور حرام ہے اس سے بچا جائے۔ ہاں جن کے ہاں غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز اور سبیل وغیرہ جائز ہے وہ جانیں اور ان کا کام۔

بعض باتوں کا تعلق شریعت کے ساتھ ساتھ انتظامی معاملات سے بھی بہت گہرا ہے جیسا کہ مجالس عزاء، تعزیہ اور ماتم وغیرہ میں اہل السنت والجماعت کا شریک ہونا کیونکہ اس میں فساد کا بہت قوی اندیشہ ہے جو ملکی سالمیت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ ہمارے انتظامی اداروں اور افواج پاکستان کی کوششوں کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان اندرونی و بیرونی خطرات سے اب محفوظ ہوا ہے۔ اب ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ پاکستان کو ممکنہ دہشت گردی کے واقعات سے محفوظ بنانے کے عملی اقدامات کریں۔ قیام امن اور بقائے باہمی کی کوششوں کو سبوتاژ ہونے سے بچائیں۔

اللہ ہمیں مسنون اعمال کرنے کی اور غلط تصورات سے خود کو بچانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 6 ستمبر، 2018ء

مزاجِ فاروقی اپنائیے!

اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم الحرام شروع ہو چکا ہے۔ محرم الحرام ان چار محترم مہینوں میں شامل ہے جن کو قرآن کریم نے قابل احترام قرار دیا ہے، حسن اتفاق دیکھیے کہ اسلامی سال کے آغاز میں اللہ کے نام پر قربانی کے داستانیں رقم ہیں اور اسلامی سال کے آخر میں بھی قربانی کا درس موجود ہے۔ تاریخ میں دو ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن سے ہمیں معاشرتی زندگی گزارنے کی بہت ساری باتوں کا عملی درس ملتا ہے: پہلا واقعہ خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت جبکہ دوسرا واقعہ نواسہ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے چند ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے جن کا ہماری عملی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے، یہ تذکرہ اس لیے کیا جارہا ہے تاکہ ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

قیام امن کی عملی کاوشیں: اسلام میں امن کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جو علاقے اسلامی سلطنت کے زیر نگیں آئے یا جو پہلے سے موجود تھے ان میں عدالتی نظام کو فعال کیا، مفتوحہ علاقوں میں بنیادی طور پر دو کام کیے جاتے وہاں کے باسیوں کو دین اسلام کی تعلیم سے آشنا کیا جاتا اور دوسرا وہاں عدالتیں قائم کر کے قیام امن اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا۔ آپ نے قانون کے علمی ماخذ کے طور پر قرآن و سنت کے بعد قضائے صالحین کو درجہ دیا۔

سنن نسائی میں آپ کا وہ خط بھی موجود ہے جو آپ نے قاضی شریح کے نام لکھا تھا اور اس میں قانون کے علمی مآخذ کے طور پر قرآن و سنت اور قضائے صالحین کا تذکرہ موجود ہے۔

فائدہ: اس سے ہمیں قرآن و سنت کے بعد صالحین یعنی دین کے ماہرین کے فیصلوں پر عمل کرنے کا درس ملتا ہے۔

کمال دیانت وبلندی اخلاق: اسلام باہمی مشاورت پر زور دیتا ہے تاکہ خیر کے پہلو زیادہ سے زیادہ سامنے آئیں اور نقصان دہ پہلو سے بچا جا سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی اس کی عملی نمونہ تھی، خلیفہ وقت میں عدالت، دیانت، تقویٰ، علم دین سے واقفیت، انتظامی امور میں اہلیت اور احکام شریعت کے نفاذ کی صلاحیت موجود ہوتی ہے جو اسے عوام ممتاز کر دیتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنے مشیروں کی بات کو اہمیت دیتے تھے، اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ایسے الفاظ ذکر فرماتے جس سے آپ کی کمال دیانت اور عاجزی چھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

سنن دار قطنی، کتاب النکاح میں ہے کہ حضرت ابو سفیان کہتے ہیں کہ مجھے میرے مشائخ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین میں اپنی اہلیہ سے دو سال غائب رہا ہوں اور جب واپس آیا ہوں تو وہ حاملہ ہے (اس وجہ سے میری اہلیہ شرعی سزا کی مستحق قرار پاتی ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اس کے رجم کے بارے میں مشورہ کیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے امیر المومنین! آپ کو عورت کے رجم کرنے کا تو حق ہے لیکن اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس پر آپ کو اختیار حاصل نہیں وہ بے گناہ ہے لہذا اس حکم کو بچے کی ولادت تک موخر کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بچے کی ولادت تک موخر کر دیا پھر اس خاتون نے بچے کو جنم دیا، جب اس بچے کے سامنے کے دانت نکل آئے تو اس شخص نے اس بچے میں اپنی مشابہت پائی اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم یہ بچہ میرا ہی ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ

عنہ نے فرمایا: عورتیں معاذ بن جبل جیسا شخص پیدا کرنے سے عاجز ہو چکی ہیں **لولا معاذ لھلك عمر** اور اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

اسی طرح **لولا علی لھلك عمر** کے الفاظ بھی ملتے ہیں کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ یہ الفاظ آپ کے کمال دیانت، انصاف پسندی، بلندی اخلاق کی علامت ہیں باوجود یکہ آپ بڑے تھے لیکن چھوٹوں کی جو بات درست نظر آئی اسے قبول فرمایا۔ اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم بھی چھوٹوں کی آراء کو اہمیت دیں اگر وہ زیادہ بہتر ہوں تو انہیں قبول کریں۔

فائدہ: اس سے ہمیں دیانت و انصاف پسندی کا درس ملتا ہے۔

سربراہ کا عام معیار زندگی: سربراہ کے طرز زندگی کے اثرات رعایا پر پڑتے ہیں، اگر حکمران انصاف پسند، قناعت پسند اور سادگی پسند ہو تو عوام میں ظلم و تشدد، خواہش پرستی اور فیشن پرستی جنم نہیں لیتی جس کی وجہ سے معاشرہ سکون وراحت کی زندگی بسر کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجود یکہ کہ بہت بڑی سلطنت کے فرمانروا تھے لیکن مزاجاً سادگی اور قناعت پسندی کے خوگر تھے۔ تاریخ ایسے کئی واقعات کی شہادت دیتی ہے چنانچہ ہرمزان سلطنت اہواز کا حکمران جب قید ہو کر آیا تو اس نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد کے فرش پر لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں۔

بیت المقدس کی فتح کا مشہور واقعہ سیرت و تاریخ کی کتابوں میں منقول ہے:

سن 46ھ میں جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو وہاں کے اہل کتاب علماء نے کہا: تم بلاوجہ تکلیف اٹھاتے ہو، بیت المقدس کو فتح کرنے والا کا حلیہ اور علامات ہماری کتابوں میں موجود ہے اگر تمہارے امام میں وہ سب باتیں موجود ہیں تو ہم آپ کو بیت المقدس حوالے کر دیں گے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو

اس بارے اطلاع کی گئی، آپ اپنے ایک غلام کے ہمراہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر عازم سفر ہوئے، زادراہ میں چھوہارے اور جو کے سوا کچھ نہ تھا، اونٹ پر سوار ہونے کی باریاں مقرر کیں، کبھی آپ خود سوار ہوتے اور غلام پیدل چلتا اور کبھی غلام سواری پر سوار ہوتا اور آپ پیدل چلتے، آپ نے جو کرتہ زیب تن کیا ہوا تھا اس میں پیوند لگے ہوئے تھے، جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو مسلمانوں نے آپ کے لیے ایک عمدہ جوڑے اور گھوڑے کا انتظام کیا، آپ نے نیا لباس پہنا، گھوڑے پر سوار ہوئے چند قدم کے بعد فرمانے لگے کہ میرے نفس پر اس کا برا اثر پڑ رہا ہے لہذا مجھے میرے وہی کپڑے اور اونٹ واپس کرو، چنانچہ اسی پر سوار ہوئے اور بیت المقدس پہنچے، اہل کتاب علماء نے آپ کا حلیہ مبارک اور علامات دیکھی تو برملا کہہ اٹھے کہ ہاں فاتح بیت المقدس یہی ہیں اور آپ کے لیے اس کے دروازے کھول دیے۔

فائدہ: اس سے ہمیں سربراہ کے عام معیار زندگی، سادہ مزاجی اور صبر و شکر کا درس ملتا ہے۔

انسانی حقوق میں مساوات: آپ نے اسلام کی نافذ شدہ تعلیم مساوات کو مزید آگے بڑھایا، چنانچہ کسی علاقے کے حاکم، گورنر بلکہ خود خلیفۃ المسلمین کو یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دے جو وظیفہ بدریوں کو ملتا وہی آپ لیتے تھے۔

فائدہ: اس سے ہمیں مساوات کا درس ملتا ہے۔

حقوق نسواں کا حقیقی تصور: اسلام میں خواتین کو بہت بلند مقام حاصل ہے اور خواتین میں سب سے اہم عنصر حیا اور تقدس کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے عزت اور حقوق کو محفوظ کرنے کے لیے حجاب کو لازمی سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رائے کی موافقت میں قرآن کریم نازل فرما کر حجاب کو ضروری قرار دیا۔ خواتین کے

لیے رائے کی آزادی بھی حقوق نسواں کے ذیل میں آتی ہے چنانچہ ایک مرتبہ جب آپ نے دوران خطبہ خواتین کے مہنگے مہنگے حق مہر کے بارے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تو ایک عورت نے کہا: اے عمر آپ ہمارے مہروں کو کس طرح کم کرسکتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سونے کے ڈھیر تک مہر لینے کا حق دیا ہے۔ اور قرآن کریم سورۃ النساء کی آیت نمبر 20 بھی تلاوت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر بہت خوش ہوئے اور خاتون کو عزت بخشتے ہوئے فرمایا: نِسَاءُ الْمَدِيْنَةِ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ۔ مدینہ کی خواتین عمر سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتی ہیں۔

فائدہ: اس سے ہمیں حجاب، آزدی اظہار رائے اور خواتین کی سماجی عزت و احترام کا درس ملتا ہے۔

مفتوحہ علاقوں کے نظم و نسق: آپ 22 لاکھ 51 ہزار 30 مربع میل زمین پر حکمرانی کرنے والے انصاف پرور حکمران تھے۔ اس کے باوجود آپ مفتوحہ علاقوں کی کثرت پر زور دینے کے بجائے ان کے باسیوں کی تربیت کو ترجیح دیتے۔ آپ نے دمشق، بصرہ، بعلبک، شرق، اُردن، یرموک، قادسیہ، اہواز، مدائن، ایران، عراق، تکیت، انطاکیہ، حلب، بیت المقدس، نیشاپور، الجزیرہ، قیساریہ، مصر، اسکندریہ، نہاوند اور دیگر علاقوں کو فتح کیا۔ ان میں تربیتی اور تعلیمی مراکز قائم کیے، کھلی کچہریاں لگوائیں، فوری انصاف کو یقینی بنایا، عوام الناس کی شکایات کو دور کرنے کے لیے احکامات جاری کیے۔ روٹی کپڑا اور مکان جیسی بنیادی ضرورتوں کو عوام کی دہلیز تک پہنچایا۔

فائدہ: اس سے ہمیں اپنے نظام زندگی میں نظم و نسق کا درس ملتا ہے۔

اقلیتوں سے حسن سلوک: ایسے کفار جو مسلمانوں سے نہ لڑیں اسلام ان سے حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حمص کو حاصل کرنے کے لیے بطور سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، انہوں نے اسے فتح کیا

اور غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا لیکن جب انہیں جنگ یرموک کے لیے حمص چھوڑنا پڑا تو انہوں نے یہ کہہ کر جزیہ واپس کر دیا کہ اب جب ہم آپ کے جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتے تو ہمیں جزیہ لینے کا بھی حق نہیں۔

جب مسلمان حمص سے لوٹنے لگے تو وہاں کے غیر مسلم بھی اس عادلانہ نظام سے محروم ہونے پر رونے لگے۔

بیت المقدس کی فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب کے مذہبی پیشوا کے ساتھ شہر کی متعدد عبادت گاہوں کو دیکھا، آپ معائنہ فرمارہے تھے کہ اتفاق سے نماز کا وقت ہو گیا انہوں نے آپ اور آپ کے رفقاء کے لیے صفیں بھی بچھادیں کہ آپ یہاں نماز ادا کرلیں۔ لیکن آپ نے یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ اگر ہم نے یہاں نماز پڑھ لی تو کل کو کوئی یہاں مسجد بنانا نہ شروع کر دے میں نہیں چاہتا کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں ہم کسی طرح کا حق قائم کریں۔

اسی طرح اہل ایلیا کے غیر مسلموں سے آپ نے معاہدہ امن کیا کہ یہ امن جو ان کو دیا جاتا ہے، ان کی جانوں، مالوں، ان کے گرجائوں اور ان کی صلیبوں، ان کے بیماروں، تندرستوں اور ان کے جملہ اہل مذاہب کے لیے ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے گرجا گھروں میں رہائش نہ رکھی جائے، ان کو گرایا نہ جائے، انہیں اور ان کے احاطوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ ہی ان پر دین کے بارے جبر کیا جائے۔

فائدہ: اس سے ہمیں اقلیتوں سے حسن سلوک کا درس ملتا ہے۔

نوٹ: اگر اقلیتیں اپنی حیثیت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر انہیں قانون کے شکنجے میں جکڑنا ضروری ہے۔

دیگر سماجی و رفاہی خدمات: قرآن کریم کی تعلیم کے لیے مکاتب و مدارس قائم کیے، قاری صاحبان اور ائمہ مساجد کی تنخواہیں مقرر فرمائیں، اسلامی تقویم کا آغاز

ہجرت نبوی سے شروع فرمایا اور اس کا ابتدا محرم سے فرمائی، مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع فرمائی، عرب و عجم کے سنگم پر مرکز علم کوفہ کو آباد فرمایا، دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملانے کے لیے نہر سویز کھدوائی جس کی وجہ سے نفع بخش تجارت نے فروغ پایا، محکمہ ڈاک قائم کیا، شہر کے اندرونی حالات کو درست رکھنے کے لیے محکمہ پولیس قائم کیا، فوج کو سرحدیں اور محاذ سپرد کیے، بیت المال تعمیر کرائے، اپاہج، معذور اور ضعیف لوگوں کے وظائف بیت المال سے مقرر فرمائے، مسافروں کے لیے شاہراہوں پر مسافر خانے تعمیر کرائے، لاوارث بچوں کے تربیتی مراکز قائم کیے، دریائے نیل کے نام خط جاری فرمایا، اور قیصر و کسری جیسی سپر پاور طاقتیں پاش پاش ہوئیں۔ مورخین کے محتاط اندازے کے مطابق آپ کے زمانہ خلافت میں 3600 علاقے فتح ہوئے۔900 جامع مساجد اور 4000 عام مساجد تعمیر ہوئیں۔

فائدہ: اس سے ہمیں تعمیر وطن، خوشحالی اور ترقی، اہل علم کی قدر، مستحق افراد کی معاونت، یتیموں کی کفالت کا درس ملتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم مزاج فاروقی کو اپنائیں گے تو ہمارا دنیا بھی سنور جائے گی، ترقی بھی کریں گے، ہدایت بھی عام ہو گی، ضرورت مندوں کی معاونت بھی ہو گی اور معاشرے میں انصاف بھی عام ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مزاج فاروقی اپنانے کی توفیق دے ہمارے معاشرے کو انصاف پسند معاشرہ بنائے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

نیروبی، کینیا

جمعرات، 13 ستمبر، 2018ء

مزاج حسینی اپنائیے!

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر جنہوں نے اپنی عملی زندگی سے اہل اسلام کو جینے اور راہ حق میں قربان ہونے کا سبق دیا۔ آج بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ حضرت حسین کی صرف شہادت کو بیان کیا جاتا ہے آپ کے فضائل و مناقب، سیرت و کردار، زہد و تقویٰ، خشیت وللٰہیت، علم و تفقہ، عبادت و ریاضت، تواضع و انکساری، جمال و کمال، عفو و درگزر، فیاضی و سخاوت، گفتار و رفتار، جلوت خلوت، قول و عمل، ایثار و ہمدردی، عادات واطوار، خوش خلقی، حسن سلوک، مروت رواداری، شجاعت و عزیمت، دوراندیشی وفراست، حکمت ودانائی، محبت و معرفتِ خداوندی اور متبع سنت ہونے کی باتیں عموماً نظر انداز کی جاتی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا، لیکن یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ صرف شہادت کو بیان کرنا اور آپ کے اعلیٰ اخلاق، عمدہ اوصاف، بہترین کمالات کا تذکرہ نہ کرنا کیا اس بات کی طرف اشارہ نہیں کر رہا کہ ہم حسینیت کو صرف بیان کرنا چاہتے ہیں، اپنانا نہیں چاہتے۔

آیئے! اس جنتی نوجوانوں کے سردار کی زندگی کی چند پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں اور اس کے بعد اپنے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم حسینی ہونے کے دعوے میں کس قدر سچے ہیں؟

انسان کی زندگی کا مقصد خدائے ذوالجلال کی رضاء اور خوشنودی ہے، اس کے حصول کے لیے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما باوجودیکہ جنتی نوجوانوں کے سردار تھے، لیکن پھر بھی فرائض کی ادائیگی کے بعد کثرت کے ساتھ نوافل کا اہتمام فرماتے، فرض روزوں کے علاوہ کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھتے، آپ نے 25 حج

کیے جن میں اکثر پیدل کیے ہیں، رات کے پہلے حصے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ عبادت فرماتے اور آخری حصے میں حضرت حسین اپنے اللہ کے حضور کھڑے ہو جاتے، رورو کر دعائیں مانگتے، کثرت سے استغفار کرتے اور آپ کی عبادات کی عادات مبارکہ شہادت تک برابر جاری رہیں۔ یہاں تک کہ میدان کربلا میں آخری رات آپ ساری رات عبادات میں مشغول رہے، اتنے کٹھن حالات میں بھی نوافل، تلاوت، اذکار و اوراد، عاجزی و انکساری سے دعائیں مانگتے رہے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ جب بھی سونے کے لیے بستر پر آتے تو سورۃ الکہف کی تلاوت فرماتے۔ اس سے کثرت عبادت پر ہمیشگی کا سبق ملتا ہے۔

تکبر انسان کو برباد کرتا ہے اور تواضع قرب الٰہی کا ذریعہ ہے، خانوادہ نبوت کے اس چشم و چراغ نے ساری زندگی تواضع کے ساتھ گزاری۔ ایک بار کہیں جا رہے تھے تو کچھ غریب لوگ راستے میں آپ کو ملے جو اس وقت کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو عرض کی کہ اے اولاد رسول ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں۔ آپ سواری سے اترے ان کے ساتھ بیٹھے اور کھانے لگے آخر میں فرمایا: اللہ تکبر کرنے والوں کو اپنا دوست نہیں رکھتا۔ پھر ان سے کہا! میں نے آپ کی دعوت قبول کی ہے آپ بھی میری دعوت کو قبول فرمائیں۔ کچھ دیر بعد ان کو اپنے گھر لے آئے اور اپنی شان کے مطابق ان کی دعوت کی۔ اس سے ہمیں تواضع کا سبق ملتا ہے۔

عداوت، کدورت اور باہمی رنجشیں صرف افراد ہی نہیں خاندان بھی تباہ کر دیتی ہیں جبکہ عفو و درگرز کی بدولت معاشرے میں محبتیں جنم لیتی ہیں اور قائم بھی رہتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت جس گھرانے میں ہوئی وہ علم و ادب، تہذیب و اخلاق کا ایسا نمونہ تھا جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک بار آپ کے چھوٹے بھائی محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو گئی جس سے آپ کو تکلیف پہنچی، آپ نے بڑے

بھائی ہونے کی وجہ سے اظہار ناراضگی بھی کیا۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فوراً گھر پہنچے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام ایک معذرت نامہ لکھا:

”آپ کو شرف و فضل کا جو درجہ حاصل ہے میں کسی صورت وہاں تک نہیں پہنچ سکتا، اگرچہ ہم دونوں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں باپ کی جانب سے (خونی رشتے کے اعتبار سے) ہم میں کوئی فرق نہیں لیکن والدہ کی جہت سے آپ کو جو مرتبہ و مقام ہے میں وہاں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (لاڈلی) بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے مقابلے میں جو شرف و کمال بخشا ہے اس کی لاج رکھتے ہوئے (مجھے معاف فرما کر) مل لیجیے ورنہ اگر میں اس معاملے میں پہل کر گیا تو آپ اس فضل سے محروم ہو جائیں گے۔“

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر تیاری کی اور سیدھے بھائی کے پاس پہنچ کر انہیں گلے لگالیا۔ اس سے ہمیں خونی رشتوں کے تقدس کا سبق ملتا ہے۔

بخل اور کنجوسی انسان کے عمدہ اوصاف کو کھا جاتی ہیں جبکہ سخاوت و دریا دلی انسان کے بلندی اخلاق کا مظہر ہوتی ہیں۔ ایک بار ایک دیہاتی مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا آپ کے دروازے پر رک گیا اور دروازے پر دستک دی ساتھ میں اپنی غربت و لاچاری کو اشعار کی صورت میں بیان کیا۔ آپ اس وقت (غالباً نفلی) نماز میں مشغول تھے، سائل کی آواز اور فقر و فاقہ کا خیال فرما کر نماز کو ذرا جلدی مکمل فرمایا، باہر تشریف لائے سائل کی حالت دیکھی تو اس پر فقر و فاقہ کے آثار نمایاں تھے۔ گھر واپس لوٹے اپنے غلام قنبر کو آواز دی کہ کیا کچھ نفقہ میں باقی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ آپ کے اہل خانہ کے لیے دو سو دراہم رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے حکم دیا کہ ہمارے اہل خانہ سے زیادہ ان دراہم کا یہ سائل مستحق ہے چنانچہ وہ سارے دراہم اس کو عنایت فرمائے۔ اس سے ہمیں سخاوت اور لوگوں کی خیر خواہی کا سبق ملتا ہے۔

ایمان کے بعد خدمت خلق کا جذبہ ایسی نیکی ہے جو اللہ کی دربار میں جلد قبولیت حاصل کرتی ہے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میں یہ جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ محمد بن ابی طلحہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مہمانوں کی خدمت کرتے، محبت کرنے والوں کو خوب نوازتے، رشتہ داروں پر خرچ کرتے، محتاج کی حاجت کو پورا کرتے، سائل کو محروم اور خالی ہاتھ واپس نہ لوٹاتے، بھوکوں کو کھلاتے، قرضداروں کا قرض اپنی طرف سے ادا کرتے، کمزوروں کی مدد کرتے، یتیم سے حسن سلوک سے پیش آتے، جب کہیں سے مال و دولت آتا آپ اسے لوگوں میں تقسیم فرمادیتے۔ مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ حج کے دنوں میں جب حجاج تشریف لاتے تو آپ ان کو زمزم پلاتے۔ اس سے ہمیں خدمت خلق کا سبق ملتا ہے۔

اسلام بڑوں کی عزت کا درس دیتا ہے، خاندان نبوت نے اس درس کو صرف سمجھا ہی نہیں بلکہ اہل اسلام کو اپنے عمل سے اس کی تعلیم بھی دی ہے۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے اکابر صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین سے جس عقیدت و محبت کا ثبوت دیا ہے ایسے ادب و احترام کی مثال نہیں ملتی۔ عہد صدیقی میں آپ کم عمر تھے، عہد فاروقی کے آخر میں آپ سن شعور کو پہنچے، عہد عثمانی میں آپ نے بہت سے دینی و ملی خدمات انجام دی ہیں، خراسان، طرابلس، جرجان اور طبرستان کی جنگوں میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ یہاں تک کہ جب بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا تو یہی دو شہزادے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ کے گھر پر محافظ بن کر کھڑے تھے۔ عہد مرتضوی میں آپ اپنے والد کے شانہ بشانہ رہے اس کے بعد عہد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں دونوں شہزادوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کرکے خانوادہ نبوی کی تربیت کا اثر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس سے ہمیں خلفائے راشدین اور

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت کا سبق ملتا ہے۔

اکابر صحابہ تو اکابر تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک عام آدمی سے بھی نہایت شرافت و عزت سے پیش آتے چنانچہ ایک بار آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی عمر کے دیہاتی کو دیکھا اس نے جلدی سے وضو کیا اور نماز بھی اتنی جلدی ادا کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیہاتی سے فرمایا: ہم نوجوان اور آپ عمر رسیدہ ہیں، میں آپ کے سامنے وضو کر کے نماز پڑھتا ہوں اگر کہیں کوئی بات خلاف سنت ہو تو ہمیں تنبیہ فرمائیں۔ آپ نے سنت کے مطابق وضو کیا اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کی جس کی وجہ سے اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس سے ہمیں بڑوں کا احترام کا سبق ملتا ہے۔

شہادت کی تاریخ بہت طویل ہے اس دوران آپ نے جو خطبے ارشاد فرمائے ہیں آپ کی سیرت کی کتابوں میں منقول ہیں۔ شہادت سے ہمیں جو درس ملتا ہے وہ یہ ہے کہ حق بات پر ڈٹ جانا چاہیے، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنے کے لیے جان کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے، اگر کبھی اسلام کی حفاظت کے لیے اپنے اہل و عیال کو پیش کرنا پڑ جائے تو دودھ پیتے معصوم بچوں کی بھی قربانی دے دینی چاہیے۔ شہادت کے بعد اللہ کی رضاء پر راضی رہنا اور صبر و ہمت سے کام لینا خاندان حسینی کا ہمارے لیے پیغام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مزاج حسینی اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

موپوٹو، موزمبیق

جمعرات، 20 ستمبر، 2018ء

مال، صحت اور سکون

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صرف اپنے در کا محتاج بنائے اور لوگوں کی محتاجی سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے مال، صحت اور سکون بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ جس کو اللہ کی نعمتیں میسر ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ شکر ادا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ ان میں مزید اضافہ اور برکتیں عطا فرماتے رہیں۔

ہمارے معاشرے میں اسلام کی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے یا اسلام کی غلط تشریحات کا اثر ہے کہ ہم اللہ کی بعض نعمتوں کے بارے منفی سوچ رکھتے ہیں، مثلاً ہمارے ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس کے پاس مال و دولت ہو وہ "دنیا دار" ہے اور جس کے پاس نہ ہو وہ "دین دار" ہے، حالانکہ مطلقاً یہ تقسیم درست نہیں۔ بلکہ اگر مال و دولت کے ساتھ ساتھ دل میں خوف خدا موجود ہے تو یہی مال و دولت اس کے حق میں اللہ کی رحمت بن جاتا ہے جس سے وہ بہت سارے اسلامی احکامات پر عمل کرنے کے قابل ہوتا ہے اور اللہ کو راضی کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے تو ایسا مال "دنیا" نہیں بلکہ "دین" ہے۔ اور اگر مال و دولت کی کثرت نہیں بلکہ معمولی مقدار میں پایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ عبادات میں رکاوٹ بنتا ہے تو یہ "دنیا" ہے جس کی احادیث مبارکہ میں مذمت بیان کی گئی ہے۔ گویا مال کا دارو مدار عملی زندگی سے تعلق رکھتا ہے عملی زندگی شریعت کے احکام کے مطابق تو مال کی کثرت باعث رحمت ہے اور اگر عملی زندگی شریعت کے احکام کے خلاف ہے تو مال کی قلت بھی باعث عذاب ہے۔

عَنْ رَجُل مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثَرُ مَاءٍ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، نَرَاكَ طَيِّبَ النَّفْسِ، قَالَ: أَجَلْ. قَالَ: ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِي ذِكْرِ الْغِنَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى،

وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى، وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النِّعَمِ .

مسند احمد، حدیث نمبر 23228

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک گیلا تھا(یعنی غسل کر کے تشریف لائے تھے) ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں (ایسا ہی ہے) صحابی فرماتے ہیں کہ پھر لوگ مال و دولت کے بارے میں گفتگو کرنے لگے (یعنی اس کی مذمت بیان کرنے لگے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوف خدا رکھنے والے شخص کے لیے مال و دولت بری چیز نہیں۔ اور متقی آدمی کے لیے مال و دولت سے بڑھ کر صحت و تندرستی زیادہ اچھی چیز ہے۔ اور دل کی خوشی (سکون و چین) بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

1... مال کو حلال اور جائز طریقے سے حاصل کریں۔ ناجائز اور حرام ذرائع آمدن سے بچیں، جیسا کہ فراڈ، دھوکہ، سود، جھوٹ، جھوٹی قسمیں اور غیر شرعی طریقہ معاملات ہیں۔ یاد رکھیں مال تو ناجائز اور حرام ذرائع سے بھی مل جاتا ہے لیکن اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے خدا کی ناراضگی اس میں داخل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بیماریاں، لڑائی جھگڑے، بے چینی و بے سکونی، ذہنی ڈپریشن اور اولاد بے ادب اور نافرمان بن جاتی ہے۔ حرام کا لقمہ ایسا زہر ہے جس کے ہوتے ہوئے عبادت کی حلاوت کا احساس بھی نہیں ہو پاتا۔ حالات کی بہتری کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں لیکن حرام مال، حرام لباس اور حرام خوراک کی وجہ سے اللہ انہیں قبول نہیں فرماتے۔

2...مال کے ساتھ جن حقوق اللہ کا تعلق ہے ان کو بروقت ضرور کریں۔ واجبی صدقات جیسا کہ زکوٰۃ، قربانی، عشر، صدقہ فطر وغیرہ ہیں ان کو اپنے وقت پر خوشی کے ساتھ ادا

کریں۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ مال و دولت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرنا اور جن عبادات کا تعلق مال کے ساتھ ہے مال کے کم ہونے کے خوف کی وجہ سے ان عبادات کو ادا نہ کرنا دنیا و آخرت کی بربادی ہے، مال ختم نہ بھی لیکن انسان کی زندگی ایک دن ضرور ختم ہو جائے گی اور یہی مال دوسروں کی ملکیت میں چلا جائے گا۔

3...مال کے ساتھ جن حقوق العباد کا تعلق ہے ان کی ادائیگی بر وقت کریں۔ اہل و عیال کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا اپنی حیثیت کے مطابق ان کے اخراجات کو پورا کرنا ضروری ہے۔ والدین، بہن بھائی، قریبی رشتہ دار، ہمسائے اور ضرورت مند طبقے پر اپنی مالی وسعت کے مطابق خرچ کرنا اسلام کی تعلیم، اللہ کی خوشنودی اور رضاء کا ذریعہ اور مال میں مزید فراخی اور برکت کے حصول کا باعث ہے۔ اس لیے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اعتدال کے ساتھ مال کو کام میں لاتے رہیں۔

4...مال کو فضول خرچی سے بچائیں۔ ایک بات اچھی طرح یاد رکھیں جہاں ضرورت ہو وہاں ایک لاکھ بھی خرچ کرنا گناہ نہیں اور جہاں ضرورت نہ ہو وہاں ایک روپیہ بھی خرچ کرنا گناہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں نام و نمود اور شہرت کے حصول کے لیے مال کو ضائع کیا جاتا ہے۔ خوشی کا موقع ہو یا غمی کا دونوں میں فضول خرچی دیکھنے کو ملتی ہے، خصوصاً شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں ضرورت سے زائد اتنا زیادہ خرچ کیا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ حالانکہ اسلام ہمیں اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے غیر شرعی رسوم و رواج اور باہمی تفاخر نے ہمارے پورے معاشرے کو بری طرح اجاڑ ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں مسلسل بے سکونی اور غیر اطمینانی بڑھتی ہی چلی جارہی ہے اور یہ اس وقت تک نہیں تھمے گی جب تک اسلام کی اعتدال والی تعلیم کو اپنا نہیں لیا جائے گا۔ مذکورہ بالا حدیث مبارک میں مال کے بعد صحت کا تذکرہ ہے کہ خوف خدا رکھنے والے انسان کے لیے مال سے بھی بڑھ کر صحت و تندرستی زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ

صحت کے دنوں میں جس سکون و اطمینان کے ساتھ کام کیے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ بیماری کے دنوں میں انسان ویسے کام نہیں کر سکتا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں صحت کو بہت دخل ہے۔

متقی شخص کو مال سے زیادہ اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے ایسی غذائیں جو حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق نہ ہوں، جو جسم میں بیماریاں پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں ان کے بجائے سادہ اور اچھی غذا کا استعمال کرنا چاہیے مزید یہ کہ جسم کو چست اور تندرست رکھنے کے لیے ورزش کرنی چاہیے۔ صحت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور صحت کا شکر یہی ہے کہ انسان گناہوں والی زندگی سے دور رہے اور اپنے جسم کو شریعت اسلامیہ کے احکامات پر عمل کرنے میں لگائے لیکن ہماری کوتاہی ہے کہ ہم صحت کو اپنا کمال سمجھ کر اللہ کی نافرمانیوں میں لگ جاتے ہیں۔

دل دماغ کا پر سکون ہونا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ دنیاوی تفکرات، رنج و غم، حزن و ملال، ذہنی ڈپریشن اور الجھنوں سے محفوظ ہونا بھی نعمت ہے جو ہر انسان کو نصیب نہیں بلکہ یہ نعمت اسے ملتی ہے جو اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ آج کی دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ ہر شخص پر سکون رہنا چاہتا ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ اس سکون و اطمینان کے حصول کا وہ طریقہ نہیں اپناتا جو اللہ کریم نے مقرر فرمایا ہے یعنی ذکر اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مال، صحت اور سکون جیسی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور فقر، بیماریوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 4 اکتوبر، 2018ء

اللہ کا کرم

اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری نیکیاں اور برائیاں دونوں لکھی جاتی ہیں، قیامت کے دن ان کا حساب لگایا جائے گا جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں بھیجا جائے گا اور جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی قانون کے مطابق اس کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو گا لیکن اللہ اپنے کرم کے ساتھ شفاعت کی اجازت دیں گے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، علماء، شہداء، حجاج، حفاظ، قراء اور نابالغ اولاد، قرآن کریم اور روزہ وغیرہ اہل ایمان کے لیے بخشش کی سفارش کریں گے جسے اللہ رب العزت محض اپنے فضل سے جس کے بارے میں چاہیں گے، قبول فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا کرم ہر وقت ہماری طرف متوجہ رہتا ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اس کی قدر نہیں کرتے۔ اس دنیا میں بھی نوازشات خداوندی ہمارے اوپر اتنی برس رہی ہیں اگر ہم اس کا احساس کرلیں اور ان نوازشات سے فائدہ اٹھالیں تو ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

آیئے! کرم خداوندی کی ایک جھلک دیکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً۔

صحیح بخاری، باب من ھم بحسنۃ او بسیئۃ، حدیث نمبر 6491

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نیکیوں اور گناہوں کو لکھتے ہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ہوئے فرمایا جو شخص نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور کسی وجہ سے وہ کام کر نہ سکے تو اللہ رب العزت ایسے شخص کو (محض نیکی کا پختہ ارادہ کر لینے کی وجہ سے) مکمل اجر عطا فرماتے ہیں اور اگر وہ نیکی کا کام بھی کر لے تو اللہ رب العزت اس کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک اجر و ثواب سے نوازتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص برائی کا ارادہ کرے اور (خوف خدا کی وجہ سے) وہ برائی والا کام نہ کرے تو اللہ رب العزت اس کے نامہ اعمال میں اجر و ثواب لکھ دیتے ہیں اور اگر وہ گناہ کا کام کر لیتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی لکھتے ہیں۔

فائدہ: یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ نیکی کی نیت سے مراد پختہ عزم ہے، کسی کے اصرار کی وجہ سے محض زبان سے ان شاء اللہ کہنا یا دفع وقتی کے لیے کسی کے سامنے نیک عمل کا ارادہ ظاہر کرنا مراد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نیت قابل قبول ہے جو خالص اللہ کے لیے ہو لوگوں کو خوش کرنے یا ان سے جان چھڑانے کی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے بے پناہ انعامات و احسانات ہیں جن کو شمار بھی نہیں کیا جاسکتا ان میں سے ایک احسان یہ ہے جس کا تذکرہ مذکورہ بالا حدیث مبارک میں ہے کہ اگر کوئی شخص محض نیکی کرنے کا پختہ ارادہ کر لے لیکن کسی وجہ سے وہ نیکی والا کام کر نہ سکے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی کا ثواب لکھ دیتے ہیں اور اگر نیکی والا کام کر لے تو پھر اس کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ بسا اوقات اخلاص کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ ایک طرف لطف و عنایات، جود و کرم کا یہ معاملہ ہے جبکہ دوسری طرف عفو و درگزر کی انتہاء دیکھیے کہ برائی کے وقت بھی اس کا کرم ہم پر سایہ فگن رہتا ہے کہ اگر کسی نے برائی کا ارادہ کیا تو اس کے محض ارادہ کرنے پر گناہ نہیں لکھا جاتا بلکہ اگر وہ برائی کا ارادہ کرنے کے بعد خوف خدا کی وجہ سے برائی

نہیں کرتا تو ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں درج کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی قسمت کا مارا اللہ کی نافرمانی کر بیٹھے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔

یعنی نیکی کے ارادے پر نیکی، اس کو کرنے پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ تک اجر۔ جبکہ برائی کے ارادہ پر گناہ نہیں، نہ کرنے پر ایک نیکی اور گناہ کر لینے پر صرف ایک گناہ۔ اس کو کرم نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ زِدْ أُمَّتِي، فَنَزَلَتْ: مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً۔ قَالَ: رَبِّ زِدْ أُمَّتِي، فَنَزَلَتْ: إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر 5645

ترجمہ: حضرت نافع رحمہ اللہ؛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب قرآن کریم یہ آیت نازل ہوئی (جس میں اللہ رب العزت اپنے راہ میں خرچ کرنے والوں کے اجر و ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) وہ لوگ جو اپنے مال سے اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس سے سات بالیاں نکلی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میری امت کے اجر و ثواب میں اضافہ فرما۔ تو اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) وہ لوگ جو اللہ کو بہترین قرض دیتے ہیں (مراد صدقہ و خیرات وغیرہ کرتے ہیں) ان کے اجر و ثواب میں کئی گنا اضافہ کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعاء مانگی کہ اے اللہ میری امت کے اجر و ثواب میں مزید اضافہ فرما۔ اللہ رب العزت نے آپ کی دعاء کو قبول فرماتے ہوئے یہ آیت نازل کی (جس کا

مفہوم یہ ہے) صبر کرنے والوں (یعنی ان لوگوں کو جو اپنی تمام خواہشات کو پس پشت ڈال کر، تکالیف اور مصائب کو برداشت کر کے نیک اعمال کرنے والے ہیں) کو بے حساب اجر و ثواب دیا جائے گا۔

ایک طرف نیکی کے ارادے پر نیکی اور کرنے پر دس سے سات سو گنا تک اجر جبکہ دوسری طرف برائی کے ارادے پر گناہ نہیں، کر لینے پر صرف ایک گناہ اور وہ بھی مہلت کے بعد۔ یہ اس کا کرم ہی کرم اور عطا ہی عطا ہے، حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَ إِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَ هُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْقُبُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَ إِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّايَ وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَ كُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ۔

صحیح مسلم، باب اذا ھم العبد بحسنۃ کتبت، واذا ھم بسیئۃ لم تکتب، حدیث نمبر 205

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جب میرا بندہ دل میں نیک کام کرنے کی نیت کرتا ہے تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں، جب تک کہ اس نے وہ نیکی نہیں کی۔ پھر اگر وہ نیکی کی تو اس کو میں اس کے لیے (ایک کے بدلے) دس نیکیاں لکھتا ہوں

اور جب دل میں برائی کرنے کی نیت کرتا ہے تو میں اس سے درگزر کرتا ہوں جب تک کہ وہ برائی (پر عمل) نہ کرے اور پھر جب وہ برائی (پر عمل) کرلے تو اس کے لیے ایک ہی برائی لکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے، برائی کرنا چاہتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ اپنے بندے سے باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھتے رہو! اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور اس برائی کے ارادے سے رکا رہے) تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ لو کیونکہ اس نے میرے ڈر سے اس برائی کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے تو پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اس کے لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو گنا تک لکھی جاتی ہیں اور جو برائی کرتا ہے تو اس کے لیے ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب نیک نیت بنائے اور اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرنے والا بنائے۔ بری نیت اور برائیوں سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت خاصہ کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

جمعرات، 11 اکتوبر، 2018ء

غصے پر قابو پایئے!

اللہ تعالیٰ نے انسان میں فطرتاً "غصہ" رکھا ہے۔ جب اس کی مرضی اور مزاج کے خلاف کوئی بات پیش آتی ہے تو اس میں غصے کی آگ بھڑک اٹھتی ہے جس کی وجہ سے وہ طیش میں آجاتا ہے، اس کی رگیں پھول جاتی ہیں، چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے اور زبان لڑکھڑانے لگتی ہے۔ ایسے وقت میں اس کی دماغی حالت اپنی حالت پر باقی نہیں رہتی یہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ ایسے فیصلے کرتا ہے جن کی وجہ سے اس کا مستقبل برباد ہو جاتا ہے۔ گھر بار، بیوی بچے اور دوست احباب سب اس سے بچھڑ جاتے ہیں۔ خونی رشتوں کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے جسمانی طور پر بھی نقصان ہوتا ہے کئی بیماریاں اسے لگ جاتی ہیں۔ بلڈ پریشر، معدے کا السر، دائمی سر درد، ذہنی دباؤ، فالج اور بعض مرتبہ ہارٹ اٹیک تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بیماریوں سے جان نہیں چھوٹتی۔

اس کے معاشرتی نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں غصیلا انسان کسی محفل میں جانے کے قابل نہیں رہتا۔ لوگوں کی نظر میں گر جاتا ہے، سماجی اور اخلاقی طور پر ایسا انسان قابل نفرت اور قابل ملامت قرار دیا جاتا ہے اور مال و دولت، زمین جائیداد اور کاروبار وغیرہ سب تباہ ہو جاتا ہے۔

جس قدر غصہ بڑھتا جاتا ہے اسی قدر اس کو معاشرے سے تنہا کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ بہت سارے باصلاحیت نوجوان اسی غصے پر قابو نہ پانے کی وجہ سے عظیم دینی خدمات سے محروم ہو جاتے ہیں اور باعزت مقام سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

آپ نے کئی ایسے بوڑھے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوں گے جن کے غصیلے

مزاج نے انہیں معاشرے سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ کئی قائدانہ صلاحیتوں کے مالک انسان ایسے ہیں جن کی تمام صلاحیتوں کو غصے نے دیمک کی طرح چاٹا اور آج وہ غلامانہ طرز زندگی گزار رہے ہیں ان کا حلقہ احباب سمٹ کر رہ گیا ہے۔

گویا غصہ محرومیوں اور ناکامیوں کا بنیادی سبب ہے اور یہ محرومی صرف دنیا تک محدود نہیں بلکہ آخرت کو بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ غصیلا انسان احکام اسلام اور حدود شریعت بھی پامال کرتا ہے اور خود کو جہنم کا ایندھن بناتا ہے۔

اس لیے اسلامی تعلیمات میں غصے کو تمام برائیوں کی جڑ اور بنیاد قرار دے کر اس پر قابو پانے کا حکم دیا گیا ہے۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 134

ترجمہ: اہل تقویٰ وہ ہیں جو غصے کو قابو میں رکھتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ عفو ودرگزر والا معاملہ رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

صحیح بخاری، باب الحذر من الغضب، حدیث نمبر 6114

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ ڈالے بلکہ طاقت ور وہ انسان ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ

صحیح بخاری، باب الحذر من الغضب، حدیث نمبر 6116

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کرو۔ اس شخص نے بار بار نصیحت کی درخواست کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار یہی نصیحت فرمائی کہ غصہ نہ کرو۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَهُ

مساوی الاخلاق للخرائطی، باب ماجاء فی فضل الحلم وکظم الغیظ، حدیث نمبر 321

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے غصے پر قابو پالے اللہ تعالیٰ اسے عذاب سے محفوظ فرمالیں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاذَا يُبَاعِدُنِي مِنْ غَضَبِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: لَا تَغْضَبْ

مسند احمد، حدیث نمبر 6635

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مجھے ایسا کام بتائیں جس کی وجہ سے میں اللہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصے سے بچو جو شخص جس قدر اپنے غصے کو قابو میں رکھے گا اسی قدر اللہ کے غضب سے محفوظ رہے گا۔

عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «حُسْنُ الْخُلُقِ» ثُمَّ أَتَاهُ عَنْ شِمَالِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «حُسْنُ الْخُلُقِ» ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ بَعْدِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا لَكَ لَا تَفْقَهُ أَوْ مَا لَكَ لَا تَنْقَهُ حُسْنُ الْخُلُقِ هُوَ أَنْ لَا تَغْضَبَ إِنِ اسْتَطَعْتَ»

تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی، حدیث نمبر 878

ترجمہ: حضرت علاء بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی جانب سے آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اخلاق۔ وہ شخص دائیں طرف سے آیا اور آکر پھر وہی بات عرض کی کہ یارسول اللہ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اخلاق۔ وہ شخص بائیں طرف سے آیا اور آکر پھر وہی بات عرض کی کہ یارسول اللہ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اخلاق۔ وہ شخص پچھلی طرف سے آیا اور آکر پھر وہی بات عرض کی کہ یارسول اللہ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تم حسن اخلاق کو نہیں سمجھ رہے ہو؟ جہاں تک ہو سکے خود کو غصے سے بچاؤ۔

قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: اَلْغَضَبُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ. وَقِيلَ لِابْنِ الْمُبَارَكِ: اجْمَعْ لَنَا حُسْنَ الْخُلُقِ فِي كَلِمَةٍ، قَالَ: تَرْكُ الْغَضَبِ

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غصہ تمام برائیوں کی کنجی (بنیاد) ہے اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ حسن اخلاق کی جامع تعریف کریں تو انہوں نے فرمایا کہ غصے کو چھوڑ دینا۔

غصے پر قابو پانے کی چند تدابیر:

احادیث مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ پر قابو پانے کی چند تدابیر ہیں جن کو اختیار کرنے سے انسان غصے پر قابو پالیتا ہے۔

1...خاموشی:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ (إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ) قَالَهَا ثَلَاثًا

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید کرتے ہوئے تین بار یہی بات ارشاد فرمائی۔

2... تعوذ:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

صحیح بخاری، باب الحذر من الغضب، حدیث نمبر 6115

ترجمہ: حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بات پر جھگڑ پڑے۔ ایک نے غصہ میں گالی دی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اس کو پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا اور وہ یہ ہے: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

3... وضو:

عَنْ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ

مساوی الاخلاق للخرائطی، باب ماجاء فی فضل الحلم وکظم الغیظ، حدیث نمبر 336

ترجمہ: حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: غصہ شیطان کی وجہ سے آتا ہے اور شیطان آگ سے بنا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے اس لیے جب تمہیں غصہ آئے تو تم وضو کر لیا کرو۔

4...حالت کی تبدیلی:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ

سنن ابی داؤد، باب ما یقال عند الغضب، حدیث نمبر 4784

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں غصہ آئے تو اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اس سے اگر غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ لیٹ جاؤ۔

اہل عرب ایسے موقعوں پر ایک دوسرے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تلقین کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور شیطانی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پانی کے چند گھونٹ پی لینے سے بھی غصہ کم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نرمی اختیار کرنے والا بنائے۔ غصے اور اس کے انجام بد سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قیامت کے دن اپنے غصے سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن والحدیث، لاڑکانہ

جمعرات، 18 اکتوبر، 2018ء

بری خصلتوں سے بچیں!!

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا اس میں خیر اور شر دونوں رکھ دیے اب کچھ لوگوں نے برائی کو اپنے لیے پسند کیا تو برے بن گئے اور جس نے اپنے لیے خیر کو پسند کیا وہ اچھے بن گئے۔ چونکہ یہ دنیا تضادات کا مجموعہ ہے اس میں آدم جیسا نبی ہے تو ابلیس جیسا لعین بھی ہے، یہاں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور شیاطین جنات کا بسیرا بھی، ابراہیم جیسا خلیل ہے تو نمرود جیسا مردود بھی ہے، موسیٰ جیسا موحد ہے تو فرعون جیسا بدبخت بھی ہے، وجہ تخلیق کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں تو ابوجہل وابولہب جیسے متمرد بھی ہیں، صحابہ واہلبیت جیسے پاکیزہ و مقدس شخصیات ہیں تو مشرکین و منافقین جیسے بدکردار بھی۔ رحمان کے بندے ہیں تو شیطان کی اولاد بھی۔ الغرض خیر و شر، نیکی و بدی، اچھائی وبُرائی دونوں ساتھ ساتھ وقت گزار رہی ہیں اچھے انسانوں کی صفات پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ برے انسانوں کی بری صفات ختم کرنے کا حکم بھی ملتا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَاقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدَى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْأَعْلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَى وَطَغَى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّينِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّينَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُودُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ

جامع الترمذی، باب ماجاء فی صفة اوانی الحوض، حدیث نمبر 2372

ترجمہ: حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: برا شخص وہ ہے جو خود کو دوسروں سے بہتر سمجھے، تکبر کرے اور اللہ کو بھول جائے۔ برا شخص وہ ہے جو ظلم کرے فساد کرنے میں حد سے تجاوز کرے اور جبار و قہار رب کو بھول جائے۔ برا شخص وہ ہے جو دین داری کو بھول جائے اور دنیا میں مشغول ہو کر قبروں کی ہولناکیوں کو بھول جائے۔ برا شخص وہ ہے جو فتنہ پرور ہو، نافرمانی میں حد سے گزر گیا ہو اور اپنی آغاز و انجام کو بھول بیٹھا ہو۔ برا شخص وہ ہے جو دنیا کو دین کے ذریعے کمائے۔ برا شخص وہ ہے جو دین میں شبہات پیدا کر کے مشکوک بنانے کی کوشش کرے۔ برا شخص وہ ہے جو لالچی ہو اور لالچ اسے زمانے کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرے۔ برا شخص وہ ہے جو نفسانی خواہشات کا پابند ہو اور وہ خواہشات اس کو گمراہ کرتی رہتی ہوں۔ برا شخص وہ ہے جو دنیا کے حرص میں مبتلا ہو اور یہ چیز اسے ذلیل کرتی ہو۔

پہلا بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ تَخَيَّلَ واختال، ونَسِيَ الكبيرَ المُتعالَ ۔ اس میں تین بڑی خرابیاں ہیں۔

تخیل... دوسرے کو حقیر سمجھ کر اپنے بارے اعلی ہونے کی خوش فہمی میں رہنے والا۔

واختال ... غرور اور گھمنڈ میں مبتلا رہنے والا۔

نسی الکبیر المتعال ... اپنے کبر و غرور کی وجہ سے اللہ کی بڑائی، عظمت اور جلال کو بھول جانے والا۔

دوسرا بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدَى، ونَسِيَ الْجَبَّارَ الْأَعْلَى۔ کمزوروں اور ماتحتوں پر ظلم و جبر کرنے والا اور لڑائی جھگڑے کو پیدا کر کے حد سے تجاوز کرنے والا

یہ اس رب کو بھول بیٹھا ہے جو ظالموں اور جابروں کو کیفر کردار تک پہنچانے والا ہے۔

تیسرا بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ سَهَا ولَهَا، ونَسِيَ المَقابِرَ والبِلَا۔ خدائی احکامات کو نظر انداز کرنے والا، نہ عبادات، نہ معاملات نہ اخلاقیات۔ نہ حلال و حرام کی تمیز۔ یہ قبر اور اس میں مدفون لاشوں کو بھلانے والا۔ آج کے مادہ پرست دور میں اہل اسلام کے کثیر افراد اس بُرائی میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔

چوتھا بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ عَتَا وطَغَى، ونَسِيَ الْمُبْتَدَا والْمُنْتَهَى فتنہ پرور آدمی رشتہ داروں، محلہ داروں اور لوگوں کے مابین نفرتیں پیدا کرنے والا، اخوت و بھائی چارگی کی فضا کو مکدر کرنے والا۔ لگائی بجھائی کو اپنا مشغلہ بنانے والا یہ اپنے آغاز اور انجام کو بھول بیٹھا ہے۔

پانچواں بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ يَخْتِلُ الدنيا بالدِّينِ۔ دنیا کے حصول کے لیے دین کو برباد کرنے والا، اپنی عبادات کو ریا اور دکھلاوے کی بھینٹ چڑھانے والا۔ دین داری ظاہر کر کے مال و زر ہتھیانے والا۔

چھٹا بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ يَخْتِلُ الدِّينَ بالشُّبُهاتِ۔ دینی احکامات میں شبہات پیدا کرنے والا، ایسی باتیں بتلانے والا جس سے دین کے بارے شبہات پیدا ہوتے ہوں لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈال کر دین سے دور کرنے والا۔

ساتواں بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبدُ عبدٌ طَمَعٌ يَقُودُه۔ لالچی آدمی۔ خواہ لالچ مال و زر کا ہو، جاہ و منصب کا ہو، نام و نمود اور شہرت وغیرہ کا ہو۔ یعنی تقدیر الٰہی پر ناخوش شخص۔

آٹھواں بُرا آدمی:

بِئْسَ العبدُ عبدٌ هَوًى يُضِلُّه۔ خواہشات نفس کو ناجائز و حرام طریقوں سے پوری کرنے والا، اس کے لیے نہ اسے مخلوق کی پرواہ ہے اور نہ ہی خالق کا خوف۔

نواں بُرا آدمی:

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ بے شرم آدمی۔ ذلت و خواری کے باوجود لوگوں کے جائز طعن و تشنیع سننے کے باوجود، بجا تنقید سننے کے باوجود احساس شرمندگی سے عاری انسان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا بُرائیوں کی نشاندہی اس لیے فرمائی کہ میری امت کے لوگ ان سے بچیں اگر ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو سر شرم سے جھک جاتے ہیں آج ہم میں من حیث القوم ساری بُرائیاں موجود ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم خود کو اچھا اور دوسروں کو بُرا سمجھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان بُرائیوں سے نجات پا کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام بن جائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

وائیاں والی، تحصیل وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ

جمعرات، 25 اکتوبر، 2018ء

اطاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کا لاکھ احسان و ہزار ہا شکر ہے کہ اس نے اس امت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور اپنی عظیم کتاب ”قرآن مجید“ آپ پر نازل فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہدایت کا نور پوری دنیا میں پھیلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دین متین کی زبانی تعلیم دی وہاں اس کی عملی شکل بھی اپنے اعمال مبارکہ سے بیان فرما دی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو قرآنی نمونہ قرار دیا گیا۔

دین اسلام کی تعلیمات پر ایمان اور اس کے تقاضوں پر عمل چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ممکن ہی نہیں اس لیے کلمہ شہادت میں جہاں اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اقرار ضروری ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ماننا بھی لازم ہے۔ حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل جب گرفتار ہو کر آئے تو انہیں مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ کچھ دن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ اور مشفقانہ سلوک کا بغور مشاہدہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انہیں رہا کیا گیا تو انہوں نے بقیع کے ایک جانب کھجوروں کے ایک باغ میں غسل کیا اور پھر خدمت نبوی میں حاضر ہو کر کلمہ شہادت یوں پڑھا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اور حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

سنن ابی داوٗد، باب فی الأسیر یوثق، حدیث نمبر 2681

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کیے بغیر ایمان قابلِ قبول ہی نہیں۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اس وقت تک کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی

محبت نہ ہو۔ اگر دل محبتِ نبوی سے خالی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا دعویٰ محض زبانی دعویٰ ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اس بات پر عذاب کی وعید سنائی ہے کہ انسان؛ اللہ تعالیٰ، اس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حکم یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی بنسبت اپنے ماں باپ، اولاد، رشتہ داروں، تجارت او مال و دولت وغیرہ کے ساتھ زیادہ محبت کرے۔ ارشاد باری ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ .

سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 2

ترجمہ: (اے پیغمبر! مسلمانوں سے) فرمادیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

صحیح بخاری، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الإیمان، حدیث نمبر 15

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے کچھ تقاضے ہیں۔ ان تقاضوں پر

پورا اترنا اور اس کے لیے پوری کوشش کرنا ہی عشق و محبت کی حقیقی علامت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا حقیقی اور اہم تقاضا: اطاعتِ رسول ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن باتوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے روکا ہے ان سے یکسر اجتناب کیا جائے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 31

ترجمہ: (اے پیغمبر!) آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

یعنی اطاعتِ رسول کے بغیر محبتِ الٰہیہ کا دعویٰ بھی بے حقیقت ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا .

سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 21

ترجمہ: تم میں سے جو کوئی اللہ سے ملاقات اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لئے رسول اللہ کی ذات والاصفات میں اچھا نمونہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى۔

صحیح البخاری، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 7280

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہو گا سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے جس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ۔

مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر 167

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کر دے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس ادا کو دیکھا اس کو اپنا لیا۔ پوری امت میں سب سے زیادہ اطاعت و اتباعِ نبوی کا مظہر حضرات صحابہ کرام رضی االلہ عنہم کی برگزیدہ ہستیاں ہیں۔ ان کا عمل باقی امت کے لیے مشعل راہ ہے۔ چند آثار ملاحظہ ہوں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ۔

صحیح بخاری، باب الاقتداء بافعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 7298

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ

صحیح بخاری، باب ماذُکر فی الحجر الأسود، حدیث نمبر 1597

ترجمہ: حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے کر فرمایا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے؛ نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَفْعَلُهُ

صحیح البخاری، باب من أتی مسجد قباء کل سبت، حدیث نمبر 1193

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں ہر ہفتے کے دن پیدل اور سوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے۔ خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ: حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود کو ہاتھ لگایا پھر ہاتھ کو چوم لیا اور فرمایا: جب سے میں نے حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے کبھی اس (عمل) کو ترک نہیں کیا۔

صحیح مسلم، باب استحباب استلام الرکنین الیمانیین فی الطواف، حدیث نمبر 1268

اللہ رب العزت ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

مسجد توحید الاسلام، غازی آباد، لاہور

جمعرات، 8 نومبر 2018ء

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم ہر روز یہ دعا مانگتے ہیں:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ‎O صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ‎O

سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر 7،6

ترجمہ: (اے اللہ) ہمیں ایسے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ اُن کے راستے کی جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ ہی بھٹکے ہوئے لوگوں کے راستے کی۔

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان انعام یافتہ لوگوں کی تعیین کی ہے، وہ یہ ہیں:

أَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ

سورۃ النساء، آیت نمبر 69

ترجمہ: جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ انبیاء، صحابہ، شہداء اور اولیاء ہیں۔

قرآن کریم کے متعدد مقامات پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اطاعت کا دائرہ بہت وسیع ہے: اعتقادات، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت سب کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ اور ساتھ میں اس پر ملنے والے انعامات جبکہ نافرمانوں کی سزا کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ چند آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

اطاعت گزاروں پر انعامات:

1: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ‎O

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 31

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری باتوں پر عمل کرو خود اللہ تم سے محبت فرمائے گا مزید یہ کہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

اس آیت مبارکہ میں دو انعاموں کا تذکرہ موجود ہے: پہلا اللہ رب العزت کی محبت کا ملنا جو کہ تمام انعامات میں سے سب سے بڑا انعام اور مقصد حقیقی ہے جس خوش نصیب کو یہ انعام مل جائے تو اسے اور کسی چیز کی ضرورت ہی کہاں رہتی ہے؟

دوسرا انعام گناہوں کی بخشش کرنے کی صورت میں عطا فرمایا ہے کہ تمہاری زندگی میں جو گناہ ہو گئے ہیں ان کا تقاضا تو یہی تھا کہ تمہیں اس کی سزا دیتا لیکن تم نے میرے رسول کی اطاعت کر کے مجھے خوش کیا ہے اس لیے میں تمہارے گناہوں کو بھی معاف کرتا ہوں۔

2: وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ O

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 132

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت مبارکہ میں اطاعت پر ملنے والا انعام یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ہمارے اوپر مصائب و مشکلات آتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی اسے ہی عذاب ہو گا جس سے اللہ ناراض ہوں گے اطاعت کی وجہ سے اللہ کا رحم فرماتے ہیں دنیا میں مشکلات اور مصائب و حوادثات سے پناہ عطا فرماتے ہیں جبکہ آخرت میں عذاب سے محفوظ فرمائیں گے۔

3: تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ O

سورۃ النساء، آیت نمبر 13

ترجمہ: یہ اللہ کی قائم کردہ حدود ہیں اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جس میں نہریں بہتی ہوں اور یہ ہمیشہ ہمیشہ اسی (جنت) میں رہیں گے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اطاعت پر ملنے والا انعام یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایسی جنت عطا فرمائیں گے جس میں نہریں بہتی ہوں۔ اور اسے ہی بڑی کامیابی قرار دیا گیا ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ

سورۃ محمد، آیت 15

ترجمہ: اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ایسی ہو گی کہ اس میں پانی کی نہریں ہوں گی جو پانی خراب نہیں ہو گا ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں خراب ہو گا ایسی شراب طہور کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ اور مزے دار ہو گی اور ایسے صاف شہد کی نہریں ہیں جس کے اوپر سے جھاگ اتار لی گئی ہے اور ان جنت والوں کے لیے وہاں ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش کا اعلان۔ بھلا یہ ان لوگوں جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور انہیں گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو کاٹ کے رکھ دے گا۔

4: وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا O

سورۃ النساء، آیت نمبر 69

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ انبیاء، صحابہ، شہداء اور اولیاء ہیں۔ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی اچھی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اطاعت اختیار کرنے والوں کا یہ انعام ذکر کیا ہے کہ ان کو انبیاء، صحابہ، شہداء اور صلحاء (نیک لوگوں) کی معیت نصیب ہو گی جہاں وہ جائیں گے وہاں یہ بھی جائیں گے اور اللہ رب العزت نے اس کو بہت ہی خوبصورت رفاقت (دوستی) قرار دیا ہے۔

5: مَنۡ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ اللّٰهَ

سورۃ النساء، آیت نمبر 80

ترجمہ: جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کیا۔

اس آیت مبارکہ میں اطاعت رسول پر ملنے والے ایک انعام کا تذکرہ موجود ہے وہ یہ کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ ایک بندے کے لیے اپنے خالق کی بات مان کر اسے خوش کر لینے سے بڑا انعام اور ہو ہی کیا ہو سکتا ہے؟

6: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِينَ O

سورۃ الانفال، آیت نمبر 64

ترجمہ: اے نبی تمہارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور ان اہل ایمان کے لیے بھی جو آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں یہ انعام مذکور ہے اللہ رب العزت اطاعت گزاروں کو تسلی دے رہے ہیں میں اللہ تمہارے لیے کافی ہوں کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

7: قُلۡ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنۡ تَوَلَّوۡا فَإِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ

وَعَلَيۡكُمۡ مَا حُمِّلۡتُمۡ وَإِنۡ تُطِيعُوهُ تَهۡتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الۡبَلَاغُ الۡمُبِينُ

سورۃ النور، آیت نمبر 54

ترجمہ: اے میرے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم نے اس سے منہ موڑا تو اس کا وبال تمہارے اوپر ہی ہو گا اور اگر تم نے اطاعت کر لی تو ہدایت پا لو گے اور رسول کے ذمے تو بات واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جس انعام کا تذکرہ فرمایا ہے وہ ہے ہدایت۔ اللہ کے خزانوں میں ہدایت سب سے قیمتی خزانہ ہے اطاعت کی وجہ سے اللہ کامل ہدایت عطا فرماتے ہیں ہدایت کی وجہ سے انسان کے عقائد، اعمال، اخلاق اور طرز معاشرت سب درست ہوتے ہیں۔

8: وَمَنۡ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا

سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 71

ترجمہ: جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

اس آیت مبارکہ میں اطاعت گزاروں کو اللہ رب العزت بہت بڑی کامیابی کا پروانہ دے رہے ہیں۔

اطاعت سے منہ موڑنے والوں کی سزا:

1: وَمَنۡ يَعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ O

سورۃ النساء، آیت نمبر 14

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی قائم کردہ

حدود سے آگے بڑھے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو آگ میں ڈال دیں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں اور ان کے لیے رسوا کن عذاب ہو گا۔

اس آیت مبارکہ میں اطاعت سے منہ موڑنے والوں کو آگ اور رسوا کن عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

2: إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا O خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا O يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا O

سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 64،65،66

ترجمہ: بے شک اللہ رب العزت اپنے دین کے نہ ماننے والوں پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان کو سزا دینے کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی یار و مدد گار نہیں ہو گا اس دن منہ کے بل وہ آگ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ اے کاش کہ ہم اللہ اور اور کے رسول کی اطاعت کر لیتے۔

ان آیات مبارکہ میں اطاعت سے روگردانی کرنے والوں کے لیے اللہ کی لعنت، ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم اور آخرت میں اپنی بد بختی پر حسرت کا تذکرہ ہے۔

اطاعت اس وقت ہوتی ہے جب دل میں اس کے بارے احترام اور محبت کے جذبات ہوں۔ بحیثیت مسلمان ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں، بلکہ اپنے والدین، اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبت کرتے ہیں، یہی محبت ہمارا ایمان ہے، اسی محبت پر شفاعت کی امیدیں وابستہ ہیں، یہی محبت ہی ہمارے کل دین کی اساس و بنیاد ہے۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور آپ کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق ساری زندگی گزارنے کا فیصلہ کریں گے تو ہمارا دعویٰ محبت سچا

ثابت ہو گا اس کے لیے ہمیں اسلامی تعلیمات کا علم حاصل کرنا ہو گا کیونکہ بغیر علم کے یہ ممکن نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری زندگیوں میں اسلامی تعلیمات کس قدر ضروری ہیں۔

علم کے بعد عملاً ایسے طرز پر زندگی گزارنی چاہیے جو سنت رسول کی عکاس ہو، خیر کی باتیں بھی معلوم ہوں تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے اور شر کی باتیں بھی معلوم ہوں تاکہ ان سے بچا جاسکے۔

آپ کی محبت جب تک تمام محبتوں پر غالب رہے گی، آپ کی سنت جب تک تمام معاشرتی طور طریقوں پر غالب رہے گی، آپ کی تعلیمات جب تک تمام تعلیمات پر غالب رہیں گی اور سب سے بڑھ کر آپ کی ناموس کی حفاظت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ جب تک دلوں میں باقی رہے گا ہم اور ہماری نسلوں کا ایمان باقی رہے گا۔ ورنہ خاکم بدہن اس میں کمی آگئی تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامع مسجد الفلاح، چکوال

جمعرات، 15 نومبر، 2018ء

تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم... حصہ اول

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عزت و شرافت، احترام و تعظیم اور مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اتنا کسی اور کو نہیں دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے وجہ تخلیق کائنات، مقصد تخلیق کائنات، واجب الاتباع، خاتم الانبیاء، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، محسن، مشفق، ہادی، رہبر اور محبوب جاننا اور ماننا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر جتنے حقوق ہیں ان میں اطاعت کے بعد دوسرا بڑا حق آپ کی تعظیم بجالانا ہے۔ تعظیم کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی شان کے لائق آپ سے تعلق رکھا جائے، ادب و احترام کا از حد خیال کیا جائے، آپ کی تعلیمات پر دل و جان سے ایمان لاکر عمل کیا جائے۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اہل ایمان کو جو سب سے پہلے خطاب فرمایا ہے اس میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 104

ترجمہ: اے ایمان والو! تم (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے) راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہا کرو اور بات کو اچھی طرح سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

فائدہ: مدینہ کے یہودی جب آپ سے بات چیت کرنے کے لیے آتے تو "راعنا" کہتے جس کا عام طور پر مطلب یہ بنتا ہے کہ ہماری رعایت فرمائیں لیکن اگر اس میں عین کو ذرا کھینچ کر بولا جائے تو اس کے معنی بنتے ہیں اے ہمارے چرواہے! چونکہ اس لفظ سے بے ادبی اور گستاخی کا وہم پیدا ہوتا ہے اس لیے اللہ رب العزت نے ایسا لفظ بولنے

پر پابندی لگادی جس سے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرہ برابر بھی فرق پڑتا ہو۔ "راعنا" کے بجائے "انظرنا" کہنے کا حکم دیا جس کا معنی ہے ہم پر نظر شفقت فرمائیں۔

لَا تَجۡعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَاءِ بَعۡضِكُم بَعۡضًا قَدۡ يَعۡلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمۡ لِوَاذًا فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنۡ أَمۡرِهِ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ يُصِيبَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ

سورۃ النور، آیت نمبر 63

ترجمہ: تم (اللہ کے) رسول کو اس طرح سے نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو اللہ ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو تم آہستگی سے نکل جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ ان تک کوئی آفت (آزمائش) آپہنچے یا کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔

فائدہ: عموماً جب لوگ ایک دوسرے کو بلاتے ہیں تو اس بلانے میں زیادہ اہمیت نہیں ہوتی بلکہ برابری کی سطح پر بلاتے ہیں، آیت مبارکہ میں اس انداز سے روکا جارہا ہے کہ اس سے تعظیم رسول میں دراڑ پڑتی ہے۔ حکم ہے کہ ادب اور تعظیم کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کے بارے میں آج بھی یہی ضابطہ ہے کہ دور سے نہ پکارا جائے اور روضہ مبارکہ کے قریب آہستہ سے صلوٰۃ وسلام عرض کیا جائے اور اپنی شفاعت کی درخواست بھی آہستہ آواز میں عرض کی جائے۔

إِنَّا أَرۡسَلۡنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤۡمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكۡرَةً وَأَصِيلًا۔

سورۃ الفتح، آیت نمبر 8،9

ترجمہ: اے پیغمبر! یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، (اللہ کی طرف سے ملنے

والے انعام و ثواب کی)خوشخبری دینے اور (اللہ کے عذاب سے)ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ تا کہ (لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کی نصرت کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

فائدہ: آیت مبارکہ میں بتایا جا رہا ہے کہ رسول پر ایمان لاؤ، ان کے مشن میں ان کا ساتھ دو اور ان کا بلند مقام و مرتبہ تسلیم کر کے ان کی تعظیم کرو یعنی ان کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ O يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ O إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ O إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ O وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O

سورۃ الحجرات، آیت نمبر 1 تا 5

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو، اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا بھی ہے اور اچھی طرح جانتا بھی ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔ بے شک جو لوگ بارگاہ نبوت میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے خوب جانچ کر تقویٰ کے لیے منتخب کر لیا ہے، ان کو مغفرت بھی حاصل ہے اور زبردست اجر

بھی۔ اے پیغمبر! وہ لوگ جو آپ کو حجروں کی پیچھے سے آواز دے کر بلاتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

فائدہ: ان آیات مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و جلالت شان اور آداب کا تذکرہ ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جن معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمانا ہو، آپ نے مشورہ طلب بھی نہ کیا ہو تو ایسے معاملات میں پہلے ہی سے کوئی رائے قائم کر کے اس پر اصرار نہ کرو اور نہ ہی ایسا انداز اختیار کرو جس سے بارگاہ نبوی میں بحث و مباحثہ کی صورت بن جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اپنی آوازوں کو ادب و تعظیم کی وجہ سے پست رکھو۔ کیونکہ کسی بڑے کی مجلس میں زور سے بولنا ادب کے خلاف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے حقیقی مصداق ہیں۔ روضہ مبارکہ پر آیت مبارکہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ...الخ لکھی ہوئی موجود ہے، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی حیات میں یہ حکم تھا وفات کے بعد قبر اطہر میں ملنے والی حیات برزخیہ کی وجہ سے یہی حکم اب بھی باقی ہے۔ اس لیے روضہ مبارکہ پر جانے والے زائر کو ادب اور تعظیم کا خیال کرتے ہوئے مناسب آواز میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنا چاہیے۔ مسجد نبوی کے احاطے میں بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تعظیم رسول کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، قلعہ احمد آباد، نارووال

جمعرات، 22 نومبر، 2018ء

تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی راہنمائی کے لیے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا پھر ان پر ایمان لانے کا حکم دیا اور ان سے محبت، اطاعت اور تعظیم کو لازم قرار دیا۔

امت میں سب سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور اس کے بعد درجہ بدرجہ تمام اہل ایمان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی ہے۔ تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ بہت وسیع ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہر ہر چیز کو عظمت کی نگاہ سے دیکھنا اور قدر کرنا شامل ہے۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا ...إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ: فَوَاللهِ، مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ. فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ، لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ، وَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَ كِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ، إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا. وَاللهِ، إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَ إِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَه۔

صحیح بخاری، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب، حدیث نمبر 2732

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث

میں مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (کفار کی طرف سے وکیل بن کر آئے تو) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جائزہ لیتے رہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب دہن زمین پر ڈالنا چاہتے تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اس کو فوراً پورا کیا جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال شدہ پانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے لگتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی آوازوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انتہائی آہستہ رکھتے تھے اور انتہائی تعظیم کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر جما کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

اس کے بعد عروہ بن مسعود جب واپس اپنے ساتھیوں کی طرف گئے اور ان سے کہنے لگے: اے قوم! اللہ ربّ العزت کی قسم! میں (بڑے بڑے) بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں، میں قیصر و کسری اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں۔

لیکن خدا کی قسم! میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ لعاب دہن زمین پر ڈالنا چاہتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے، جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے، جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ ان کے وضو کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کرنے لیے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو آہستہ رکھتے ہیں، اور انتہاء درجہ تعظیم کے وجہ سے

وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث نمبر 3613

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مجلس میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو حاضر نہ پایا (تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا) ایک صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں معلوم کر کے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ صحابی حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں (پریشانی کے عالم میں) سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ آنے والے صحابی نے حضرت ثابت سے پوچھا: خیر تو ہے؟ تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ بہت پریشان کن صورتحال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے مقابلے میں میری آواز بلند ہوتی تھی، سارے نیک اعمال بے کار ہو گئے ہیں اور میں جہنمی قرار دیا گیا ہوں۔ وہ صحابی اس بات کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ معاملہ اس طرح ہے۔ حضرت موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ صحابی دوبارہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بڑی خوشخبری لے کر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے فرمایا کہ تم حضرت ثابت کے پاس جاؤ اور جا کر میرا یہ پیغام

انہیں دو کہ وہ جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہیں۔

فائدہ: حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمان خطیب تھے۔ آپ کی گفتگو فصاحت وبلاغت سے پر ہوتی تھی، آنے والے وفود سے بات چیت فرمایا کرتے تھے چونکہ قدرتی طور پر آواز قدرے بلند تھی جب سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات مبارکہ نازل ہوئیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سکھاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال بے کار ہو جائیں گے۔

تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے اور ادب کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی حاضر نہ ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا شمار بھی انہیں لوگوں میں نہ ہو۔ اور آیت کے نازل ہونے سے پہلے چونکہ مجلس نبوی میں حاضر ہوتے رہتے تھے اسی بات کو سوچ سوچ کر پریشان ہو گئے۔ مذکورہ واقعہ کا پس منظر یہی ہے۔

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کا معرکہ لڑا گیا، تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاری کی، اپنا کفن تیار کرایا اور اسی کفن کو پہن کر جنگ میں شریک ہوئے بے جگری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کی قدرتی طور پر آواز بلند ہو اور وہ نبی کی مجلس میں بات کر لے تو یہ تعظیم کے خلاف نہیں۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عام انسانوں جیسا طرز گفتگو اختیار کرنا منع ہے۔

عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: قِيلَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ

اللهُ عَنْهُ أَيُّمَا أَكْبَرُ أَنْتَ أَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَ: هُوَ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا وُلِدْتُ قَبْلَهُ۔

المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر 5398

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن ابی رزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مجھ سے بڑے ہیں اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جیسے آپ کی دنیوی حیات مبارکہ میں ضروری تھا، وفات کے بعد بھی لازم ہے۔ اس پر دو احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صحیح بخاری، باب رفع الصوت فی المساجد، حدیث نمبر 470

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکری ماری، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ (یعنی کس قبیلے سے تمہارا تعلق ہے؟) انہوں نے کہا: ہم اہل طائف میں سے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس لئے کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ۔

مسند احمد، حدیث نمبر 25536

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میرے گھر کے جس کمرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی قبریں تھیں میں وہاں اپنے سر پر دوپٹہ نہ ہونے کی حالت میں بھی چلی جاتی تھی کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ یہاں صرف میرے شوہر اور میرے والد ہی تو ہیں، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی وہاں تدفین ہوئی تو بخدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے میں جب بھی اس کمرے میں گئی تو اپنی چادر اچھی طرح لپیٹ کر ہی گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہمارا ایمان ہے، آپ کی شان و عظمت بیان کرنی چاہیے اور ضرور کرنی چاہیے لیکن اس سے بھی زیادہ آپ کی تعلیمات پر عمل کر کے تعظیم کو بجالانا چاہیے۔ اللہ کریم ہمیں اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی المعظم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 29 نومبر، 2018ء

افضل الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ و سلم... حصہ اول

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں سب سے زیادہ فضیلت انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمائی اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے زیادہ فضیلت ان کو دی جنہیں منصب رسالت عطا فرمایا: وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

سورۃ الإسراء، آیت نمبر 55

ترجمہ: اے پیغمبر! جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے ان کو سب سے زیادہ آپ کا رب ہی جانتا ہے اور (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ) ہم نے انبیاء میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی اور ہم نے داود کو زبور عطا کی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 253

ترجمہ: یہ تمام رسول ہیں ان میں سے ہم نے بعض کو دوسروں پر فضیلت بخشی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خِيَارُ وَلَدِ آدَمَ خَمْسَةٌ: نُوحٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَعِيسَى وَمُوسَى وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَيْرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَسَلَّمَ.

مسند بزار، حدیث نمبر 9737

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانچ نبی ایسے ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں وہ یہ ہیں: حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ان سب سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس لیے تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الناس،

افضل الانبیاء اور افضل الرسل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو "خیر امۃ" یعنی سب سے بہترین امت قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کو یہ فضیلت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عطا ہوئی۔ جس کی وجہ سے امت کو یہ مقام اور مرتبہ نصیب ہوا ہے۔

امت کو فضیلت ملتی ہے نبی کی وجہ سے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ نے فضیلت بخشی ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کیونکہ فضیلت کی وجہ نبوت ہوتی ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملی ہے باقی انبیاء فقط نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں یعنی نبیوں کے بھی نبی ہیں۔ اس لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد لیا گیا کہ اگر تمہارے دور میں میرا پیغمبر آجائے تو اس پر ایمان لانا، اور اس کا دست و بازو بننا۔

وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ.

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 83

ترجمہ: اور جب اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ اگر میں تم کو کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اللہ نے ان انبیاء کرام سے کہا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے سونپی جانے والی ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے اقرار کے گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں

شامل ہو جاتا ہوں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا أَہْلَ الْکِتَابِ عَنْ شَیْءٍ فَإِنَّہُمْ لَنْ یَہْدُوکُمْ وَقَدْ ضَلُّوا فَإِنَّکُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوا بِبَاطِلٍ أَوْ تُکَذِّبُوا بِحَقٍّ فَإِنَّہُ لَوْ کَانَ مُوسَی حَیًّا بَیْنَ أَظْہُرِکُمْ مَا حَلَّ لَہُ إِلَّا أَنْ یَتَّبِعَنِی۔

مسند احمد، حدیث نمبر 14631

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی طرح کے (مسائل) نہ پوچھو وہ خود گمراہ ہیں تمہیں سیدھی بات کیسے بتائیں گے ہو سکتا ہے کہ تم کسی غلط بات کو سچا مان بیٹھو اور حق بات کو جھٹلا بیٹھو۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا میں موجود ہوتے تو ان کے لیے بھی میری اتباع کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہوتا۔

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور باوجود خود نبی ہونے کے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے۔

عَنْ أَبِی ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَأَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ.

صحیح مسلم، باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع الخلائق، حدیث نمبر 4223

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا، میں وہ پہلا انسان ہوں گا جس کی قبر کھلے گی، گناہگاروں کی سب سے پہلے سفارش کرنے والا میں ہی ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا انسان ہوں گا جس کی سفارش کو قبول کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي.

جامع الترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 3544

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پہلا وہ انسان ہوں جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی، مجھے جنتی کا لباس پہنایا جائے گا پھر میں اللہ کے عرش کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا۔ میرے علاوہ یہ مقام کسی اور کو نصیب نہیں ہو گا۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ، وَخَطِيْبَهُمْ، وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ.

جامع الترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 3546

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت والے دن میں تمام انبیاء کا امام، ان کا ترجمان اور شفیع ہوں گا اور میں اسے اپنا ذاتی کمال سمجھنے کے بجائے محض اللہ کا کرم سمجھتا ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَبًا إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلًا، اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا، وَقَالَ آخَرُ: مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى: كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا، وَقَالَ آخَرُ: فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوْحُهُ، وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَسَلَّمَ وَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ

كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَمُوسَى نَجِيُّ اللهِ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَعِيسَى رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ وَهُوَ كَذَلِكَ، أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللهِ وَلَا فَخْرَ.

جامع الترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 3549

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار فرما رہے تھے اتنے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قریب سے ان کی باہمی گفتگو سنی۔ ایک صحابی نے کہا: واہ کیا شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے صحابی فرمانے لگے: یہ موسیٰ علیہ السلام کے اللہ سے کلام کرنے سے زیادہ تعجب والی بات نہیں اللہ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا ہے۔ تیسرے صحابی نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ چوتھے صحابی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں السلام علیکم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا: میں نے آپ لوگوں کی باہمی گفتگو سنی اور جن باتوں پر تم تعجب کر رہے تھے وہ بھی سنیں واقعی یہ سچ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے چن لیا۔ یقیناً یہ ان کا فضل و کمال اور اللہ کے ہاں عزت و مقام ہے۔ لیکن ایک بات اچھی طرح یاد رکھنا کہ میں (محمد) اللہ تعالیٰ کا

حبیب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔(یعنی میں اس کو اپنا کمال نہیں سمجھتا بلکہ اللہ کا فضل سمجھتا ہوں) قیامت کے دن میں (اللہ کی)حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔(اس کو میں اپنی ذاتی کمال کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ خاص اللہ ہی کا احسان مانتا ہوں) قیامت کے دن سب سے پہلا (گناہگاروں کی)سفارش کرنے والا بھی میں ہی ہوں گا اور سب سفارش کرنے والوں میں سے پہلے میری ہی سفارش کو قبول کیا جائے گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔(اس میں اپنا ذاتی کمال سمجھ کر فخر نہیں کرتا بلکہ محض اللہ کا فضل سمجھتا ہوں)اور سبب سے پہلے جنت کا دروازہ میں ہی کھٹکھٹاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ اہل ایمان فقراء اور غرباء ہوں گے اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں (یعنی اس پر فخر کے بجائے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں)اور میں اللہ کی بارگاہ میں تمام اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں لیکن مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں(یعنی اتنی زیادہ عزت و شرافت کے باوجود اسے میں اپنی خوبی سمجھنے کے بجائے محض اللہ ہی کی عطا تسلیم کرتا ہوں)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوَّلُهُمْ خُرُوْجًا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوْا، وَأَنَا خَطِيْبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوْا، وَأَنَا مُشَفِّعُهُمْ إِذَا حُبِسُوْا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوْا. اَلْكَرَامَةُ، وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي، يَطُوْفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ، أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ.

سنن الدارمی، حدیث نمبر 49

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(جب قبروں سے لوگوں کو نکالا جائے گا تو)سب سے پہلے میں نکلوں گا، میں

لوگوں کا قائد ہوں گا جب وہ وفد بن کر جائیں گے۔ جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ہی ان کا ترجمان ہوں گا۔ جب وہ روک دیئے جائیں گے تو میں ہی ان کی سفارش کرنے والا ہوں گا۔ جب وہ مایوس ہوں گے تو میں ہی انہیں خوشخبری دینے والا ہوں گا۔ قیامت کے دن عزت اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اپنے رب کی بارگاہ میں تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ عزت و شرافت والا ہوں۔ قیامت کے دن میرے اردگرد ایک ہزار خادم پھریں گے گویا کہ وہ مخفی حسن ہیں یا فرمایا کہ بکھرے ہوئے چمکدار موتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِيْلَ قَالَ: قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ أَجِدْ رَجُلًا أَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَرَ بَيْتًا أَفْضَلَ مِنْ بَيْتِ بَنِي هَاشِمٍ.

معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر 6285

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے جبریل امین نے کہا: میں نے تمام روئے زمین کو دیکھا ہے، میں نے سب سے زیادہ فضیلت والا آپ ہی کو دیکھا ہے اور گھرانوں میں سب سے اچھا گھرانہ بنی ہاشم کا پایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ افضل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

جمعرات، 6 دسمبر، 2018ء

افضل الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و رسولوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی انبیاء کرام علیہم السلام پر افضلیت حاصل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ۔

صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، حدیث نمبر 522

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چھ چیزیں عطا کر کے مجھے باقی انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی ہے:

1: اللہ نے مجھے جوامع الکلم دیے۔

2: رعب عطا فرما کے میری مدد کی ہے۔

3: مال غنیمت کو میرے لیے حلال کیا ہے۔

4: پوری زمین کو میرے لیے "طَھُوْر" بنادیا ہے۔

5: پوری زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ بنادیا ہے۔

6: مجھے پوری مخلوق کا نبی بنادیا ہے۔

(ان کا خلاصہ یہ ہے کہ) مجھے اللہ نے آخری نبی بنادیا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارک میں ایک دعوی کیا ہے "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کا کہ اللہ رب العزت نے مجھ پہ نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا،

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا اس کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ دلائل پیش فرمائے ہیں۔

جامع کلمات:

اللہ نے ہمارے نبی کو "جوامع الکلم" دیے ہیں، پہلے انبیاء علیہم السلام کو "کَلِمْ" دیے ہیں۔ "کَلِمْ" اور "جوامع الکلم" میں فرق یہ ہے کہ "کلمہ" اسے کہتے ہیں کہ لفظ ایک ہو اور معنی بھی ایک ہو اور "کلمہ جامعہ" اس کو کہتے ہیں کہ لفظ ایک ہو اور معانی زیادہ ہوں۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے کلمات دیے، ہمارے نبی کو کلمات جامعات دیے۔ اس لیے کہ پہلے نبی ایک بستی یا ایک قوم کے نبی تھے، انہیں تھوڑے مسائل کی ضرورت تھی اللہ نے تھوڑے سے کلمات دے دیے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے نبی ہیں، سارے زمانوں کے نبی ہیں، ساری قوموں کے نبی ہیں، ہمارے نبی کو کروڑوں مسائل چاہیے تھے جو عرب و عجم، شرق و غرب اور قیامت تک کے آنے والے تمام افراد کو کافی ہو جائیں۔ اب اگر اللہ کروڑوں مسائل کے لیے ہمارے نبی کو کروڑوں الفاظ دیتے تو ان کو محفوظ کرنا بہت دشوار ہوتا۔ اللہ نے کرم یہ فرمایا کہ ہمارے نبی کو کلمات جامعات دیے اور ان کی تہہ میں کروڑوں مسائل رکھ دیے۔ اب قیامت تک مسئلہ پیش آتا جائے تو حدیث کی تہہ سے نکلتا جائے گا اور مجتہد اور فقیہ نکال کر امت کو دیتے جائیں گے۔

رعب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ۔**

اللہ نے رعب عطا کر کے میری مدد فرمائی ہے۔

رعب عطا کر کے مدد کرنے کا مطلب کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے اس حدیث کے ساتھ ایک دوسری حدیث مبارک کو ملائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ۔

صحیح البخاری، حدیث نمبر 335

اگر میری امت کا کوئی فرد مجھ سے اتنا دور ہو کہ میرے پاس آنے میں اس کو ایک مہینہ لگ جائے، میں یہاں پہ ہوتا ہوں میرا رعب اس وقت اس پر وہاں چلا جاتا ہے۔ ایک دو روز کی مسافت کی بات نہیں ہے بلکہ فرمایا "مَسِيرَةَ شَهْرٍ" کہ اگر امت کا کوئی فرد مجھ سے اتنا دور ہو کہ مجھ تک آنے میں اس کو ایک ماہ لگے تو اتنی دور تک کا خدا نے مجھے رعب دے کر میری مدد فرمائی ہے۔

یہ اعزاز اللہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں دیا ہے، پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو کیوں نہیں دیا؟ کیونکہ پہلے نبی کا دائرہ نبوت چھوٹا ہے، اُن کا دائرہ ایک قوم، ایک بستی، ایک شہر ہے۔ تو جب ایک شہر ہے تو نبی وہاں تک خود جائے گا، نبی کی بستی ہے تو بستی میں ہر شخص کے پاس نبی خود جائے گا۔ ہمارے نبی کا دائرہ ایک بستی، ایک شہر اور ایک قوم نہیں ہے، ہمارے نبی کا دائرہ دنیا میں ساری قومیں، ساری بستیاں، سارے شہر، سارے ممالک بلکہ ہمارے نبی کا دائرہ قیامت تک آنے والے سارے زمانے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے پاس خود نہیں جانا، دائرہ نبوت بڑا ہے لیکن نبی کا مقام مخصوص ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ نبوت اتنا وسیع ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں سے لے کر مدینہ پہنچنے میں ایک مہینے سے زیادہ وقت لگتا ہو۔ آج کے دور میں سب سے تیز رفتار سواری ہوائی جہاز شمار ہوتا ہے۔ عام جہاز کی رفتار 1170 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے اور ابھی تک جو جہاز ایجاد ہوئے ہیں تو تیز ترین جہاز 13000 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا کے ایک کونے سے لے کر مدینہ تک تیز ترین جہاز پہنچے تو ایک گھنٹہ نہیں لگتا۔ گویا اللہ کے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پاس آنے والا اتنا دور ہو کہ میرے پاس آنے میں ایک ماہ لگے تو میرا رعب وہاں تک بھی جاتا ہے۔

میرے نبی مدینہ منورہ میں موجود ہیں کوئی جگہ ایسی نہیں بچتی جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں ایک ماہ سے زیادہ مسافت ہو، اس کا معنی یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مدینہ میں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ہے پوری کائنات میں۔

مالِ غنیمت:

وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ.

میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال قرار دے دیا گیا۔

مالِ غنیمت کے حلال ہونے کا معنی یہ ہے کہ مسلمان میدان جنگ میں کفار کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے اور کافر کا جو مال ان کو جنگ کے بعد ملے یہ "مالِ غنیمت" ہے۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے لیے یہ حلال نہیں تھا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز یہ ہے کہ دشمن کے مدِ مقابل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نکلے، میدان جنگ میں کفار سے لڑے، جو مال غنیمت ملے وہ ان کے لیے حلال ہے جو پہلے والوں کے لیے حلال نہیں تھا۔ مال غنیمت حلال کیوں ہے؟ وجہ "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" ہے کہ آخری نبی جو ہیں، جانا دور تک ہے، اب یہ کمائیں یا جہاد کریں، تو فرمایا کہ اے پیغمبر! ہم نے آپ کی یہ مشکل بھی حل کر دی، مال غنیمت ہی کو حلال کر دیا ہے۔

زمین ذریعہ طہارت:

وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا.

خدا نے پوری زمین کو میرے لیے طہور یعنی پاک کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔

پہلے نبیوں کے لیے تیمم کی گنجائش نہیں تھی۔ اس امت کے لیے تیمم کی

گنجائش موجود ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پوری زمین کو ان کے لیے "طہور" بنا دیا۔ پچھلی امتوں کے لیے جو کام پانی سے لیا اس امت کے لیے وہی کام مٹی سے لیا ہے۔ اس کی ضرورت کیا تھی؟ پہلے نبی ایک بستی کا نبی ہے جہاں بستی ہوتی وہاں پانی بھی تو ہوتا، اگر پانی نہ ہو تو "بستی" بستی ہی نہیں ہے۔ بستی تب ہوتی ہے جب بسنے کی جگہ تو ہو، اگر بسنے کی جگہ نہ ہو تو اسے بستی کہتے ہی نہیں ہیں، تو بستی وہاں ہو گی جہاں پانی ہو، شہر وہاں ہو گا جہاں پانی ہو، آبادی وہاں پہ ہو گی جہاں پانی ہو گا۔ ایک شہر کا نبی ہے تو شہر وہاں ہو گا جہاں پانی بھی ہے، ایک قوم کا نبی ہے قوم وہیں ٹھہرے گی جہاں پانی بھی ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بستی کے نہیں، ایک قوم کے نہیں بلکہ اقوامِ عالم کے نبی ہیں، تمام جہانوں کے نبی ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام میں فرق یہ ہے کہ پہلے نبی کی امت نے نماز تو پڑھی ہے لیکن بستی میں کیوں کہ امت ایک بستی تک محدود تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے وہاں بھی جانا ہے جہاں پانی نہیں، اگر پانی ہے تو کبھی اتنا نہیں ہے کہ جس سے وضو کریں یا جس سے غسل کریں، اتنا ہے کہ بس پی سکتے ہیں وضو یا غسل نہیں کر سکتے۔ پہلی امت نے چونکہ مخصوص جگہ پہ رہنا ہے اس کے لیے پانی تھا تو تیمم کی ضرورت نہیں تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے ایسی جگہوں پہ جانا ہو گا جہاں غسل کی حاجت ہو گی لیکن پانی نہیں ہو گا، وضو کی حاجت ہو گی اگر وضو کے لیے پانی نہیں تو مٹی سے تیمم، اگر غسل کے لیے پانی نہیں تو مٹی سے تیمم، باقی انبیاء علیہم السلام کی جگہ محدود تھی وہاں پر پانی تھا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ غیر محدود ہے جہاں پانی نہیں، تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت وہاں بھی ہے جہاں پانی نہیں ہو گا۔

روئے زمین سجدہ گاہ:

وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا۔

میرے لیے پوری زمین کو سجدہ گاہ بنادیا گیا ہے۔

پوری زمین کو سجدہ گاہ کیوں بنایا؟ پہلے عبادت کے لیے مخصوص مکان تھے وہاں ٹھہر کے نماز پڑھیں، اس امت کے لیے مخصوص مکان بھی ہے جہاں ٹھہر کے نماز پڑھیں لیکن کسی بھی جگہ نماز پڑھیں تو اللہ نے اسے سجدہ گاہ بنادیا ہے۔ یہ اعزاز صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے۔ کیونکہ پہلے نبی ایک ایک بستی اور شہر کے نبی ہیں، وہاں ایسا مکان بنایا جاسکتا ہے کہ لوگ وہیں آ کے نماز پڑھیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بستی، شہر اور ایک ملک کے نبی نہیں ہیں بلکہ پورے عالَم کے نبی ہیں، ہمارے نبی ان جگہوں کے بھی نبی ہیں جہاں آبادی نہیں ہے تو اللہ نے اعزاز یہ دیا کہ پوری زمین کو ان کے لیے سجدہ گاہ بنادیا گیا۔ ایک مسجد وہ ہے جو وقف ہو، یہاں مراد عام ہے "مصلی" یعنی نماز پڑھنے کی جگہ۔ تو پہلے انبیاء علیہم السلام کی ضرورت نہیں تھی تو ان کے لیے پوری زمین کو سجدہ گاہ نہیں بنایا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت تھی تو ان کے لیے پوری زمین کو سجدہ گاہ بنادیا۔

رسالت عامہ:

وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔

اللہ نے مجھے پوری مخلوق کا نبی بنایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: اُرْسِلْتُ اِلَى الْاِنْسِ وِ الْجِنِّ جَمِيْعًا مجھے انسان اور جنات کا نبی بنایا۔ بلکہ: أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔ مجھے پوری مخلوق کا نبی بنایا۔ پوری مخلوق میں جن، حور، غلمان، فرشتے، امتیں، امتوں کے نبی بھی ہیں۔

یہ تو ذی روح ہیں، فرشتہ، انسان، حور و غلمان ذی روح ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں صرف ذی روح کا نبی ہوں، بلکہ فرمایا میں پوری مخلوق کا نبی ہوں۔ مخلوق میں ذی روح بھی ہے، مخلوق میں جو روح والا نہیں وہ بھی ہے،

پتا یہ چلا کہ مخلوق میں مکین روح والا بھی ہے، مخلوق میں مکان جو روح والا نہیں وہ بھی ہے، مخلوق میں زمان بھی ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم سارے مکانات کے نبی ہیں، ہمارے نبی سارے مکینوں کے نبی ہے، ہمارے نبی سارے زمانوں کے نبی ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم جب سارے مکانوں کے نبی ہیں تو مکانوں میں دنیا بھی ہے، مکانوں میں برزخ بھی مکان ہے، تو حضور یہاں کے بھی نبی، حضور وہاں کے بھی نبی، ہمارے نبی سارے زمانوں کے نبی، ہمارے نبی قیامت تک کے نبی ہیں، جب دنیا بنی تھی تب بھی نبی تھے، جب دنیا نہیں ہو گی تب بھی نبی ہوں گے۔

قرآن کریم میں ہے کہ جب مشرکین نے کہا تھا: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هَـٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ.

سورۃ الانفال، آیت نمبر 32

ترجمہ: اے اللہ! اگر یہ دین محمد سچا ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہمیں دردناک عذاب دے دے۔

اللہ نے آسمان سے پتھر کیوں نہیں برسائے؟ خدا نے اس کی دلیل دی ہے،

فرمایا: وَأَنْتَ فِيهِمْ.

سورۃ الانفال، آیت 33

میں ان پر پتھر نہیں برساتا اس لیے کہ میرا نبی آپ جو اِن میں ہیں۔

☼ آپ صلی اللہ علیہ و سلم مکہ میں تھے پتھر نہیں برسے، وجہ "وَأَنْتَ فِيهِمْ"

☼ آپ صلی اللہ علیہ و سلم مکہ سے نکل کر مدینہ میں چلے گئے پتھر نہیں برسے، وجہ "وَأَنْتَ فِيهِمْ"

☼ آپ صلی اللہ علیہ و سلم وہاں سے تبوک چلے گئے، ان پر پتھر نہیں برسے، وجہ "وَأَنْتَ فِيهِمْ"

☼ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پہ گئے ان پر پتھر نہیں برسے، وجہ "وَأَنْتَ فِيهِمْ"
☼ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں گئے ان پر پتھر نہیں برسے، وجہ "وَأَنْتَ فِيهِمْ"

اللہ نے فرمایا ان کو ہلاک اس لیے نہیں کرتا کہ آپ ان میں موجود ہیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بھی نبی ہیں، مدینہ کے بھی نبی ہیں، فرش کے بھی نبی ہیں، عرش کے بھی نبی ہیں، اِس جہان کے بھی نبی ہیں، اُس جہان کے بھی نبی ہیں۔

"أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً" حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری مخلوق کے نبی ہیں۔ یہ بھی مخلوق، وہ بھی مخلوق، یہ جہان بھی مخلوق وہ جہان بھی مخلوق۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی جن کا نبی ہو ان میں زندہ بھی ہوتا ہے۔ مکہ کے نبی، مکہ میں زندہ، مدینہ کے نبی مدینہ میں زندہ، زمین کے نبی زمین پہ زندہ، فرش کے نبی فرش پہ زندہ، عرش کے نبی عرش پہ زندہ، یہاں کے نبی یہاں پہ زندہ، وہاں کے نبی وہاں پہ زندہ تو پھر مان لے نبی یہاں بھی زندہ تھے، نبی وہاں بھی زندہ ہیں، یہاں کے بھی نبی ہیں، وہاں کے بھی نبی ہیں، یہاں بھی زندہ وہاں بھی زندہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کی طرف کیوں بھیجا گیا ہے؟ تو وجہ حضور نے خود بتائی ہے، فرمایا: "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" آخری نبی جو ہوں۔ پہلے نبی پوری مخلوق کے نبی کیوں نہیں تھے؟ اس لیے کہ ان کے بعد نبی اور آنا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری مخلوق کے نبی کیوں ہیں؟ اس لیے کہ ان کے بعد کوئی اور نبی آنا جو نہیں ہے، اس لیے پوری مخلوق کے نبی ہیں۔

نبی جن کا نبی ہو ان میں نبی سے زیادہ حسین بھی کوئی نہیں ہوتا، ان میں نبی سے بڑا عالم بھی کوئی نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک سارے نبیوں کا علم ملا لیا جائے تو ہمارے نبی کا علم زیادہ ہے، قیامت

تک آنے والے سب انسانوں کے علم کو ملالیں تو میرے نبی کا علم زیادہ ہے، کیوں کہ نبی جن کا نبی ہو ان میں نبی سے بڑا عالم کوئی نہیں ہوتا، پوری کائنات کا علم ایک طرف ہو تو بھی ہمارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زیادہ ہے۔

نبی جن کا نبی ہو ان میں نبی سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہوتا۔ ہمارے نبی کا حسن سارے نبیوں سے زیادہ، اِن کا حسن امت سے زیادہ، اِن کا حسن جنت سے زیادہ، یہ جنت کا بھی نبی ہے، جنتی کا بھی نبی ہے تو جنتی سے بھی زیادہ مصطفیٰ حسین ہے، جنت سے بھی زیادہ مصطفیٰ حسین ہے۔

"وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً" فرمایامیں پوری مخلوق کا نبی ہوں۔ وجہ "وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ آخری نبی ہوں کہ میرے بعد کسی نبی نے آنا جو نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے چھ اعزاز دیے:

1: "أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ" مجھے جوامع الکلم دیے، وجہ؟ "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

2: "وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ" مجھے رعب دے کر میری مدد کی، وجہ؟ "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

3: "وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ" مالِ غنیمت میرے لیے حلال کیا، وجہ؟ "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

4: "وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا" ساری زمین کو میرے لیے طہور بنا دیا، وجہ؟ "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

5: "وَمَسْجِدًا" پوری زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ بنایا، وجہ؟ "خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میری ضرورت تھی۔

6: "وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً" مجھے پوری مخلوق کا نبی بنایا، وجہ؟ "خُتِمَ بِيَ

النَّبِيُّونَ" کہ میں آخری نبی جو ہوں میرے بعد کسی نبی نے آنا جو نہیں۔

یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور افضلیت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ہم آخری امت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا، اس امت کے بعد کسی امت نے آنا نہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بعد والوں کا تذکرہ فرمایا: متى ألقى إخواني؟ میں اپنے بھائیوں سے کب ملوں گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: بل أنتم أصحابي، وإخواني الذين آمنوا بي ولم يروني، أنا إليهم بالأشواق.

کنز العمال، حدیث نمبر 34583

تم تو میرے اصحاب ہو، میرے بھائی وہ ہیں جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں اور میرا کلمہ پڑھا ہے، ان کی ملاقات کا میں بھی شوق رکھتا ہوں، میرا دل کرتا ہے میں ان سے ملوں جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں لیکن میرا کلمہ پڑھا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھیں گے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حوض کوثر پر زیارت کریں گے۔ دعا کریں کہ اللہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جام کوثر عطا فرمائے، اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عشق نصیب فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بنائے۔ آمین بجاہ افضل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم سلنگور ملائیشیا

جمعرات، 13 دسمبر، 2018ء

خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم... حصہ اول

اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کے احکام اس وقت معلوم ہو سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھیں یا بات کو سنیں۔ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اس دنیا میں رہ کر نہ تو ہم نے اللہ کی ذات کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی بات کو سن سکتے ہیں۔ اس لیے ایک ایسے واسطے کی ضرورت ہے جس نے اللہ کی ذات کو دیکھا یا بات کو سنا ہو خواہ وہ بلا واسطہ (براہ راست) ہو یا بالواسطہ (بذریعہ وحی) ہو۔ اور وہ واسطہ رسول اور نبی کی ذات ہوتی ہے۔

چونکہ انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ رب العزت کے نمائندے اور پیغامبر ہوتے ہیں باقی انسانوں کو ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا جاتا ہے اور انہی کی اطاعت واتباع میں دنیا و آخرت کی کامیابیاں موجود ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی اور رسول کی اطاعت و اتباع ضروری ٹھہری جب یہ ضروری ہے تو نبی اور رسول کا ایسا ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ خود ہر طرح کے گناہوں سے پاک (معصوم) ہوں، کوئی چھوٹے سے چھوٹا، بڑے سے بڑا، جان بوجھ کر یا بھول چوک کر گناہ ان سے نہ ہونے پائے۔

اگر اس عقیدہ کو تسلیم نہ کیا جائے تو یہ لازم آئے گا بلکہ یہ تصور کیا جائے کہ نبی گناہوں سے معصوم نہیں ہوتا تو پھر نبی کے اس کام کی بھی اطاعت و اتباع ضروری قرار پائے گی اور چونکہ نبی کی اطاعت در حقیقت اللہ کی اطاعت ہے نتیجہ یہ نکلے گا کہ العیاذ باللہ گناہ بھی اطاعت خداوندی قرار پائے گا، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔

اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر جنت اور جہنم سے متعلق سارے خدائی احکامات غلط قرار پائیں گے کیونکہ جنت کا تعلق اللہ کی اطاعت پر ہے اور جہنم کا تعلق اللہ کی نافرمانی یعنی گناہ پر ہے اور نبی کو ہر طرح کے گناہوں سے پاک (معصوم) نہ ماننے

سے یہ لازم آئے گا کہ گناہ بھی اطاعت خداوندی ہیں ان پر بھی جنت ملنی چاہیے۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں۔ اور گناہ پر جہنم بھی نہیں ملنی چاہیے کیونکہ جہنم اللہ کے نافرمانوں کے لیے ہے اور گناہ کو اطاعت مان لینے سے بندہ نافرمان ہی نہیں ٹھہرتا تو جہنم کا مستحق کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

اس لیے شریعت کا تقاضا بھی یہی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جن کے سروں پر تاج نبوت و رسالت سجاتے ہیں تو ان کو ہر طرح کے گناہوں سے بچاتے ہیں۔ ذیل میں چند ایسے دلائل ذکر کیے جا رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ہر طرح کے گناہوں سے پاک (معصوم) ہوتا ہے۔

قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِيَ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ

سورۃ یونس، آیت نمبر 15

ترجمہ: وہ (کفار) کہتے ہیں کہ کوئی اور قرآن لے کر آؤ یا اس میں تبدیلی کرو۔ اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں کوئی تبدیلی کروں، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔

فائدہ: جب پیغمبر شریعت کے حکم کو بدلنے کے لیے راضی نہیں تو وہ شریعت کے حکم کی خلاف ورزی (گناہ) کیسے کر سکتا ہے؟

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 21

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

فائدہ: اسوۂ حسنہ اس وقت بن سکتے ہیں جب خود گناہوں سے پاک ہوں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى

سورۃ النجم، آیت نمبر 3، 4

ترجمہ: اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

فائدہ: جب نبی کی ہر بات وحی کے مطابق ہے تو اس میں غلطی اور گناہ کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں ذہن میں یہ اشکال نہیں ہونا چاہیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اجتہادات کو اللہ رب العزت نے ختم فرما دیا جیسے شہد کو اپنے اوپر حرام کر لینا۔ اگر آپ کی ہر بات وحی کے مطابق ہوتی تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس بات پر تنبیہ کیوں فرماتے؟ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی آیت منسوخ ہو جائے جس طرح آیت کے منسوخ ہونے سے اس کا غلط ہونا لازم نہیں آتا بالکل اسی طرح نبی کے اجتہاد کے ختم کرنے سے نبی کا گناہ گار ہونا قطعاً لازم نہیں آتا۔

ع   ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است

اللہ رب ذوالجلال کی قسم! ایسی خطا پر تو لاکھوں اربوں طاعتیں قربان ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

سورۃ الحشر، آیت نمبر 7

ترجمہ: رسول تمہیں جو کچھ دے وہ اس سے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔

فائدہ: اس آیت میں کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے میں امت کو نبی کی اطاعت کا پابند کیا گیا ہے اور یہ تب ہو سکتا ہے جب نبی خود بھی ہر طرح کے گناہوں سے پاک (معصوم) ہو ورنہ نبی کے قول و فعل میں تضاد لازم آئے گا اور یہ بات سراسر غلط ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ.

صحیح مسلم، باب طاعۃ الامراء، حدیث نمبر 4775

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

فائدہ: نبی کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نبی کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی تبھی ہو سکتی ہے جب نبی ہر طرح کے گناہوں سے پاک (معصوم) ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى فِيهِ فَقَالَ: اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلاَّ حَقٌّ.

سنن ابی داؤد، باب فی کتابۃ العلم، حدیث نمبر 3648

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے محفوظ کروں۔ قریش نے مجھے اس بات سے روکا اور کہنے لگے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہر بات لکھ لیتے ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو انسان ہیں، خوشی اور غمی میں کلام کرتے ہیں۔ تو میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ علیہ السلام نے اپنی انگلی مبارک کا اشارہ اپنے منہ مبارک کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: تم لکھا کرو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے

سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

فائدہ: نبی قسم اٹھا کر یہ بات بتا رہے ہیں کہ میں بولنے میں غلط بیانی سے کام نہیں لیتا کیونکہ یہ گناہ کا کام ہے مجھے اللہ رب العزت نے اس حوالے سے مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے رکھا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کو ہر طرح کے گناہوں سے پاک (معصوم) رکھا ہوا ہے۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (ت 150ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَاءُ عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کُلُّھُمۡ مُنَزَّھُوۡنَ عَنِ الصَّغَائِرِ وَالۡکَبَائِرِ وَالۡکُفۡرِ وَالۡقَبَائِحِ.

الفقہ الاکبر

ترجمہ: سارے انبیاء کرام علیہم السلام چھوٹے بڑے گناہوں، کفر اور ہر طرح کی برے کام اور بری باتوں سے پاک (معصوم) ہوتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) بعض محققین سے نقل فرماتے ہیں:

اِجۡمَاعُ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمۡ عَلَی التَّاَسِّیۡ بِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ فِیۡ اَقۡوَالِہٖ وَاَفۡعَالِہٖ وَسَائِرِ اَحۡوَالِہٖ حَتّٰی فِیۡ کُلِّ حَالَاتِہٖ مِنۡ غَیۡرِ بَحۡثٍ وَلَا تَفَکُّرٍ بَلۡ بِمُجَرَّدِ عِلۡمِھِمۡ اَوۡ ظَنِّھِمۡ بِصُدُوۡرِ ذٰلِكَ عَنۡہُ دَلِیۡلٌ قَاطِعٌ عَلٰی اِجۡمَاعِھِمۡ عَلٰی عِصۡمَتِہٖ وَتَنَزُّھِہٖ عَنۡ اَنۡ یَّجۡرِیَ عَلٰی ظَاھِرِہٖ اَوۡ بَاطِنِہٖ شَیۡءٌ لَا یُتَاَسّٰی بِہٖ فِیۡہِ مِمَّا لَمۡ یَقُمۡ دَلِیۡلٌ عَلَی اخۡتِصَاصِہٖ.

المرقاۃ شرح المشکوۃ

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تمام احوال میں بغیر کسی بحث و تفکر کے محض یہ جانتے ہوئے کہ یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے آپ کی اتباع پر متفق ہو جانا واضح دلیل ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپ کی عصمت پر اجماع ہے اور اس پر بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہراً و باطناً

ایسی کوئی چیز صادر نہیں ہو سکتی جس کی اتباع نہ کی جا سکتی ہو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت پر دلیل قائم نہ ہو جائے۔

علامہ عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) قاضی عیاض مالکی اور محققین فقہاء اور متکلمین (علم عقائد کے ماہرین) سے نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي عَيَاضُ ذَهَبَ طَائِفَةٌ مِّنْ مُحَقِّقِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُتَكَلِّمِيْنَ إِلَى الْعِصْمَةِ عَنِ الصَّغَائِرِ كَالْعِصْمَةِ فِي الْكَبَائِرِ.

النبراس: ص 283

ترجمہ: قاضی عیاض مالکی اور محقق فقہاء و متکلمین رحمہم اللہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جس طرح ہر قسم کے کبیرہ گناہوں سے پاک (معصوم) ہوتے ہیں بالکل اسی طرح ہر قسم کے صغیرہ گناہوں سے بھی پاک (معصوم) ہوتے ہیں۔

اس لیے مسلمان ہونے کے لیے یہ عقیدہ اپنانا ضروری ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہر طرح کے گناہوں سے پاک (معصوم) ہوتے ہیں۔ ان کے اخلاق، عادات، اقوال، افعال اور احوال ہر طرح کے گناہوں کی آمیزش سے پاک ہوتے ہیں۔ اللہ کے منتخب کردہ پسندیدہ و برگزیدہ انسان ہوتے ہیں۔ ان کا ظاہر و باطن شیطانی و نفسانی وساوس کے غلبے اور اللہ کی نافرمانی سے پاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی کے صدقے گناہوں سے پاک زندگی عطا فرمائے اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

خانقاہ چشتیہ، شاہ عالم سلنگور ملائیشیا

جمعرات، 20 دسمبر، 2018ء

خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم... حصہ دوم

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو جنت کی مٹی سے وجود بخشا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنتوں کی سردار (جنت الفردوس) کی مٹی سے وجود عطا فرمایا۔ دوسری بات یہ بھی سمجھ لیجیے کہ ہر شخص وہیں دفن ہوتا ہے جس جگہ کی مٹی سے اس کو پیدا کیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَقَدْ ذُرَّ عَلَيْهِ مِنْ تُرَابِ حُفْرَتِهِ

الجامع لاحکام القرآن: تحت آیت منها خلقنٰکم وفیھا نعیدکم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کو موت کے بعد اس مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس سے اس کو پیدا کیا گیا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں آرام فرما ہیں، یہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ ہے جسے ”روضہ رسول“ کہا جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ اَلْمَازِنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ۔

صحیح بخاری، باب فضل ما بین القبر والمنبر، حدیث نمبر 1195

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر سے میرے منبر تک کی جگہ جنت کا ٹکڑا ہے۔

اس مبارک جگہ کے بارے ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ مَالِكٌ اَلْحَدِيْثُ بَاقٍ عَلٰى ظَاهِرِهٖ وَالرَّوْضَةُ قِطْعَةٌ نُقِلَتْ مِنَ الْجَنَّةِ وَسَتَعُوْدُ اِلَيْهَا وَلَيْسَتْ كَسَائِرِ الْاَرْضِ تَفْنِيْ وَتَذْهَبُ۔ قَالَ اِبْنُ الْحَجَرِ وَهٰذَا

عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ وَهِيَ مِنَ الْجَنَّةِ الْآنَ حَقِيقَةً

مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک کا مطلب وہی ہے جو ظاہری طور پر سمجھ آرہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر والی جگہ جنت سے آئی تھی اور روز قیامت جنت میں ہی منتقل کر دی جائے گی۔ زمین کا یہ مبارک حصہ باقی زمین کی طرح فنا نہیں ہو گا۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زیادہ تر علماء کا یہی نظریہ ہے کہ قبر مبارک والی جگہ آج بھی "حقیقی جنت" ہے۔

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ تخلیق جنت کی مٹی ہے اور جنت کی مٹی کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ اس میں طہارت، پاکیزگی، لطافت، تقدس اور خوشبو ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تمام چیزیں باکمال طریقے سے موجود تھیں چونکہ جنت کی مٹی میں پاکیزگی ہوتی ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پاکیزگی کے پیکر تھے اور وہ پاکیزگی آپ کی طبیعت بن چکی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کی ایک لطیف دلیل آپ کے وجود مبارک کی تخلیق کا جنت کی مٹی سے ہونا بھی ہے۔ جب آپ کی طینت نیک اور مادہ تخلیق پاکیزہ ہے تو اس سے وجود پذیر ہونے والا وجود مبارک بھی پاکیزہ ہے، یہ پاکیزگی آپ کی طبیعت بن گئی۔ اس لیے شریعت آپ کی طبیعت پر نازل ہوتی تھی اور علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقل مبارک پر نازل ہوتا ہے، اس لیے آپ کے اقوال مبارک وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اخلاق، اعمال، احوال، اقوال الغرض مکمل زندگی واجب الاتباع قرار دے دی گئی کیونکہ ان میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں تھی کہ جہاں پاکیزگی کامل طور پر نہ پائی جاتی ہو۔ اس کا اثر تھا کہ آپ طبعی طور پر گناہ سے

دور رہتے۔ بلکہ اعلان نبوت سے قبل بھی اس پاکیزگی کے ایسے اثرات مرتب ہوتے تھے کہ آپ گناہوں والی جگہوں سے دور رہتے تھے۔ عرب کے اس معاشرے میں جہاں جہالت کی بنیاد پر معاشرتی گناہوں کو فخر کے طور پر اپنایا جاتا ہو، ایسے ماحول میں نبی کو گناہوں سے دور رکھنے والی چیز فطرتی معصومیت اور حفاظت خداوندی ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ہر وقت مشاہدہ حق میں مستغرق ہوتے ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک ہر وقت اللہ کی محبت، معرفت، عظمت اور شان جلال و جمال میں غرق رہتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہر لمحہ محبت، معرفت اور عظمت باری تعالیٰ بڑھتی ہی رہتی ہے۔ اس لیے کسی وقت نبی اپنے خدا کی نافرمانی کی طرف التفات نہیں کرتا۔ نبی کو مشاہدہ حق سے فرصت ہی نہیں ہوتی کہ وہ گناہوں کی طرف بڑھے بلکہ مسلسل وہ صرف اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں آگے بڑھتے ہی رہتے ہیں۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اطاعتِ خداوندی کو اختیار کرنا اور گناہوں سے بچنا نبی کے اختیار اور اللہ کی طرف سے حفاظت دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے نبی اپنے ارادے سے گناہوں سے دور رہتا ہے اور اگر کبھی وسوسہ بھی آجائے تو خدا تعالیٰ خود نبی کو بچا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی کے صدقے گناہوں سے پاک زندگی عطا فرمائے اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

جامعہ مدینۃ العلم، فیصل آباد

جمعرات، 27 دسمبر، 2018ء

مآخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	قرآن کریم	....	....
2	الفقہ الاکبر	امام نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمہ اللہ	150ھ
3	موطا امام مالک	امام مالک بن انس رحمہ اللہ	179ھ
4	مسند الطیالسی	امام سلیمان بن داؤد الطیالسی رحمہ اللہ	204ھ
5	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ	241ھ
6	سنن دارمی	امام عبد اللہ الدارمی رحمہ اللہ	255ھ
7	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	256ھ
8	الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ	256ھ
9	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ	261ھ
10	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمہ اللہ	273ھ
11	سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ	275ھ
12	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ	279ھ
13	مسند بزار	امام احمد بن عمرو بزار رحمہ اللہ	292ھ
14	تعظیم قدر الصلاۃ	امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ	294ھ
15	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ	303ھ
16	عمل الیوم واللیلۃ	امام احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ	303ھ
17	صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق خزیمہ رحمہ اللہ	311ھ

ماخذ و مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
18	نوادر الاصول	امام محمد بن علی الترمذی رحمہ اللہ	320ھ
19	مساوی الاخلاق	امام محمد بن جعفر خرائطی رحمہ اللہ	327ھ
20	المجالسۃ و جواہر العلم	امام ابو بکر احمد بن مروان رحمہ اللہ	333ھ
21	معجم کبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
22	معجم اوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
23	کتاب الدعاء	امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	360ھ
24	عمل الیوم واللیلۃ	امام ابو بکر ابن السنی رحمہ اللہ	364ھ
25	مستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ	405ھ
26	الترغیب والترہیب	امام احمد بن عبد اللہ الاصبہانی رحمہ اللہ	430ھ
27	فضائل الاوقات	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
28	سنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
29	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ	458ھ
30	جامع بیان العلم وفضلہ	امام یوسف بن عبد البر رحمہ اللہ	463ھ
31	بدائع الصنائع	امام ابو بکر الکاسانی رحمہ اللہ	587ھ
32	الجامع لاحکام القرآن	امام محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ	671ھ
33	مشکوٰۃ المصابیح	محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ	741ھ
34	جامع العلوم والحکم	امام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ	795ھ

ماخذو مراجع

(کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے)

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
35	المقصد العلی	امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ	807ھ
36	مجمع الزوائد	امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ	807ھ
37	کنز العمال	امام علی بن حسام الدین رحمہ اللہ	975ھ
38	مرقاۃ المفاتیح	امام ملا علی قاری رحمہ اللہ	1014ھ
39	حجۃ اللہ البالغۃ	امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ	1171ھ
40	النبراس	امام عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ	1239ھ
41	المہند علی المفند	امام خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ	1346ھ
42	امداد الفتاویٰ	امام اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	1362ھ

متکلم اسلام ایک نظر میں

نام: محمد الیاس گھمن

پیدائش: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی سرگودھا، پاکستان

تعلیم: حفظ القرآن الکریم جامع مسجد بوہڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر قرآن: امام اھل السنۃ والجماعۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

درس نظامی: آغاز؛ جامعہ بنوریہ کراچی۔ اختتام: دورہ حدیث (مساوی ایم۔اے) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: معہد الشیخ زکریا، چپاتا زمبیا افریقہ

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

مناصب: سرپرست: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

امیر: عالمی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

سرپرست: خانقاہ حنفیہ

تبلیغی اسفار: سعودی عرب، عرب امارت، ساؤتھ افریقہ، نیپال، کینیا، زمبیا، یمن، افغانستان، برما، بحرین ہانگ کانگ، ملائشیا، سنگاپور، ملاوی، سری لنکا، موزمبیق، سوازی لینڈ، ترکی، تھائی لینڈ

تصانیف: عقائد اھل السنۃ والجماعۃ، نماز اہل السنّت، دروس القرآن، دروس الحدیث، صراط مستقیم کورس (مردخواتین) اعتکاف کورس، رمضان المبارک فضائل ومسائل، القواعد فی العقائد، زبدۃ الشمائل شرح شمائل ترمذی قربانی کے فضائل ومسائل، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ، خطبات متکلم اسلام۔

بیعت وخلافت: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ

امین العلماء حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ حضرت اقدس مولانا عبد الحفیظ مکی رحمہ اللہ

پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم

